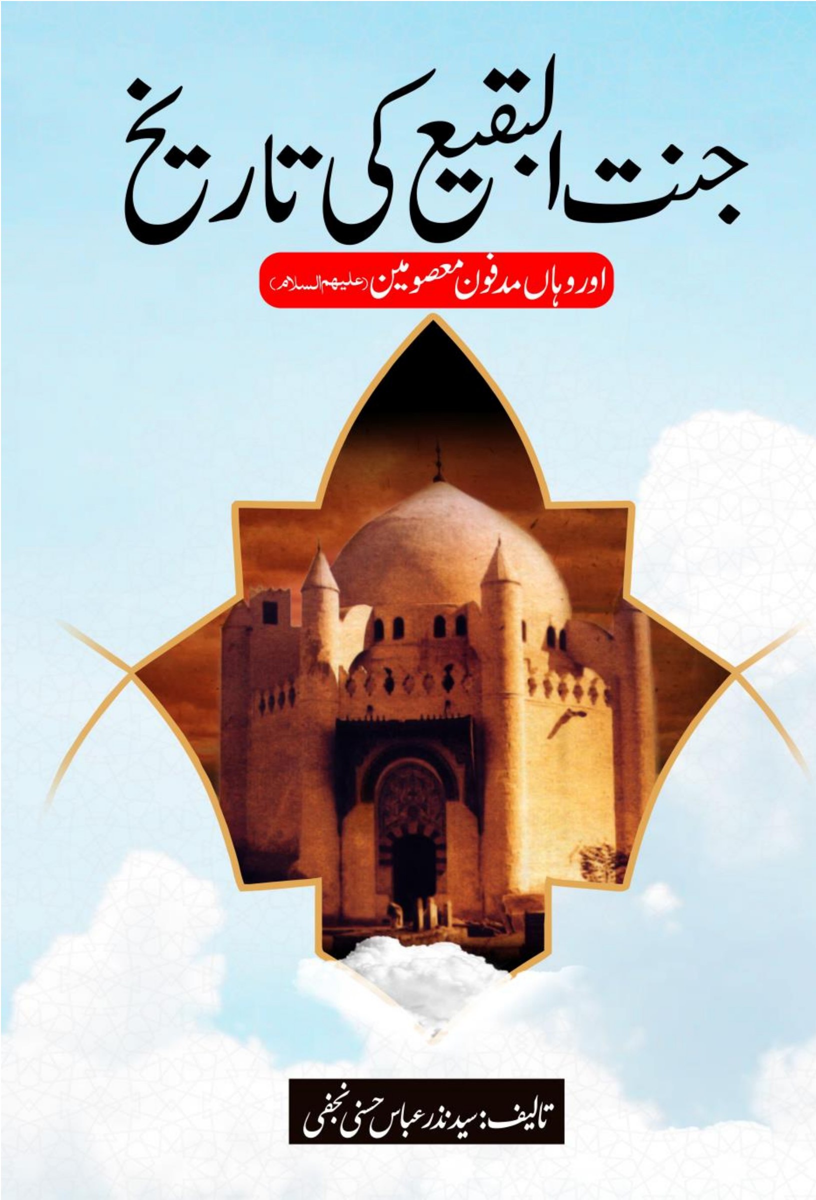
جنت البقیع کی تاریخ
اور وہاں مدفون معصومین (علیہم السلام)
تالیف: سید نذر عباس حسنی نجفی

جنت البقیع کی تاریخ

اور وہاں مدفون معصومین(ع)

رسول خدا(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

جنت البقیع سے ایسے ستّر ہزار افراد محشور ہوں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح درخشاں ہوں گے اور وہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

جنت البقیع کی تاریخ

اور وہاں مدفون معصومین (ع)

تالیف: سید نذر عباس حسنی نجفی

پیشکش: مرکز امیر المومنین (ع) برائے ترجمہ
روضہ مبارک امام علی (علیہ السلام)

جنت البقیع کی تاریخ اور وہاں مدفون معصومین(ع)

کتاب: جنت البقیع کی تاریخ اور وہاں مدفون معصومین (علیہم السلام)

تالیف: سید نذر عباس حسنی نجفی

کمپوزنگ وڈیزائننگ: مرتضی شاکر/ حسنین شبع

پیشکش: مرکز امیر المومنین (علیہ السلام) برائے ترجمہ

ناشر: فکر وثقافت سیکشن/روضہ مبارک امام علی (علیہ السلام)

سال طباعت: 2018ء

نوٹ: اس کتاب کو بغیر کسی کمی زیادتی کے ہر ایک کو پرنٹ کروانے کی اجازت ہے اور اسی طرح اس کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر ایک نشر اور شیئر کر سکتا ہے۔

انتساب

مرحوم بھائی تقی حسین کے نام............

نذر عباس حسنی

پیش لفظ

"مرکز امیر المومنین (علیہ السلام) برائے ترجمہ" اداری طور پر روضہ مبارک امام علی (علیہ السلام) کے فکر و ثقافت سیکشن کا ایک شعبہ ہے اور روضہ مبارک کے دوسرے سیکشن اور شعبے بھی اس مرکز سے ضرورت کے وقت استفادہ کرتے ہیں۔ مرکز امیر المومنین (علیہ السلام) برائے ترجمہ ایک علمی، تحقیقی، تعلیمی اور ثقافتی ادارہ ہے کہ جس میں علمی مواد کا عربی زبان سے دنیا میں رائج زبانوں میں اور دنیا میں رائج زبانوں سے عربی میں ترجمہ کیا جاتا ہے۔

اس مرکز کے ارکان دنیا کی دسیوں زبانوں میں اپنی صلاحیتوں کی بدولت مسلسل انسانیت کی علمی و دینی خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور اسی سلسلہ کی ایک کڑی زیر نظر کتاب "جنت البقیع کی تاریخ اور وہاں مدفون معصومین (علیہم السلام)" بھی ہے کہ جس کی تالیف کے فرائض سینکڑوں کتابوں کے مؤلف و مترجم اور "مرکز امیر المومنین (علیہ السلام) برائے ترجمہ" کے رکن سید نذر عباس حسنی نجفی نے سرانجام دیے ہیں۔

جنت البقیع کی تاریخ اور وہاں مدفون معصومین (ع)

اس کتاب کو اس امید کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے کہ یہ کتاب اپنے علمی و تاریخی مواد کی بدولت قارئین کے لیے مفید ثابت ہو گی اور انھیں جنت البقیع اور وہاں مدفون ہستیوں کے بارے میں بہت سی تاریخی معلومات حاصل ہوں گی۔

ادارہ مرکز امیر المومنین (علیہ السلام) برائے ترجمہ

روضہ مبارک امام علی (علیہ السلام)

نجف اشرف/عراق

عرضِ مؤلف

اہل بیت (علیہم السلام) کے دشمنوں نے نور خداوندی کو بجھانے کے لیے کبھی تو رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے حقیقی جانشینوں آئمہ اطہار (علیہم السلام) کو شہید کیا، اور کبھی حضرت علی بن ابی طالب (علیہما السلام) اور باقی آئمہ اطہار اور اہل بیت (علیہم السلام) کی فضیلت بیان کرنے والوں کو قتل کیا اور انھیں زندانوں میں ڈالا، اور کبھی سنت نبوی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) میں تحریف و تبدیلی کی اور کبھی امام حسین (علیہ السلام) کی قبر اقدس کو مسمار کیا۔

جب ان دشمنان اہل بیت نے یہ دیکھا کہ اہل بیت (علیہم السلام) کے نورِ ہدایت کو ختم کرنے کے لیے تمام تر وسائل کا استعمال کرنا بے کار ہو گیا ہے تو ان دہشت گردوں نے حقیقی اسلام اور اہل بیت (علیہم السلام) کے نور ہدایت کو ختم کرنے کے لیے جنت البقیع کے مقدس قبرستان کے احترام کو پامال کرتے ہوئے جنت البقیع میں موجود اسلام کے بلند مرتبہ لیڈروں اور آئمہ اطہار و اہل بیت (علیہم السلام) کی قبروں کو مسمار کر دیا اور اب تک یہ دہشت گرد اس کوشش میں ہیں کہ عراق میں موجود آئمہ اطہار (علیہم السلام) کے مراقد اور روضوں کو بھی تباہ کر دیا جائے لیکن اللہ نے چاہا تو ان کی یہ نجس خواہش کبھی پوری نہ ہو گی۔

جنت البقیع کی تاریخ اور وہاں مدفون معصومین(ع)

جنت البقیع میں مدفون آئمہ اطہار (علیہم السلام) پر فقط ان کی زندگی میں ہی ظلم و ستم کی انتہاء نہ ہوئی بلکہ ان دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید ہو جانے کے بعد بھی ان پر ظلم و ستم آج تک جاری ہے ان کی قبروں کو مسمار کر دینا، ان کے روضوں اور مزاروں کو تباہ کر دینا اور ان کے چاہنے والوں کو ان کی زیارت سے روکنا ایک واضح ظلم ہے۔

ہم سب پر واجب ہے کہ ہر پُرامن طریقے سے جنت البقیع کو دوبارہ تعمیر کرنے کا مطالبہ کریں اس سلسلہ میں پُرامن جلسے، جلوس اور مجالس منعقد کریں اور ہر قسم کے میڈیا کے ذریعے اس تاریخی مقام کی بحالی کی جدوجہد میں حصہ لیں۔

جنت البقیع ایک مقدس قبرستان ہے اور اس میں تاریخ کی نامور شخصیات مدفون ہیں، مدینہ منورہ میں واقع یہ قبرستان اپنی تاریخی اہمیت کے پیش نظر نا صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کا ورثہ ہے اور انسانوں کی ہر نسل چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب و ملت سے ہو اس تاریخی وراثت میں برابر کی شریک ہے۔

اسی طرح اس تاریخی مقام کی مکمل تاریخ سے آگاہی، اس کی زیارت اور اس کی بحالی ہر انسان کا حق بلکہ فریضہ ہے، اور کسی بھی شخص یا گروہ کے لیے اس تاریخی مقام کو تباہ کرنا یا لوگوں کی پہنچ سے دور رکھنا انسانی، اخلاقی اور تاریخی جرم ہے۔

جنت البقیع کی تاریخ اور وہاں مدفون معصومین (ع)

یہ بات بھی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ تاریخی واقعات کو بغیر کسی کمی و زیادتی کے جاننا ہر نسل کے ہر انسان کا حق ہے، جبکہ تاریخ کو چھپانا یا اس میں ردّ و بدل کرنا یا اسے کوئی خاص رنگ دینا اخلاقی اور قانونی طور پر درست نہیں ہے۔

جنت البقیع سے متعلقہ تمام واقعات اور سانحات تاریخ کا حصہ ہیں لہذا ان پر پردہ ڈالنا یا انھیں کسی خاص رنگ میں رنگنا تمام انسانوں کے حق میں بد ترین جرم اور آنے والی نسلوں سے خیانت کرنے کے مترادف ہے۔

یہ کتاب جنت البقیع کی تاریخ، اہمیت، ایک شدت پسند گروہ کے ہاتھوں اس کی بار بار تباہی، دنیا کے اس سانحہ پر ردِّ عمل اور یہاں مدفون معصومین علیہم السلام سمیت دیگر ہستیوں کے بارے میں ایک مختصر جائزہ ہے۔

اس کتاب کی تالیف کا مقصد آنے والی نسلوں کے لیے جنت البقیع کی تاریخ کو محفوظ بنانا، دنیا کو آثار قدیمہ اور مقدس مقامات کے خلاف شدت پسند گروہوں کے جرائم سے آگاہ کرنا اور ان کی روک تھام کے لیے دنیا کے باضمیر اور عقل مند لوگوں کو دعوت دینا ہے۔

میرے خیال میں اگر دنیا والے جنت البقیع کو منہدم کرنے والے شدت پسندوں

اور ان کے نظریات کی روک تھام کے لیے پہلے کچھ کر لیتے تو دنیا کے مختلف حصوں میں لاکھوں لوگوں کو قتل ہونے سے بچایا جا سکتا تھا، دنیا کے طول و عرض میں موجود آثار قدیمہ کو تباہ ہونے سے بچایا جاسکتا تھا، مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے مقدس مقامات کی بے حرمتی روکی جاسکتی تھی، پوری دنیا کے امن وامان کو داؤ پر لگنے سے محفوظ رکھا جا سکتا تھا، پوری دنیا میں موجود بچوں کو خوف سے خالی ماحول اور ترقی پسند معاشرہ فراہم کیا جاسکتا تھا......

لیکن.....اس بارے میں شاید مصلحتوں اور وقتی مفادات کو ترجیح دی گئی، جس کا نتیجہ ساری دنیا والے دیکھ رہے ہیں شدت پسندی کو عالمی سطح پر نہ روکے جانے کے سبب نا صرف جنت البقیع کو گرانے والے گروہ کے نظریات نے مختلف ناموں کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں اپنا وجود نظریاتی اور انفرادی طور پر مضبوط کیا بلکہ ان شدت پسندوں کی مخالفت کرنے والی متعدد اقوام میں بھی شدت پسند گروہ پیدا ہو گئے۔

ماضی کو بدلہ نہیں جاسکتا لیکن حال اور مستقبل کو محفوظ بنانے کے لیے کام ضرور کیا جاسکتا ہے لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ پوری دنیا سے ہر قسم کی شدت پسندی کو ختم کرنے کے لیے سنجیدگی سے کام کیا جائے اور ہر شخص، ہر ادارہ، ہر قوم، ہر ملک اور ہر حکومت شدت پسندی کو ختم کرنے کے لیے سنجیدہ اقدامات کرے اور اس دنیا کو بچانے

کے لیے وقتی مفادات اور آپس کے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر کوشش کرے کیونکہ شدت پسندی پوری دنیا کی مشترکہ دشمن ہے۔

امید ہے یہ کتاب جنت البقیع جیسے تاریخی مقام کو جاننے کا ایک دروازہ ثابت ہو گی، دنیا کو شدت پسندی کے خلاف سوچنے کا موقع فراہم کرے گی۔ خدا اس کاوش کو ہم سب کے دنیا و آخرت کا ذخیرہ قرار دے۔

والسلام...

نذر عباس حسنی

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ پہلا اسلامی دارالخلافہ اور مسلمانوں کے نزدیک مکہ مکرمہ کے بعد دوسرا مقدس ترین شہر ہے۔

مدینہ منورہ سعودی عرب کے مغربی حصہ میں سرزمینِ حجاز پر واقع ہے اور مکہ مکرمہ سے تقریبا 400 کلو میٹر کے فاصلے پر شمال مشرقی جانب میں موجود ہے۔ بحر الاحمر (بحر قلزم) سے تقریبا 150 کلو میٹر کے فاصلے پر مشرق کی سمت میں ہے اور سب سے قریبی بندرگاہ میناء ینبع ہے کہ جو مدینہ منورہ کے مغرب کی طرف جنوبی سمت میں تقریبا 220 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

مدینہ منورہ کا موجودہ رقبہ تقریباً 589 کلو میٹر ہے اس میں سے تقریبا 100 کلو میٹر میں آبادی اور عمارتیں ہیں جبکہ باقی رقبہ میں پہاڑ، وادیاں صحراء، کھیت، قبرستان اور سڑکیں وغیرہ ہیں۔

مدینہ منورہ کا شہر ہجرتِ نبوی سے 1500 سال سے بھی زیادہ پرانا ہے، اسلام سے پہلے اس شہر کو یثرب کہا جاتا تھا اور یہی نام قرآن مجید کی اس آیت میں بھی استعمال ہوا ہے:

وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا[1]

ترجمہ: اور جب ان میں سے ایک گروہ کہنے لگا: اے یثرب والو! تمہارے لیے یہاں ٹھہرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے پس لوٹ جاؤاور ان میں سے ایک گروہ نبی سے اجازت طلب کر رہا تھا یہ کہتے ہوئے: ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے، وہ صرف بھاگنا چاہتے تھے۔

[1] سورة احزاب، آیت 13

مدینہ میں تاریخی مقامات مقدسہ

مدینہ کے اندر اور اس کے گرد و نواح میں بہت سی مساجد، مزارات اور دیگر مقدس مقامات ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

مسجد نبوی

مسجد نبوی میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا روضہ مبارک ہے، مسلمانوں کے نزدیک مسجد الحرام کے بعد دوسرا مقدس ترین مقامِ عبادت مسجد نبوی ہے۔ مسجد نبوی سعودی عرب کے مغربی حصہ میں واقع شہر مدینہ منورہ میں ہے۔

مسجد نبوی ان تین مساجد میں سے ایک ہے کہ جن کے طرف دین اسلام کے حکم کے تحت سفر کیا جاتا ہے حضرت علی (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

لَا تشد الرحال إلّا الی ثلاثة مساجد: المسجد الحرام، ومسجد الرسول، ومسجد الكوفة[2]

ترجمہ: تین مساجد کی جانب سفر کرو مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد کوفہ۔

[2]) الخصال للصدوق، شفاء السقام للشيخ تقي الدين السبكي ص234 ط الرابعة.

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے مسجد نبوی کی بنیاد ہجرت کے پہلے سال ربیع الاول میں رکھی۔

جنت البقیع

قبرستانِ جنت البقیع مسجد نبوی کی جنوب مشرقی سمت میں واقع ہے بعض روایات کے مطابق جنت البقیع کا قبرستان اسلام سے پہلے موجود تھا اور اہل یثرب میتوں کو اسی قبرستان میں دفن کرتے تھے اس قبرستان میں مدفون اہم شخصیات درج ذیل ہیں:

(1) ایک روایت کے مطابق دخترِ رسول (ص) حضرت فاطمہ زہراء (علیہا السلام)

(2) حضرت امام حسن (علیہ السلام)

(3) حضرت امام زین العابدین (علیہ السلام)

(4) حضرت امام محمد باقر (علیہ السلام)

(5) حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام)

(6) پسرِ رسول (ص) حضرت ابراہیم (علیہ السلام)

(7) جناب عباس بن عبد المطلب

(8) جناب محمد بن حنفیہ

(9) جناب حسن بن امام حسن (علیہ السلام)

(10)جناب عقیل بن ابی طالب

(11)جناب عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب

(12)جناب اسماعیل بن امام جعفر صادق (علیہ السلام)

(13)جناب محسن بن امام علی ابن ابی طالب (علیہم السلام) ایک احتمال کی بناپر بقیع میں دفن ہیں۔

(14)جناب محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (علیہم السلام)

(15)جناب حسین بن علی بن حسین (علیہم السلام)

(16)جناب حسن بن امام جعفر صادق (علیہ السلام)

(17)جناب عبداللہ کہ جو امام حسن (علیہ السلام) کے پوتے ہیں۔

(18)جناب محمد نفس زکیہ بھی ایک قول کی بناپر بقیع میں دفن ہیں۔

(19)امام سجاد (علیہ السلام) کی بعض اولاد

(20)امام باقر (علیہ السلام) کی بعض اولاد

(21)امام جعفر صادق (علیہ السلام) کی بعض اولاد

(22)امام موسی کاظم (علیہ السلام) کی بعض اولاد

(23)امیر المومنین (علیہ السلام) کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد (علیہا السلام)

(24)امیر المومنین (علیہ السلام) کی زوجہ حضرت ام البنین (علیہا السلام)

(25)جناب صفیہ بنت عبد المطلب

(26)جناب عاتکہ بنت عبد المطلب

(27)جناب جمانہ بنت عبد المطلب بھی ایک قول کی بناپر بقیع میں دفن ہیں۔

(28)زوجۂ رسول(ص) جناب ام سلمی

(29)زوجۂ رسول(ص) جناب ماریہ قبطیہ

(30)زوجۂ رسول(ص) جناب ام حبیبہ

(31)زوجۂ رسول(ص) جناب زینب

(32)زوجۂ رسول(ص) جناب ریحانہ

(33)زوجۂ رسول(ص) جناب سودہ

(34)زوجۂ رسول(ص) جناب جویریہ

(35)زوجۂ رسول(ص) جناب عائشہ

(36)زوجۂ رسول(ص) جناب حفصہ

(37)جناب عثمان بن مظعون

(38)جناب جابر بن عبداللہ

(39)جناب عبداللہ بن مسعود

(40)بعض شہداءِ احد

(41)شہداءِ حرہ

(42)جناب مقداد

مسجدِ قباء

یہ مسجد مدینہ منورہ سے تقریباً ساڑھے تین کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ تاریخِ اسلام میں تعمیر ہونے والی یہ پہلی مسجد ہے، حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو آپ(ص) نے اپنے دستِ مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی اور پھر صحابہ کرام نے اس کو مکمل کیا۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) وقتاً فوقتاً اِس مسجد میں آیا کرتے تھے۔

جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو سب سے پہلے قباء کے مقام پر قیام فرمایا اور بیس دن تک اسی جگہ حضرت علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) کی آمد کا انتظام کرتے رہے، اس قیام کے دوران حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اس مسجد کو تعمیر کیا، جس دوران آپ(ص) مقامِ قباء میں قیام پذیر رہے اور اس دوران آپ(ص) نماز قصر ادا کرتے رہے۔

مسجدِ قباء میں نماز پڑھنا اور دعا مانگنا مستحب ہے فرمان الٰہی ہے:

لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ[3]

ترجمہ: جو مسجد پہلے ہی دن سے تقویٰ کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے وہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں، اس میں ایسے لوگ ہیں جو صاف اور پاکیزہ رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اسی طرح رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) فرماتے ہیں:

مَنْ اٰتٰی قبا وَ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ رَجَعَ بِعَمْرَةٍ[4]

ترجمہ: جو بھی مسجد قبا میں آکر دو رکعت نماز ادا کرے اسے عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

مساجد اُحد

اُحد کے مقام پر بہت سی مساجد تھیں کہ جن میں سے اکثر کو وہابیوں نے شہید کر کے ختم کر دیا ہے ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

(1) مسجد امام علی بن ابی طالب (علیہ السلام)

---

[3]) سورة توبه آيت 108

[4]) كتاب كامل الزيارات/ الباب السّادس/ فصل إتيان المشاهد بالمدينة وثواب ذلك.

(2) مسجد الحمزہ (علیہ السلام)**:** وہابیوں نے اپنے پہلے دورِ حکومت میں اِس مسجد کو تباہ کر دیا تھا لیکن بعد میں جب عثمانی حکومت نے مقبوضہ علاقے لشکر کشی کے ذریعے واپس لیے تو مصری حاکم اشرف قاتیبای نے حکم دیا کہ اس مسجد کو دوبارہ بنایا جائے اور شہداءِ احد کی قبروں پر بلند گنبد تعمیر کیے جائیں۔اس کے حکم پر مسجد حمزہ کی دوبارہ تعمیر کی گئی اور شہداءِ احد کی قبروں پر بلند گنبد تعمیر کیا گیا اور لوہے کی خوبصورت ضریح کو قبروں پر نصب کیا گیا۔

(3) مسجد المصرع: یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے چچا حضرت حمزہ کو شہید کیا گیا۔

(4) مسجد الرماۃ: یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں جنگ احد میں تیر انداز کھڑے کیے گئے تھے۔

(5) مسجد المستراح: یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) جنگ احد کے بعد آرام کرنے کے لیے بیٹھے تھے اور اس وقت یہ جگہ مدرسہ عمرو بن جموح کے ساتھ ہے۔

(6) مسجد ثنایا: یہ وہ مقام ہے کہ جہاں رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے دانت مبارک شہید ہوئے تھے۔

(7) مسجد الدرع یا مسجد البدائع: یہ وہ مقام ہے کہ جہاں رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے نماز عصر، نماز مغرب، نماز عشاء اور نماز صبح پڑھی اور اسی جگہ پر جنگی لباس زیب تن کیا اسی وجہ سے اس مسجد کو مسجد الدرع کہا جاتا ہے لیکن اس وقت یہ جگہ ایک کھنڈر اور خرابہ ہے کہ جو بیت الشیخ حکیم درویش کے سامنے ہے۔

بیت الاحزان

یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں حضرت فاطمہ زہراء (علیہا السلام) اپنے بابا حضرت **محمد** (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی وفات کے بعد گریہ کیا کرتی تھیں، یہ جگہ حضرت عقیل بن ابی طالب کے گھر کے ساتھ واقع تھی اور واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام زین العابدین (علیہ السلام) بھی اسی جگہ پر آکر بہت زیادہ گریہ کیا کرتے تھے۔

خلافتِ عثمانیہ کے دور میں اس جگہ لوہے کی ایک ضریح بھی نصب کی گئی لیکن 1344 ہجری میں باقی مقدس مقامات کی طرح یہ جگہ بھی گرا کر ختم کر دی گئی۔

رَبذہ

رَبذہ مدینہ منورہ سے تقریباً 200 کلو میٹر کے فاصلے پر مشرق کی سمت میں واقع ہے یہ ایک تاریخی قصبہ ہے کہ جہاں حضرت ابوذر غفاری (رضوان اللہ علیہ) کو حاکمِ وقت نے مدینہ سے نکال کر بھیجا گیا تھا اور اسی قصبہ میں حضرت ابوذر غفاری (رضوان اللہ علیہ) مدفون ہیں۔

یہ قصبہ عراقی حاجیوں کے پرانے راستے میں آتا تھا اور سفرِ حج کی افضل منازل میں سے تھا۔ یہاں پر ان کنوؤں میں سے ایک کنواں اب بھی موجود ہے کہ جنھیں زبیدہ خاتون نے حاجیوں کے راستوں میں بنوایا تھا۔

اس قصبہ اور اس کی مسجد کے آثار اور کھنڈرات اب بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح ربذہ ہی میں جناب ابو جعفر عبداللہ بن حسن (علیہ السلام) کا مرقد بھی ہے۔

مسجد غدیر

تاریخ اسلام اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی زندگی میں غدیرِ خم کے واقعہ کو بہت اہمیت حاصل ہے، غدیرِ خم کے مقام پر ایک مسجد تھی کہ جہاں پر مومنین اُس عظیم جلسہ کی یاد تازہ کرنے جاتے تھے کہ جس میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اپنے

بھائی حضرت علی (علیہ السلام) کی خلافت و ولایت کا باقاعدہ اعلان فرمایا تھا اور لوگوں سے اس سلسلہ میں بیعت لی تھی۔

روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ مسجد غدیر میں نماز پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اس جگہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے حضرت علی (علیہ السلام) کو اپنا نائب مقرر کیا تھا یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے حق کو ظاہر کیا تھا۔[5]

حسان الجمال کہتا ہے کہ میں امام جعفر صادق (علیہ السلام) کو سواری پر مدینہ سے مکہ لے جا رہا تھا اور جب ہم مسجد غدیر کے پاس پہنچے تو امام (علیہ السلام) نے مسجد کے بائیں طرف دیکھا اور فرمایا: یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے کھڑے ہو کر فرمایا تھا: **من کنت مولاہ فعلی مولاہ**[6]

مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہ مسجد عین اور غدیر کے درمیان میں تھی، لیکن آج اس مسجد کا نام و نشان نہیں ہے وہابیوں نے اس مسجد کی بنیادوں تک کو اکھاڑ پھینکا حالانکہ

❖ یہ ان گھروں میں سے ایک تھا کہ جہاں حکم الٰہی کے مطابق اللہ کا نام اور ذکر بلند

---

[5]) وسائل الشيعة/ باب استحباب الصلاة في مسجد الغدير وخصوصاً في ميسرته

[6]) من لا يحضره الفقيه: 1 / 230 ح 687، وسائل الشيعة/ باب استحباب الصلاة في مسجد الغدير وخصوصاً في ميسرته

ہوتا تھا۔

- ❖ یہ ان مساجد میں سے ایک تھی کہ جن کی تعمیر کی اللہ تعالیٰ نے دعوت دی ہے۔
- ❖ اسی طرح یہ مسجد اسلامی آثار قدیمہ کا ایک اہم حصہ تھی۔
- ❖ اسلامی تاریخ اور مسلمان رہنماؤں کی یاد کو باقی رکھنے کے لیے اس کی حفاظت واجب تھی۔
- ❖ یہ مسجد اس عظیم تاریخی واقعہ کی یادگار تھی کہ جو ایمان کی علامت شمار ہوتا ہے۔

اور شاید یہی وجہ ہے کہ وہابیوں نے اس کا نام و نشان تک مٹا دیا۔

اس یادگار کو مٹانے کے لیے فقط اس پر اکتفا نہ کیا گیا بلکہ صدیوں سے اس مسجد کے پاس سے گزرنے والا وہ راستہ ہی ختم کر دیا کہ جس راستے سے مدینہ کے لوگ مکہ آیا کرتے تھے۔

مسجد جمعہ

یہ تاریخی مقام مسجد قباء سے آتے ہوئے پہلی چھوٹی سڑک پر مسجد بنات النجار کے سامنے واقع ہے۔ اس کو مسجد الجمعہ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم) نے تاریخ اسلام میں پہلی نماز جمعہ اس مقام پر پڑھائی کہ جب اللہ تعالٰی نے اپنے اس فرمان کے ذریعے نماز جمعہ کو واجب قرار دیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ[7]

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت ترک کر دو، یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) قباء کے مقام پر پہنچے تو اس جگہ چند دن قیام فرمایا اور پھر یہاں سے مدینہ چلے گئے اور جب بنی سالم بن عوف کے پاس سے گزرے تو ان کے پاس رک گئے اور جب اسی مکان پر نماز جمعہ کا وقت ہو گیا تو آپ (ص) نے اسی جگہ نماز جمعہ پڑھائی اور نماز جمعہ کا پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔

اس مسجد کو ایک زمانے تک مسجد عاتکہ بھی کہا جاتا رہا ہے اور اسی طرح اس کو مسجد وادی بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ مسجد وادی رانوناء کے وسط میں واقع ہے۔

پہلے یہ مسجد کافی چھوٹی تھی لیکن 1412 ہجری میں اس کی توسیع کی گئی اور خوبصورت انداز میں تعمیر کی گئی۔

---

[7]) سورة الجمعة آیت 9

مسجد شجرۃ

اس کو مسجد شجرہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) جب عمرہ یا حج کے لیے مکہ کی طرف جاتے تھے تو اس علاقہ میں موجود درخت کے سایہ میں پڑاؤ ڈالتے، یہاں نماز پڑھتے اور پھر اس کے بعد یہیں پر ہی حج یا عمرہ کا احرام باندھتے۔

اس مسجد کو مسجد ذوالحلیفہ یا مسجد ذی الحلیفہ بھی کہا جاتا ہے جس کی وجہ پہلے ایک زمانے میں یہاں حلفۃ نامی پودوں کی موجودگی تھی۔

یہ مسجد مدینہ سے آنے والے افراد کے لیے میقات ہے لہٰذا اس وجہ سے اسے مسجد میقات بھی کہا جاتا ہے۔ اس وقت یہ مسجد حج اور عمرہ کرنے والوں کے لیے احرام باندھنے کی جگہ بن چکی ہے۔

گزشتہ صدیوں میں اس جگہ کو "بئر علی" یا "آبار علی" کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔ ایک روایت کے مطابق یہ جگہ حضرت امام علی (علیہ السلام) کی ملکیت تھی اور اس جگہ کے مختلف حصوں میں موجود پانی کے کنویں بھی حضرت علی (علیہ السلام) ہی کے تھے جنہیں آبار علی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ایک دوسری روایت کی بناء پر اس مقام کو "بئر علی" یا "آبار علی" کہے جانے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں موجود کنویں میں حضرت علی (علیہ

(السلام) نے جنوں سے جنگ کی تھی۔

کہا جاتا ہے سلطان دار فور علی بن دینار جب اس علاقے میں آیا تو اس نے علاقہ کی خستہ حالت دیکھ کر یہاں کنویں کھودوائے اور مسجد کی دوبارہ تعمیر کروائی عربی میں کنوؤں کو آبار کہتے ہیں لہٰذا اسی وجہ سے اس مسجد کا نام سلطان علی بن دینار کے نام پر آبیار علی پڑ گیا۔ البتہ سلطان دار فور علی بن دینار کے زمانہ سے پہلے لکھی گئی کتابوں میں بھی اس جگہ کو ''بئرِ علی'' یا ''آبار علی'' کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

اسی طرح اس مسجد کو حسا، محرم اور مسجد معرس بھی کہتے ہیں۔ یہ مسجد بھی وادی عقیق میں ہے اور یہ ایک مبارک وادی ہے کیونکہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اس وادی کو مقدس قرار دیا ہے۔

اس میقات کے اس نام کے بارے میں اور بھی آراء موجود ہیں۔ یہ مسجد وادی عقیق کے مغربی حصہ میں واقع ہے اور مسجد نبوی سے اس کا تقریباً فاصلہ چودہ کلو میٹر ہے۔

مسجد اجابہ

یہ مسجد رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے دور میں بنو معاویہ بن مالک بن عوف کی طرف سے بنائی گئی تھی اور انہی کے نام کے مطابق پہلے یہ مسجد بنی معاویہ کے نام سے

معروف تھی۔

اس مسجد کو مسجد الاجابۃ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اِس مسجد میں چند دعائیں کی تھیں جو فوراً قبول کرلی گئیں اِسی قبولیت کی وجہ سے اِس مسجد کا نام مسجد اِجابہ مشہور ہوگیا۔([8])

اس مسجد کو مسجد مباہلہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ بعض روایات کے مطابق رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور اہل بیت (علیہم السلام) اہلِ نجران کے ساتھ مباہلہ کے لیے اسی مسجد میں تشریف لائے تھے۔

یہ مسجد جنت البقیع کے شمالی حصہ میں واقع ہے اور مسجد نبوی کے شمال مشرقی طرف ہے۔

مسجد غمامہ

یہ مقدس مقام مسجد نبوی کے جنوب مغربی طرف واقع ہے اور باب السلام سے تقریباً 500 میٹر کی مسافت پر ہے یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے آخری نماز عید ادا کی تھی اس کو مسجد مصلٰی بھی کہتے ہیں۔

---

[8]) احمد عباسی: عمدة الاخبار: 176

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک مرتبہ یہاں نمازِ استسقاء پڑھائی تھی، اسی وقت بادل نمودار ہو کر برسنے لگے اس لیے یہ مسجد غمامہ (بادل) سے موسوم ہے۔

مسجد قبلتین

یہ مسجد رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے دور میں ہی تعمیر کی گئی یہ مسجد بئر رومہ کے جنوب مغرب میں وادی عقیق کے قریب واقع ہے اور مسجد نبوی سے شمال مغربی سمت میں تقریباً پانچ کلو میٹر دور ہے اور احد کی طرف جانے والے راستہ کے بائیں طرف واقع ہے۔

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھاتے رہے اور پھر جنگ بدر سے دو مہینے پہلے ہجرت کے دوسرے سال نماز ظہر کے دوران اسی مقام پر خدا تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

مسجد احزاب

یہ مسجد مدینہ منورہ کے شمالی حصہ میں جبل سلع کے قریب واقع ہے اس کو مسجد فتح بھی کہتے ہیں۔ جنگ خندق میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اسی مقام پر کفار کے

لشکروں (احزاب) کی شکست کے لیے دعا فرمائی تھی اور مسلمانوں کو اس دعا کے صدقے کافروں پر فتح حاصل ہوئی۔

جنگ خندق کے دوران حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اس مقام پر یہ دعا کی:

یا صریخ المکروبین ویا مجیب دعوة المضطرین ویا مجیب المهمومین اکشف غمّی و کربی وهمی فقد تری حالی وحال أصحابی

مشربہ امّ ابراہیم

یہ مقام قباء کے مشرقی حصہ میں مدینہ سے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔آج کل اس علاقہ کو (شربیات) کہا جاتا ہے۔

یہاں پر رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا گھر تھا لیکن یہ مقام جناب ماریہ قبطیہ (علیہا السلام) کی کنیت سے معروف ہے،رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے جناب ماریہ قبطیہ کو باقی زوجات سے الگ اس جگہ پر سکونت عطا کی تھی۔

مسجد فضیخ

مسجد رد الشَّمس یا مسجد فَضِیْخ جسے مسجد الشمس بھی کہا جاتا ہے، مدینہ منورہ، مسجد قباء کے مشرق میں تقریباً ایک کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ مسجد مشربہ ام ابراہیم کے جنوب میں اس سڑک پر واقع ہے کہ جو شارع العوالی اور خط الحزام کے درمیان میں مدینة الوطنی ہسپتال کی طرف جاتی ہے۔

فضیخ کھجور کے شیرہ یا شراب کو کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے جب شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہوا تو کچھ افراد نے شراب کے برتنوں کو اسی مقام پر لا کر توڑ دیا جس کی وجہ سے اسے مسجد فضیخ کہتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ مسجد چونکہ کھجوروں کے باغ کے درمیان واقع تھی اس لیے اسے یہ نام دیا گیا ہے۔[9]

روایات کے مطابق ردالشمس (سورج پلٹانے) کا واقعہ جو پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے معجزات اور حضرت علی (علیہ السلام) کی کرامات میں سے ایک ہے، اسی جگہ میں رونما ہوا۔

[9]) نجفی، مدینه شناسی، ج۱، ص۱۴۱.

جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے بنی نضیر کے قبیلہ کا محاصرہ کیا تھا تو اس وقت اس مقام پہ خیمہ نصب کیا اور مسجد فضیخ والی جگہ پر چھ راتیں نماز پڑھتے رہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس مسجد کو مسجد شمس بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ مسجد قباء کے مشرقی طرف واقع ہے لیکن یہ بات غیر معقول ہے کیونکہ بہت سی مساجد مسجد قباء کے اس طرف واقع ہیں کہ جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے مثلاً مسجد فقیر، مسجد بنی قریضہ، مسجد بنی ظفر وغیرہ تو ان مساجد کو مسجد شمس کا نام کیوں نہیں دیا گیا۔

کتاب مدینہ شناسی کے مصنف، محمد باقر نجفی نے سنہ 1390 ہجری قمری میں اس مسجد کے بارے میں اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے لکھا: ''موجودہ عمارت تقریبا خراب ہو گئی ہے اور اس کی تعمیر حجاز میں عثمانیوں کی حکومت کے دور میں ہوئی ہے۔ ذی الحجہ سن 1396 ہجری، 14 رجب سن 1397 ہجری اور بروز جمعہ 3 شعبان 1398 ہجری کو مجھے اس مسجد کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ مسجد کی لمبائی 19 میٹر اور چوڑائی 4 میٹر ہے مسجد کا صحن کچی مٹی سے بنا ہوا ہے۔ مسجد کی عمارت 5 گنبدوں اور ایک محراب پر مشتمل ہے۔ فرسودہ دیواریں کالے پتھر کی بنی ہوئی ہے اور اس کے اوپر چیپسم کے ذریعے سفید کاری کی گئی ہے۔''(10)

[10]) نجفی ، مدینه شناسی، ج۱، ص۱۴۷

ایک قول کے مطابق آج کل اس مسجد کے صرف کھنڈرات باقی ہیں۔اس مسجد کے مشرق میں واقع ایک اور مسجد جو در اصل ''مسجد بنی قریظہ'' ہے غلطی سے اسے بھی ''مسجد فضیخ'' کہا جاتا ہے۔

مسجد عینین

روایت میں ہے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے جنگ احد والے دن ظہر کی نماز جبل عینین پر ادا کی۔ یہ مسجد وادی کے مشرقی طرف جبل عینین (جبل الرماۃ) کے ایک طرف واقع ہے۔

ایک عالمی سازش

ماضی کی استعماری طاقتیں اپنے مفادات کے حصول کی خاطر مسلمانوں کے عقائد اور اسلامی شریعت کو ایک نئے اسلام کی صورت میں لانچ کرنے کے لیے کافی عرصے سے کام کررہی تھیں اور اس کے ساتھ ہی استعماری طاقتوں کو خفیہ سروے اور سائنسی حقائق کے ذریعے معلوم ہو گیا تھا کہ عرب علاقوں میں تیل کے بہت بڑے ذخائر موجود ہیں اور وہ جانتے تھے کہ اگر عثمانی حکومت اور مسلمانوں کی دیگر استعمار مخالف حکومتوں کو تیل کی دولت میسر آگئی تو وہ ایک ناقابل تسخیر عالمی طاقت کی صورت اختیار کرلیں گی لہذا انھوں نے عرب علاقوں کو عثمانی سلطنت سے نکالنے اور انھیں اپنے کنڑول میں کرنے اور مذکورہ بالا مقاصد کے لیے ایک بہت بڑی سازش تیار کی۔

یہ سازش دو مرکزی نکات پر مشتمل تھی: 1- تیل سے مالامال مسلمان علاقوں پر قبضہ۔ 2- مسلمانوں کے لیے ایمان اور عقیدت کا مصدر سمجھے جانے والے مقامات مقدسہ اور مزاروں کی تہدیم اور ان کی اہمیت کا خاتمہ۔

تیل کا ایک بہت بڑا ذخیرہ مسلمانوں کے مقدس ترین علاقوں اور ان کے گرد ونواح میں بھی تھا، لہذا استعماری طاقتوں کا براہِ راست ان علاقوں پر حملہ یا قبضہ کرنا پوری

دنیا کے سب مسلمانوں کو غیر مسلم حملہ آوروں کے خلاف لا کھڑا کر سکتا تھا، اس لیے طے یہ پایا کہ مسلمانوں کے ہی کسی گروہ کے ذریعے پہلے عثمانی حکومت کا تیل والے علاقوں سے قبضہ ختم کرایا جائے اور پھر اپنے منظور نظر کسی مسلمان گروہ کو وہاں کا حاکم بنا کر ان سے کچھ لے دے کی بنیاد پر تیل حاصل کیا جائے۔

اس سازشی منصوبہ کے ضمن میں ایک طرف عربوں میں غیر عربوں کے خلاف تعصب پیدا کر کے غیر عرب حکومت کے خلاف بغاوت کرنے پر اکسایا گیا اور ان کی اس سلسلہ میں مکمل طور پر مدد بھی کی گئی۔ جبکہ دوسری طرف مسلمانوں کے درمیان ایک شدت پسند قسم کے نئے فرقے کو بھرپور طریقے سے وجود میں لایا گیا جو وہابی فرقہ کہلایا، اسی فرقہ اور اس کے نظریات نے جو کچھ اب تک کیا وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ پھر بعد میں وہابی فرقے کے نظریات پر مشتمل کچھ دیگر فرقے بھی بنے اور کچھ بنائے گئے، اسی طرح کئی مسلمان نما عسکریت پسندوں کو بھی انہی نظریات کے تحت شدت پسندی اور دہشت گردی کی راہ دکھائی گئی۔

بدقسمتی سے شدت پسند فرقہ بنانے کے لیے سازشی طاقتوں کے تھنک ٹینکس کو مسلمان کہلانے والے بعض لوگوں کی کتابوں میں شدت پسند نظریات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ مل گیا۔ اگرچہ تمام گزشتہ اور موجودہ مسلمان علماء یہ کہتے آرہے ہیں کہ مسلمانوں

کی کتابوں میں شدت پسندی پر مشتمل سارا کا سارا مواد جعل سازی، یا کم علمی، یا نادانستگی کی بنیاد پر شامل ہوا ہے حقیقت میں اسلام کا شدت پسندی سے کوئی تعلق نہیں ہے، شدت پسندی کی ترغیب دینے والی تمام تر روایات اور تفاسیر جعلی اور غیر معتبر ہیں۔

عرب علاقوں میں وہابیوں کی قتل وغارت گری

سن 1185 ہجری میں استعماری طاقتوں کے بنائے ہوئے منصوبے کے تحت بھرپور سیاسی اور فوجی مدد کے ذریعے درعیہ کے حاکم محمد بن سعود اور وہابیت کے بانی محمد بن عبدالوہاب نے پڑوسی شہروں اور ملکوں پر حملے شروع کر دیے اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شروع کر دی اور شہروں اور دیہاتوں میں گھس کر بچوں، بوڑھوں اور عورتوں تک کو قتل کر کے مسلمانوں کے اموال کو مال غنیمت کی طرح لوٹنا شروع کر دیا۔

حج اور عمرہ کے لیے آنے والے قافلوں کو لوٹنا وہابیوں کا معمول بن گیا،اس طرح کے کچھ واقعات کتاب خلاصۃ الکلام میں بھی مذکور ہیں([11])۔

اس شورش اور ہنگامہ آرائی میں سیاسی قیادت درعیہ کے حاکم محمد بن سعود کے پاس تھی اور اس کی مدد کے لیے دینی قیادت محمد بن عبدالوہاب کے پاس تھی۔

[11]) خلاصة الكلام في بيان أمراء البلد الحرام، تاليف: أحمد بن زيني دحلان المكي الشافعي

کربلا اور نجف پر وہابیوں کا حملہ

بھرپور فوجی طاقت کے ساتھ وہابی دہشت گردوں نے اپنے قریبی شہروں پر حملے کیے اور ان پر قبضہ کرتے ہوئے عراق کی حدود میں داخل ہو گئے۔ بہت سے دیہاتی علاقوں میں خون کی ندیاں بہاتے ہوئے وہابیوں کا لشکر کربلا پہنچ گیا، ان دہشت گردوں نے کربلا میں داخل ہونے کے بعد ہزاروں نہتے مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کیا اور امام حسین (علیہ السلام) کے روضہ مبارک کے گنبد کو توڑ کر منہدم کر دیا اور ضریح مبارک کے کچھ حصے کو بھی نقصان پہنچایا اور روضہ مبارک میں موجود تمام قیمتی اشیاء اور نوادرات و جواہرات کو لوٹ لیا اور وہاں موجود قرآن مجید سمیت تمام کتابوں کو آگ لگا دی۔

سن 1216 ہجری کو جب کربلا کے اکثر لوگ عید غدیر کی مناسبت سے زیارت کرنے کے لیے نجف اشرف گئے ہوئے تھے تو 2 اپریل کو رات کے وقت اہل کربلا کو پتا چلا کہ وہابیوں کا ایک بہت بڑا لشکر کربلا کے قریب پہنچ چکا ہے تو انہوں نے جلدی سے شہر کے دروازے بند کر دیے لیکن اس وقت وہابیوں کا یہ لشکر شہر تک پہنچ چکا تھا۔ وہابیوں نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور شہر کے ایک دروازے پر حملہ کر کے شہر کے اندر داخل ہو گئے ان دہشت گردوں نے شہر میں داخل ہونے کے بعد لوگوں کا قتل عام شروع کر دیا اور مرد، عورت، بچے، بوڑھے کسی پر بھی رحم کئے بغیر جو بھی نظر آیا

اس کو قتل کر دیا۔ روضہ مبارک میں داخل ہونے کے بعد ان دہشت گردوں نے وہاں موجود لوگوں کو قتل کیا اور وہاں سے ہر چیز کو لوٹ لیا اور روضہ مبارک کی عمارت میں بری طرح توڑ پھوڑ کی، دروازے، فانوس، شمع دان اور سونے چاندی کی سب چیزوں کو لوٹ لیا۔ بادشاہوں اور امراء کی طرف سے روضہ مبارک کو دیے گئے قیمتی تحفے اور بیش قیمت اشیاء کو بھی لوٹ کر لے گئے۔

ان وہابیوں نے اس حملے میں ہزاروں بے گناہ افراد کو شہید کیا اور پورے شہر میں لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔

وہابی مؤلف صلاح الدین مختار اس سلسلہ میں کہتے ہیں: 1216ھ میں امیر سعود ابن عبدالعزیز نے اپنی پوری طاقت کے ساتھ نجدی قبائل اور اسی طرح جنوب، حجاز اور تہامہ وغیرہ کے لوگوں کے ساتھ ذیقعدہ میں عراق کا رخ کیا اور شہر کربلا پہنچ کر اس شہر کو گھیر لیا، اور اس لشکر نے شہر کی دیوار کو گرا دیا، اور زبردستی شہر میں داخل ہوگئے کافی لوگوں کو گلی کوچوں میں قتل کر ڈالا اور ان کے تمام مال ودولت لوٹ لیا، اور ظہر کے وقت تک شہر سے باہر نکل آئے اور "ماء الابیض" نامی جگہ پر جمع ہو کر غنیمت کی تقسیم شروع ہوئی اور مال کا پانچواں حصہ (یعنی خمس) سعود نے لے لیا اور باقی مال کو اس

طرح اپنے لشکر والوں میں تقسیم کیا کہ پیدل کو ایک اور سوار کو دو حصّے ملے۔ ([12])

شیخ عثمان بن بشر نجدی مذکورہ واقعہ کی تفصیل اس طرح بیان کرتے ہیں: ذی قعدہ 1216ھ میں سعود بھاری لشکر کے ساتھ جس میں بہت سے شہری اور خانہ بدوش تھے حضرت امام حسین (علیہ السلام) کی بارگاہ کربلا کا رخ کیا اور شہر کے باہر پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا۔ اس لشکر نے شہر کی دیوار کو گرادیا اور شہر میں داخل ہو گئے اور شہر میں داخلے کے بعد گھروں اور بازاروں میں موجود لوگوں کا قتل عام کر دیا، اور روضہ مبارک امام حسین (علیہ السلام) کے گنبد کو بھی گرادیا، اور آپ کی قبر پر موجود صندوق (ضریح) جس پر یاقوت اور دیگر جواہرات لگے ہوئے تھے اس پر قبضہ کر لیا، اور ان کے تمام مال و دولت، اسلحہ، لباس، فرش، سونا چاندی بہترین اور نفیس قرآنی نسخوں کو مال غنیمت میں لے لیا نیز اس کے علاوہ تمام چیزوں کو تباہ کر دیا، اور ظہر کے وقت شہر سے باہر نکل گئے، اس حملہ میں وہابیوں نے تقریباً دو ہزار لوگوں کو قتل کیا۔ ([13])

بزرگ شیعہ عالم دین علامہ سید جواد عاملی کربلا پر وہابیوں کے حملہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ 1216ھ میں حضرت امام حسین کے روضہ مبارک کو تباہ کر دیا، چھوٹے

[12]) تاریخ المملکة العربیة السعودیه جلد اول ص ۷۳
[13]) عنوان المجد فی تاریخ نجد جلد اول ص ۱۲۱، ۱۲۲

بڑے سب کو قتل کر ڈالا، لوگوں کے مال ودولت کو لوٹ لیا خصوصاً حضرت امام حسین (علیہ السلام) کے روضہ کی بہت زیادہ بے حرمتی کی اور اس کو گرا ڈالا۔[14]

جن شیعہ مؤلفین نے کربلا کے قتل عام کی تاریخ 18 ذی الحجہ (عید غدیر) 1216ھ بیان کی ہے ان میں سے ایک صاحب "روضات الجنات" بھی ہیں جنھوں نے مولیٰ عبد الصمد ہمدانی حائری کے حالات زندگی کے ضمن میں فرمایا ہے: بروز بدھ 18 ذی الحجہ (عید غدیر) 1216ھ کا دن تھا کہ وہابیوں نے مرحوم ہمدانی کو اپنی مکاریوں کے ساتھ گھر سے نکالا اور شہید کر دیا۔[15]

اس واقعہ کی تفصیل ڈاکٹر عبد الجواد کلید دار اپنی کتاب تاریخ کربلا و حائر حسینی میں "تاریخِ کربلائے معلی" سے کچھ اس طرح نقل کرتے ہیں: 1216ھ میں وہابی امیر سعود نے اپنے بیس ہزار جنگجوؤں کا لشکر تیار کیا اور کربلا شہر پر حملہ آور ہوا، اس زمانہ میں کربلا کی بہت شہرت اور عظمت تھی، ایران، ترکی اور عرب کے مختلف ممالک سے زائرین آیا کرتے تھے، سعود نے پہلے شہر کو گھیرا اور اس کے بعد شہر میں داخل ہو گیا، اور دفاع کرنے والوں کا شدید قتل عام کیا، شہر کے اطراف میں کھجور کی لکڑیوں اور مٹی کی دیوار بنی ہوئی تھی جس کو انھوں نے توڑ ڈالا۔ وہابی لشکر نے ظلم و بربریت کا ایسا بازار گرم کیا جس

---

[14]) مفتاح الکرامة ، خاتمۂ جلد پنجم ص ٥١٢، طبع مصر
[15]) روضات الجنات ج٤ ص ١٩٨

کو بیان نہیں کیا جا سکتا، کہا جاتا ہے کہ ایک ہی دن میں انھوں نے بیس ہزار لوگوں کا قتل عام کیا۔

جب امیر سعود قتل عام سے فارغ ہوا تو وہ حرم مطہر کے خزانہ کی طرف متوجہ ہوا، یہ خزانہ بہت سی نفیس اور قیمتی چیزوں سے بھرا ہوا تھا، جسے اس نے لوٹ لیا، کہا جاتا ہے کہ جب خزانے کے دروازہ کو کھولا تو وہاں پر بہت ہی قیمتی اور نفیس اشیاء دکھائی دیں، جو اشیاء اس نے وہاں سے لوٹیں ان میں ایک بہت بڑا موتی، سونے اور قیمتی جواہر سے مزین بیس تلواریں، سونے چاندی کے دسیوں برتن، بڑی مقدار میں ہیرے جواہرات، چار ہزار سے زائد کشمیری شالیں، دو ہزار چاندی کی تلواریں، بہت سی بندوقیں اور دیگر اسلحہ اور بہت سادوسرا نایاب اور قیمتی سامان شامل تھا۔ ([16])

کتاب "نزهة الغری" کے مؤلف شیخ خضر ثانی سے نقل کرتے ہیں کہ وہابیوں نے جناب حبیب ابن مظاہر (علیہ السلام) کی قبر کی ضریح جو لکڑی سے بنی ہوئی تھی توڑ کر اس میں آگ لگا دی، اور اس سے حرم مطہر کے جنوبی حصہ میں قہوہ (چائے) بنایا،

[16]) تأريخ كربلاء، وحائر الحسين ع، مؤلف:الدكتور عبد الجواد الكليدار آل طعمة، صفحه: 211-212، ناشر: مكتبة حيرية في النجف الاشرف، طبعة: 1476هـ

اس کے بعد حضرت امام حسین (علیہ السلام) کی ضریح کو بھی توڑنا چاہتے تھے لیکن چونکہ اس میں لوہا لگا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کو پورا نہ توڑ سکے۔

اس ہولناک سانحہ اور وہابی بربریت کو یورپ کے بہت سے مؤرخین نے بھی اپنی کتابوں لکھا ہے جن میں انگریز رائیٹر Stephen Hemsley Longrigg بھی شامل ہیں جنھوں نے اپنی کتاب Four Centuries of Modern Iraq میں کربلا پر وہابیوں کے حملے، قتل وغارت گری اور حرموں کی پامالی کے بارے بہت کچھ لکھا ہے۔اس کتاب کا عربی ترجمہ "أربعة قرون من تاریخ العراق" کے نام سے شائع ہوا ہے کہ جس میں اس واقعہ کا بیان کچھ یوں ہے:

وہابیوں کے لشکر کے کربلا سے نزدیک آنے کی خبر 2اپریل 1801ء کو شام کے وقت اہل کربلا کو پہنچی،اس وقت کربلا کے لوگوں کی کثیر تعداد زیارت کے لیے (عید غدیر کی مناسبت سے) نجف اشرف گئی ہوئی تھی،جو لوگ شہر میں باقی تھے انھوں نے جلدی سے شہر کے دروازے بند کر دیئے، وہابی شہر سے باہر آکر جمع ہو گئے اور "باب المخیم" نامی محلہ کی طرف سے دیوار توڑ کر شہر میں داخل ہو گئے۔اس موقع پر خوف ودہشت کی وجہ سے لوگوں نے ناگہانی طور پر بھاگنا شروع کر دیا، وہابیوں نے حضرت امام حسین (علیہ السلام) کے روضہ کا رخ کیا،اور وہاں پر توڑ پھوڑ شروع کر دی،اور وہاں پر موجود تمام نفیس

اور قیمتی چیزوں کو جن میں سے بعض ایران کے بادشاہوں اور دیگر حکام نے نذر اور ہدیہ کے طور پر بھیجی تھیں ان تمام چیزوں کو لوٹ لیا، اسی طرح دیوار اور چھت میں زینت کے لیے لگے سونے کو بھی توڑ کر اپنے قبضے میں لے لیا، قیمتی قالینوں، قندیلوں اور شمع دانوں وغیرہ کو بھی لوٹ لیا، اور دیواروں میں لگے جواہرات کو بھی نکال لیا۔

وہابیوں نے ضریح مبارک کے پاس تقریباً 50 لوگوں کو اور صحن میں 500 لوگوں کو قتل کیا، وہابی جس کو بھی پاتے تھے وحشیانہ طریقہ سے قتل کر دیتے، یہاں تک کہ بوڑھوں اور بچوں پر بھی کوئی رحم نہیں کیا، اس سانحہ میں مرنے والوں کی تعداد بعض لوگوں نے ایک ہزار اور بعض نے پانچ ہزار لکھی ہے۔

وہابی مؤلف کی تحریر کے مطابق جس کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اور دوسرے شواہد کی بنا پر وہابی حملہ آوروں کی تعداد بیس ہزار اور مرنے والوں کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ تھی۔

کربلا کو تباہ کرنے اور لوٹنے کے بعد وہابیوں کا یہ لشکر نجف کی طرف گیا تاکہ حضرت امام علی علیہ السلام کے روضہ مبارک کو بھی منہدم کرے لیکن یہ لشکر اپنی اس ناپاک کوشش میں ناکام رہا اور واپس درعیہ چلا گیا۔

واضح رہے کہ وہابی اس سے پہلے بھی نجف پر کئی حملے کر چکے تھے لیکن خونریز

معرکوں کے بعد انھیں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اسی طرح اس حملے کے بعد بھی وہابیوں نے کربلا اور نجف سمیت دیگر عراقی علاقوں پر کئی مرتبہ حملہ کیا، بعد والے ان حملوں میں کربلا اور نجف کو تو وہ کوئی خاص نقصان نہ پہنچا سکے لیکن دوسرے علاقوں میں وہابیوں نے بہت زیادہ قتل و غارت گری اور لوٹ مار کی۔

مکہ مکرمہ کی پامالی

عراق پر حملہ کرنے کے بعد وہابی لشکر درعیہ پہنچا اور پھر وہاں سے اس لشکر نے حجاز کا رخ کیا اور حجاز کے مقدس ترین علاقوں پر حملہ کر دیا راستے میں آنے والے تمام شہروں، قصبوں اور دیہاتوں کو تہہ تیغ کر دیا۔

مکہ مکرمہ اور خانہ کعبہ کی قدسیت اور احترام کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہوئے وہابیوں کا یہ لشکر مکہ کے شہر میں داخل ہو گیا اور لوگوں کو قتل کر کے ان کے گھروں سے سب کچھ لوٹ لیا۔

جب مکہ پر مکمل قبضہ کر لیا تو قبرستان معلی میں موجود صحابہ کرام اور بزرگ مسلمانوں کی تمام قبروں اور مزاروں کو تباہ کر دیا۔

کتاب خلاصۃ الکلام کے مؤلف لکھتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو تمام وہابی ہاتھوں میں کھدال، گینتیاں، ہتھوڑے اور بیلچے لے کر مقدس مقامات پر ٹوٹ پڑے مساجد، آثار قدیمہ کی عمارتیں، مزار اور قبرستان معلی میں موجود تمام گنبدوں کو توڑ کر تباہ کر دیا۔ اس کے بعد ان وہابیوں نے رسول خدا(صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے مقام ولادت اور گھر کو بھی منہدم کر دیا، اس گھر پر موجود گنبد کو زمین بوس کر دیا۔ یہ وہابی جب بھی کسی عمارت،

مسجد یا مقبرے وغیرہ کو گراتے تو عمارت کے ساتھ منسوب شخصیت کو گالیاں دیتے۔
اس حملے اور تباہی سے کوئی تاریخی مقام محفوظ نہ رہ سکا([17])۔

17) كتاب: خلاصة الكلام في بيان أمراء البلد الحرام، تاليف: أحمد بن زيني دحلان المكي الشافعي

وہابیوں کے ہاتھوں مدینہ منورہ اور جنت البقیع کی تباہی

سن 1220 ہجری (1805 عیسوی) کو ڈیڑھ سال کے مسلسل محاصرے کے بعد وہابیوں کی فوج مدینہ منورہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ کتاب لمع الشھاب کا مؤلف کہتا ہے کہ وہابیوں نے جب مدینہ پر حملہ کیا تو اہل مدینہ نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ وہابیوں نے کئی بار شہر میں داخل ہونے کے لیے حملہ کیا لیکن ہر بار ناکام رہے یہاں تک کہ وہابیوں نے ایک ایسا شدید حملہ کیا کہ جس کا محاصرین مقابلہ نہ کر سکے اور وہابیوں کا لشکر مدینہ میں داخل ہو گیا وہابیوں نے اہل مدینہ کو ناکثین کا نام دیا اور خون ریزی کا بازار گرم کر دیا۔

گیارہویں دن وہابیوں کا حاکم مدینہ آیا اور اس نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے روضہ مبارک کے خادموں پر تشدد کر کے روضہ مبارک کے خزانے کے بارے میں معلومات لیں اور سارا کا سارا خزانہ لوٹ کر درعیہ لے گیا۔ اس خزانے میں بے انتہا قیمتی نوادرات تھے نوشیروان بادشاہ کا تاج، ہارون رشید کی تلوار، زبیدہ کے دیئے ہوئے نادر اور قیمتی تحفے اور بہت سی دیگر اشیاء کو ان ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ اس کے علاوہ روضہ مبارک میں موجود سونے کی قندیلوں، مشعلوں اور بہت سے قیمتی جواہرات کو بھی مال غنیمت قرار دے کر اٹھا کر لے گئے۔

اس کے بعد وہابی حاکم جنت البقیع کی طرف گیا اور وہاں پر موجود ہر مقبرے کو تباہ کرنے اور ہر گنبد اور روضے کو مسمار و منہدم کرنے کا حکم دیا اور اس کے بعد وہابیوں نے وہاں پر موجود کسی بھی عمارت کو سالم نہ چھوڑا وہ جگہ جہاں حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) بیٹھ کر اپنے بابا رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے غم میں رویا کرتی تھیں وہاں پر بیت الاحزان کے نام سے ایک تاریخی عمارت تھی کہ جسے ان وہابیوں نے بے دردی سے مسمار کر دیا۔

بقیع میں موجود تمام گنبدوں کی نسبت حضرت امام حسن (علیہ السلام) کی قبر اقدس پر بنا ہوا گنبد سب سے بڑا تھا جیسا کہ ابن جبیر اور ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں اس گنبد کے بارے تفصیل سے لکھا ہے۔ اس کے علاوہ بقیع میں حضرت امام زین العابدین (علیہ السلام)، حضرت محمد باقر (علیہ السلام)، حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام)، صحابی رسول جناب عثمان بن مظعون (رضوان اللہ علیہ) اور بہت سے صحابہ کرام اور جلیل القدر اسلامی شخصیات کے مزار تھے۔ لیکن پورے قبرستان اور تمام مقدس مزاروں کو وہابیوں نے مسمار کر دیا[18]۔

18) كتاب لمع الشهاب في سيرة محمد بن عبد الوهاب حسن بن جمال بن أحمد الريكي، صفحه: 186- 187 ، ناشر دارة الملك عبد العزيز، سال طباعت: 2005ء -1426

مقاماتِ مقدسہ کو تباہ کرنے کے لیے وہابیوں کا بہانہ

وہابیوں نے جنت البقیع کی قبروں کو مسمار کرنے کے لیے کیا حیلہ اور بہانہ تراشہ ؟

تمام مسلمانوں کے بر خلاف وہابیوں کا یہ نظریہ ہے کہ انبیاء اور آئمہ اہل بیت (علیھم السلام) کی قبروں کا احترام اور تعظیم کرنا خدا کے ساتھ شرک ہے اور ایسا کرنے والے کی سزا قتل ہے۔

اسی طرح وہابیوں کے مذہب میں مزارات، امام بارگاہوں، اور دیگر مقدس مقامات کی تعمیر بھی جائز نہیں ہے اور نہ اس طرح کی جگہوں کی زیارت جائز ہے۔

وہابیوں کے نزدیک تمام مقدس مقامات اور بزرگ اسلامی شخصیات کے مزاروں کا وجود شرک کا باعث بنتا ہے لہذا ان کا تباہ کرنا وہابی عقاید و افکار اولین جزء ہے۔

اور یہی وہ ظاہری بہانہ تھا جس کی آڑ میں وہابیوں نے جنت البقیع اور مقامات مقدسہ کو تباہ کرکے قبیح ترین جرم کا ارتکاب کیا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہابیوں کے ان جرائم کے پیچھے وہ درپردہ مذموم عزائم و مقاصد پوشیدہ تھے جن کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے۔

وہابیوں نے اس قسم کی اپنی غیر اسلامی آراء اور الٹے سیدھے فتوں کو اسلام دشمن

طاقتوں کی مدد سے تمام مسلمانوں پر نافذ کرنے کے لیے لوہے اور آگ کو استعمال کیا، اسلامی ممالک میں جہاں تک ممکن ہو سکا اپنے ہاتھوں کو پھیلانے کی کوشش کی۔ عراق، شام، خلیج اور بہت سے دوسرے عرب ممالک ان وہابیوں کی یلغاروں سے محفوظ نہ رہ سکے۔

جہاں پر بھی ان وہابیوں نے حملہ کیا وہاں قبضہ کرنے کے بعد سب سے پہلے وہاں موجود صحابہ، تابعین اور اہل بیت رسول (علیہم السلام) کی قبروں کو مسمار کیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہابی دشمن کی طرف سے خاص طور پر اسلامی آثار کو مٹانے پر مامور تھے۔

چونکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ اسلامی آثار قدیمہ اور مقامات مقدسہ ہیں اس وجہ سے یہ دونوں شہر سب سے زیادہ متاثر ہوئے اور اب تک ہو رہے ہیں۔

وہابیوں کے ان غیر انسانی اور غیر اخلاقی جرائم کی وجہ سے تمام مسلمان اپنے تاریخی ورثے سے محروم ہو گئے۔ جنت البقیع میں اہل بیت رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) اور ان کی ذریت کے روضوں، بزرگ صحابہ اور زوجات رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے مزاروں اور بڑی بڑی اسلامی شخصیات کی قبروں کے ہونے کی وجہ سے وہابیوں نے خاص طور پر اس مقدس قبرستان کی تباہ کاری پر توجہ دی۔

جنت البقیع

الفاظ و مقامات کی لغات میں بقیع کا ذکر

بقیع کا اطلاق مدینہ میں موجود ایک معروف قبرستان پر ہوتا ہے اور اسے جنت البقیع اور بقیع الغرقد کہا جاتا ہے۔

بقیع کا لفظی معنی وہ جگہ ہے کہ جہاں پر بہت سے درخت یا مختلف درختوں کی جڑیں یا کٹے ہوئے درختوں کی باقیات ہوں[19]، اور غرقد کا معنی عوسجہ ہے عوسجہ ایسا پودا ہوتا ہے کہ جس پر مختلف رنگ کے پھول لگتے ہیں۔[20] کہا جاتا ہے[21] کہ غرقد جھاؤ کے درخت کی ایک قسم ہے اور اس کی لکڑی کافی سخت ہوتی ہے اور اس پر کانٹے ہوتے ہیں اسی طرح اس کا کوئلہ بھی سخت ہوتا ہے۔[22]

کتاب عمدۃ الاخبار فی مدینۃ المختار میں ہے[23] کہ بقیع لغت میں اس جگہ کو کہتے ہیں کہ جہاں کوئی بھی مکان درخت سے خالی نہ ہو۔ بقیع الغرقد (جنت البقیع) میں پہلے بہت درخت ہوا کرتے تھے لیکن بعد میں یہ درخت ختم ہو گئے اور فقط بقیع کا نام باقی رہ گیا۔

---

[19]). المنجد في اللغة والإعلام: 9.
[20]) مرآة الحرمين الجزءالأول: 425.
[21]) المنجد في اللغة والإعلام: 505.
[22]) تحفة الحرمين وسعادة الدارين: 226.
[23]) عمدة الأخبار في مدينة المختار: 48.

بقیع مدینہ منورہ کے مشرق میں واقع معروف قبرستان ہے۔ جنت البقیع کو کَفْتة بھی کہتے ہیں۔ یہ نام اس آیت کریمہ سے اخذ کیا گیا ہے: ((أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفاتاً أَحْياءً وَ أَمْواتاً)) [24] اور جنت البقیع کو کفتة اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں میتوں کو دفن کیا جاتا ہے۔

حموی نے معجم البلدان میں کہا ہے [25] کہ بقیع کا عربی میں لفظی معنی وہ جگہ ہے کہ جہاں مختلف درختوں کی جڑیں ہوں۔ جنت البقیع کو بقیع الغرقد بھی کہا جاتا ہے اور غرقد سے مراد عوسجہ کا پودا ہے۔

کتاب دائرۃ المعارف الاسلامیہ میں ہے کہ بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے اور بقیع کے نام سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہاں پہلے اونچے اونچے شہتوت کے درخت کثرت سے موجود تھے۔ [26]

یہ بھی کہا گیا ہے کہ بقیع سے مراد وہ جگہ ہے کہ جہاں ایک قسم کی گھاس اگتی ہے کہ جسے عربی میں ذرق کہا جاتا ہے۔ [27]

بقیع کا لفظ مدینہ منورہ اور دوسرے شہروں میں موجود چند دیگر مقامات

[24]) سورہ مرسلات آیت 25

[25]) معجم البلدان المجلدالثاني: 253.

[26]) دائرة المعارف الإسلامية: 350.

[27]) معجم أسماء البلاد والمواضع: 265.

کے لیے بھی استعمال ہوا ہے:

ان میں سے ایک بقیع الزبیر ہے کہ جہاں گھر اور مکانات ہیں اور یہ جگہ مدینہ میں ہی ہے۔[28]

ایک دوسری جگہ بقیع الخیل ہے یہ جگہ بھی مدینہ منورہ میں زید بن ثابت کے گھر کے پاس ہے[29] یہ ایک بازار تھا کہ جو جنت البقیع کے قریب ہی تھا اس بازار میں بنو سلیم گھوڑے، اونٹ، بھیڑ بکریاں اور گھی لایا کرتے تھے اور زیادہ تر یہاں پر جانوروں کی ہی خرید و فروخت ہوتی تھی۔[30]

بکری کہتا ہے کہ[31] مدینہ منورہ میں ایک مقام بقیع الخبجبة بھی تھا کہ جو بئر ابی ایوب کے پاس تھا۔ خبجبة ایک درخت کا نام ہے کہ جو اس علاقہ میں کثرت سے ہوتا تھا۔

---

28) سابقه مصدر: 254.

29) سابقه مصدر: 254، أخبارالمدينةالمنورةإبنشبة: 306.

30) مكة والمدينة في الجاهلية وعهد الرسول، أحمد إبراهيم الشريف، دار الفكر العربي، مصر. الطبعة الثانية: 366.

31) معجم البلاد والمواضع. الجزءالأول: 265.

جنت البقیع کا تاریخی پس منظر

اہلِ مدینہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے زمانہ سے ہی میتوں کو بقیع میں دفن کرتے تھے اور کبھی کبھی رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) مدفون کی قبر پر کوئی خاص نشانی اور علامت لگاتے تھے کہ جس سے قبر کی شناخت ہو سکے۔

جب آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) جنت بقیع میں دفن ہوئے تو اس وقت ان کی قبروں پہ گنبد تعمیر کیے گئے اور اس زمانے میں مکہ، مدینہ اور دوسرے اسلامی شہروں میں مسلمانوں کے درمیان اولیاء کی قبروں پر گنبد وغیرہ تعمیر کرنے کا رواج موجود تھا۔

ابن سیدہ کا کہنا ہے کہ بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے اور اسے غرقد بھی کہا جاتا ہے۔(32)

کہا جاتا ہے کہ بقیع کا قبرستان اسلام سے پہلے بھی موجود تھا اور اس کا ذکر عمرو بن نعمان البیاضی کے اس مرثیہ میں ہے کہ جس نے اپنی پوری قوم کے قتل ہو جانے کے بعد کہا تھا:

این الذین عهدتهم فی غبطة　　　بین العقیق الی بقیع الغرقد

---

[32]) لسان العرب: ج3 /325 مادة غرقد.

ترجمہ: کہاں ہیں وہ جنھیں میں نے عقیق اور بقیع غرقد کے درمیان خوشحال پایا۔

لیکن اسلام کے بعد جنت البقیع کا قبرستان صرف مسلمانوں کی میتوں کو دفن کرنے کے لیے مختص ہو گیا اور یہودی اپنے مُردوں کو جنت البقیع کے جنوب مشرق میں واقع کھجوروں کے ایک باغ میں دفن کرتے تھے کہ جو (حش کوکب) کے نام سے معروف تھا۔

جنت البقیع میں دفن ہونے والے پہلے مسلمان

بعض تاریخی کتابوں میں ملتا ہے کہ بقیع پہلے ایک باغ تھا اور اس میں عوسجہ کے پودے اُگے ہوئے تھے اور مسلمانوں میں سب سے پہلے جنت البقیع میں اسعد بن زرارہ انصاری دفن ہوئے کہ جن کا تعلق انصار سے تھا۔

پھر اس کے بعد جلیل القدر صحابی جناب عثمان بن مظعون (رضوان اللہ علیہ) کو اس قبرستان میں دفن کیا گیا اور ان کے دفن کرنے میں خود رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) بھی شریک ہوئے۔

پھر اس کے بعد انہی کے پہلو میں پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے بیٹے جناب ابراہیم (علیہ السلام) کو دفن کیا گیا۔

اس کے بعد مسلمانوں نے اس مقام کو مبارک قرار دیتے ہوئے اس کو دفن کے لیے مختص کر دیا اور وہاں موجود درختوں کو قبریں، یا مقبرے، یا گھر بنانے کے لیے کاٹتے رہے۔

کتاب بقیع الغرقد میں مذکور ہے کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے زمانہ سے ہی مسلمانوں کو جنت البقیع میں دفن کیا جاتا تھا اور بعض اوقات رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

خود کسی قبر پر کوئی ایسی خاص نشانی یا علامت نصب کرتے کہ جس سے اس قبر کی پہچان باقی رہے۔

پھر اس کے بعد علماء کے حکم پر کچھ قبروں پر مومنین نے گنبد بنائے اور وہاں ضریحوں کو نصب کیا۔اس زمانے میں اولیاء کی قبروں پر گنبد وغیرہ کی تعمیر کا رواج عام تھا اور مدینہ، مکہ اور اس کے گرد و نواح میں بہت سے مزار تعمیر کیے گئے تھے۔

اس شرعی عمل کو فقط مکہ اور مدینہ یا اس کے اطراف میں ہی نہیں انجام دیا جاتا تھا بلکہ تمام اسلامی شہروں میں مومنین بہت ہی عقیدت و احترام سے اس عمل کو سر انجام دیتے تھے۔

لیکن وہابیوں نے اپنے پہلے دور میں مکہ اور مدینہ پر حملہ کر کے تمام مزاروں اور روضوں کو تباہ کر دیا اور وہاں سے ہر چیز کو لوٹ لیا۔

اس کے بعد پھر دوبارہ مسلمانوں نے تمام گنبدوں، مزاروں اور روضوں کو تعمیر کیا لیکن اس جدید تعمیر کو تقریبا اسی سال ہی گزرے تھے کہ وہابیوں نے دوبارہ مکہ اور مدینہ پر حملہ کیا اور پورے علاقے پر قبضہ کرنے کے بعد پھر دوبارہ سارے روضوں کو تباہ کر دیا، وہاں پر موجود لائبریریوں کو آگ لگا کر مکمل جلا دیا اور اس پر اکتفاء نہ کیا بلکہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے روضہ مبارک کو بھی گرانے لگے لیکن پوری دنیا خاص طور پر

ہندوستان اور مصر میں مسلمانوں کے غم وغصے اور احتجاج سے خوف زدہ ہو کر ایسا کرنے سے باز رہے۔

وہابیوں کا سب سے بڑا عالم ابن باز(33) مسجد نبوی میں نہیں آتا تھا اور کہتا تھا جب تک رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ سلم) کی قبر پر یہ بت (گنبد) موجود ہے مسجد میں نہیں جاؤں گا لیکن کافی زمانہ گزرنے کے بعد بھی اس کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔(34)

[33]) الشيخ عبد العزيز بن باز (1330- 1420هـ) مفتي السعودية.
[34]) البقيع الغرقد، للشيرازي: 25-26.

تاریخی کتابوں میں جنت البقیع کے مزارات کا ذکر

تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع شروع میں جنت البقیع میں صرف میتوں کو ہی دفنایا نہیں جاتا تھا بلکہ بعض مہاجرین اور انصار نے وہاں پر گھر بھی بنائے تھے، کہا جاتا ہے کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے خود وہاں کی زمین کو تقسیم کیا تھا۔[35] اُس دور کے مشہور گھروں میں سے ایک جناب عقیل بن ابی طالب کا گھر تھا۔[36] وہاں کچھ مقبرہ نما چھوٹے چھوٹے مکان بھی بنائے گئے تھے جن میں میتوں کو دفن کیا جاتا تھا، بعض قبائل نے اپنی میتوں کو دفن کرنے کے لیے بقیع میں اپنے قبیلے کے لیے باقاعدہ الگ مقبرے بھی بنائے تھے۔[37]

بیت الاحزان یا بیت الحزن بھی بقیع میں بننے والے گھروں میں سے ایک تھا جسے حضرت علی (علیہ السلام) نے بنت رسول حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کو اپنے بابا

---

[1]) محمد صادق نجمی، تاریخ حرم ائمہ، ۱۳۸۰، ص۶۵۔

36) ابن سعد، الطبقات الکبری، ۱۴۱۰، ج۴ ص۳۳/ اس بات کا اشارہ کتاب وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی، تألیف: نور الدین علي بن عبد اللہ السمهودي، مترجم: شاہ محمد چشتی، جصه: سوم، پانچواں باب، فصل نمبر 5 اور فصل نمبر 6، صفحه: 121 – 123 اور دیگر صفات میں بھی ہے، سال اشاعت: اپریل 2008ء، ناشر: ادارہ پیغام القرآن اردو بازار لاہور۔

37) کتاب: وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی، تألیف: نور الدین علي بن عبد اللہ السمهودي، مترجم: شاہ محمد چشتی، جصه: سوم، پانچواں باب، فصل:5، فصل:6، سال اشاعت: اپریل 2008ء، ناشر: ادارہ پیغام القرآن اردو بازار لاہور۔

کی عزاداری کرنے کے لیے بنا کر دیا تھا۔([38]) "الروحا" نامی ایک مشہور مقبرہ بھی بقیع میں تھا۔([39])

تاریخ میں ملتا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی (علیہ السلام) نے بھی جناب عقیل کے گھر کے ساتھ میں ایک مکان بنایا تھا جہاں وہ تنہا کچھ وقت گزارتے تھے۔([40])

جنت البقیع میں ایک عمارت ایسی بھی تھی جہاں جنازوں کو دفن کرنے سے پہلے رکھا جاتا تھا جسے موضع الجنائز کہا جاتا تھا۔[41] شاید یہ جگہ لوگوں کے جمع ہونے، یا غسل میت اور کفن دینے اور نماز میت پڑھنے کے لیے تھی۔

بنوامیہ کی حکومت کے دوران بھی بقیع میں بعض لوگوں نے مکان بنائے اور ساتھ ہی میتوں کو بھی وہاں دفن کیا جاتا رہا۔ جناب محمد حنفیہ نے عبدالملک بن

---

38) كتاب: وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى، تأليف: نور الدين علي بن عبد الله السمهودي، مترجم: شاه محمد چشتی، جصه: سوم، پانچواں باب، فصل نمبر5 اور فصل نمبر6، عنوان: بقیع اور مدينه ميں آج كل مشهور مزارات، صفحه: 146، سال اشاعت: اپريل 2008ء، ناشر: اداره پيغام القرآن اردو بازار لاہور۔

39) كتاب: وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى، تأليف: نور الدين علي بن عبد الله السمهودي، مترجم: شاه محمد چشتی، جصه: سوم، پانچواں باب، فصل نمبر5 اور فصل نمبر6، سال اشاعت: اپريل 2008ء، ناشر: اداره پيغام القرآن اردو بازار لاہور۔

40) المتقی الهندی، کنزالعمال،۱۴۰۱ق ، ج۱۵، ص۷۵۹

41) ابن سعد، الطبقات الکبری، ۱۴۱۰ہد ، ج۵ ص۴۶۹ و ج۸، ص۶۹

مروان کے دور میں جنت البقیع میں ایک گھر بنایا اور خود بھی بقیع میں دفن ہوئے۔([42])
ابن افلح، محمد بن زید، سعید بن عثمان اور دیگر دسیوں افراد نے بقیع میں گھر بنائے اور ان میں سے اکثر جنت البقیع میں واقع اپنے ہی گھروں میں دفن ہوئے جو ان کے مقبرے یا مزار کہلائے۔

حضرت عثمان کو جنت البقیع میں دفنانے سے روکا گیا تو انھیں یہودیوں کے قبرستان حش کوکب میں دفنایا گیا۔ معاویہ کے زمانے میں مدینہ کے گورنر مروان بن حکم نے حش کوکب اور بقیع کے درمیان موجود دیوار ہٹادی اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے ہاتھ سے جناب عثمان بن مظعون کی قبر پر نصب شدہ پتھر کی نشانی یا تختی کو وہاں سے حضرت عثمان ابن عفان کی قبر پر منتقل کر دیا۔([43])

---

42) کتاب: وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى، باب: بقیع اور مدینه میں آج کل مشہور مزارات، جصه: سوم، پانچواں باب، فصل نمبر5 اور فصل نمبر6، صفحه: 148، سال اشاعت: اپریل 2008ء، ناشر: اداره پیغام القرآن اردو بازار لاہور۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۱۴۱۰ھ ، ج۵، ص۸۳-۸۷

43) کتاب: وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى، تألیف: نور الدین علي بن عبد الله السمهودي، مترجم: شاه محمد چشتی، جصه: سوم، پانچواں باب، فصل نمبر5 اور فصل نمبر6، سال اشاعت: اپریل 2008ء، ناشر: اداره پیغام القرآن اردو بازار لاہور۔ پژوہشکده حج و زیارت، بقیع در آینه تاریخ، مشعر، تهران، بقیع در آیینه تاریخ ص۲۶۷

ابن شبہ کہ جن کا پورا نام بمع لقب اور کنیت "أبوزید عمر بن شبۃ بن عبیدۃ بن زید النمیري البصري" (173ھ – 262ھ) لکھتا ہے: پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے چچا جناب عباس بن عبد المطلب جنت البقیع کی ابتدا میں جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کی قبر کے ساتھ جناب عقیل کے گھر میں بنی ہاشم کی قبروں کے ساتھ دفن ہوئے۔([44])

جناب عباس بن عبد المطلب کے جناب عقیل کے گھر میں دفن ہونے، اور اسی طرح امام حسن (علیہ السلام)، امام سجاد (علیہ السلام) اور امام باقر (علیہ السلام) کے وہاں پر دفن ہونے کی وجہ سے بنی عباس نے اس مقام پر مقبرہ تعمیر کیا اور اسے مسجد اور مزار قرار دیا۔([45])

ابن حجر کہ جن کا پورا نام بمع لقب و کنیت "شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی السعدی انصاری الشافعی" ہے نے اپنی کتاب **الصواعق المحرقۃ** میں امام محمد باقر (علیہ السلام) کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی وفات اپنے والد کی طرح زہر دیئے جانے کے سبب 117ھ میں ہوئی اور انھیں جنت البقیع میں واقع امام حسن (علیہ السلام) اور جناب عباس بن عبد المطلب کے گنبد والے مزار میں دفنایا

[44]) ابن شبه، تاریخ مدینه منوره (ترجمه)، ۱۳۸۰ش ، ص۶۷۶

[45]) ابن شبه، تاریخ مدینه منوره (ترجمه)، ۱۳۸۰ش ، ص۶۷۶، ص۱۱۶/ ابن نجار، اخبار المدینه، ص۱۶۶/ محمد صادق نجمی، تاریخ حرم ائمه، ۱۳۸۰ش، ص۸۶۔

گیا۔اس کے بعد ابن حجر نے امام جعفر صادق (علیہ السلام) کی وفات کا جہاں ذکر کیا ہے وہاں بھی مزار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام جعفر صادق (علیہ السلام) کی وفات زہر دیئے جانے کے سبب 184ھ میں ہوئی اور انھیں پہلے ذکر شدہ اُسی قُبہ (گنبد والے مزار) میں اپنے خاندان کے ساتھ دفن کیا گیا۔([46])

سمہوری کہتے ہیں کہ ابن نجار (578ھ – 643ھ) نے جناب عباس بن عبد المطلب اور ان کے ساتھ مدفون آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) کے مزار میں محراب پر ایک تختی لگی ہوئی دیکھی جس پر لکھا ہوا تھا: "**أمر بعمله المنصور المستنصر بالله**"

ترجمہ: اس (مزار کی تعمیر کے) کام کا حکم منصور مستنصر باللہ نے دیا۔

وہاں اس تختی میں کوئی نام یا تعمیر کی تاریخ درج نہیں ہے شاید اس منصور سے مراد بنو عباس کا دوسرا خلیفہ ابو جعفر منصور ہے، (جس نے 137ھ سے 158ھ تک (754- 775ء) خلافت کی)۔([47])

---

[46]) کتاب: الصواعق المحرقة، تالیف: احمد بن محمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي السعدي الانصاري الشافعي (909ھ – 973ھ)، صفحة: 586- 590، سن طبع: 1997ء 1417ھ، ناشر: دار الوطن الرياض شارع المعذر، مؤسسة الرسالة بيروت وطی المصيطبة۔

[47]) کتاب: وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى، حصه سوم، پانچواں باب، فصل نمبر5 اور فصل نمبر6، بقیع اور مدینه میں آج کل مشهور مزارات، صفحه: 144، سال اشاعت: اپریل 2008ء، ناشر: اداره پیغام القرآن اردو بازار لاہور۔

اس مزار کی تعمیر و ترمیم میں عباسی خلیفہ ہارون الرشید (149ھ [766ء] – 193ھ [809ء]) کا بھی کردار رہا ہے۔ جس نے 170ھ سے لے کر اپنی موت تک حکومت کی۔[48]

آئمہ بقیع کے مقبرے کی مرمت کا کام بعد کے ادوار میں مختلف حکومتوں اور شخصیات کی طرف سے ہوتا رہا مثال کے طور پر سلجوقیوں کے دور میں برکیارق سلجوقی (متوفی 498ھ) کے وزیر مجدالملک ابوالفضل اسعد بن محمد بن موسی براوستانی قمی نے ایک ماہر معمار کو آئمہ بقیع کے مزار پر گنبد بنانے اور دیگر تعمیراتی کاموں پر مامور کیا۔[49]

عباسی خلیفہ "مسترشد باللہ بن مستظہر باللہ (کہ جس نے 513ھ سے لے کر 529ھ تک حکومت کی) نے بھی جناب عباس بن عبدالمطلب اور آئمہ بقیع کے مزار میں کچھ تعمیراتی کام کروایا تھا جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مشہور مؤرّخ سمہوری لکھتے ہیں کہ جناب عباس بن عبدالمطلب کی قبر کے ایک گوشے میں لکھا ہوا ہے: "الأمْرَ

48) محمد صادق نجمی، تاریخ حرم ائمه، ۱۳۸۰ش، ص۸۸۔

49) محمد صادق نجمی، تاریخ حرم ائمه، ۱۳۸۰، ص۸۸/ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ۱۳۸۵ق، ج۱۰، ص۳۵۲۔

بِعمله المُسْتَرشِد بالله تسع و عشرة و خمس مأة"۔ اس کام کا حکم مسترشد باللہ نے 519 ہجری میں دیا۔ ([50])

ابو الحسن محمد بن احمد بن جبیر الکناني المعروف ابن جبیر اندلسی 1145ء (540ھ)- 1217ء (614ھ) مختلف ملکوں کی سیر کرتے ہوئے (محرم 580ھ) کو مدینہ منورہ پہنچے، انھوں نے اپنے اس سفر کا احوال ایک سفر نامے میں درج کیا جس میں مدینہ اور جنت البقیع کے بارے میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ: اُس زمانے میں جنت البقیع میں مدفون آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) اور بہت سی دیگر بزرگ ہستیوں کی قبروں پر مزار بنے ہوئے تھے اور اکثر مزاروں کی عمارتوں کے اوپر گنبد تعمیر کیے گئے تھے۔ ([51])

ابن جبیر لکھتا ہے قبرستان بقیع الغرقد مدینہ منورہ کے مشرقی جانب واقع ہے باب بقیع نامی دروازے سے جنت البقیع کی طرف جایا جاتا ہے اس دروازے سے نکلتے

[50]) کتاب: وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى، حصه سوم، پانچواں باب، فصل نمبر5 اور فصل نمبر6، موضوع: بقیع اور مدینه میں آج کل مشهور مزارات، صفحه: 144، سال اشاعت: اپریل 2008ء، ناشر: اداره پیغام القرآن اردو بازار لاہور۔

[51]) کتاب: رحلة ابن جبير، باب: ذكر المشاهد المكرمة التي ببقيع الغرقد، صفحة: 144، ناشر: دار الكتاب اللبناني، مكتبة المدرسة۔

ہوئے الٹے ہاتھ پر سب سے پہلا مزار رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی پھوپھی جناب صفیہ کا ہے([52])۔جناب صفیہ کے مزار کے برابر میں جناب عقیل بن ابی طالب اور جناب عبداللہ بن جعفر طیار کا مزار ہے اور ان کے مقابل میں ایک روضہ مبارک ہے جس میں امہات المومنین کی قبریں ہیں، اور اس کے سامنے ایک چھوٹا سا روضہ مبارک ہے جس میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے تین بچوں کی قبریں ہیں([53])۔اس کے بعد ابن جبیر بقیع میں موجود دیگر مشاہد مشرفہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: ان روضوں کے پیچھے جناب عباس ابن عبد المطلب اور امام حسن ابن علی (علیہما السلام) کا روضہ ہے، ان کی قبریں زمین سے بلند اور وسیع ہیں اور جن کے صندوقِ قبر پر بہترین دھاتی پلیٹیں لگی ہوئی ہیں جن کا منظر انتہائی جمیل ہے۔رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے فرزند جناب ابراہیم (علیہ السلام) کا مزار بھی اسی طرح کا ہے([54])۔ اس کے بعد ابن جبیر نے جناب فاطمہ زہراء (سلام اللہ علیہا) سے منسوب مقام (بیت الاحزان) اور امام علی (علیہ السلام) کی مادر گرامی جناب فاطمہ بنت اسد (سلام اللہ علیہا) کے مزار کا ذکر کیا ہے([55])۔

---

[52]) رحلہ ابن جبیر/65

[53]) رحلہ ابن جبیر/65

[54]) رحلہ ابن جبیر/65

[55]) رحلہ ابن جبیر/65

عباسی خلیفہ الناصر لدین اللہ کہ جس کا پورا نام بمع لقب و کنیت ابو العباس احمد بن المستضيء بامر الله ابي محمد الحسن 1158ء (553ھ)– 1225ء (622ھ) نے بھی آئمہ بقیع (علیہم السلام) اور جناب عباس بن عبد المطلب کے مزار میں کچھ تعمیری کام کروایا۔ ([56])

ابن نجار (578ھ – 643ھ) نے بھی جنت البقیع میں موجود بلند و بالا گنبدوں والے مزاروں کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے۔ ([57])

جنت البقیع کا ذکر کرنے والے مشہور سفر ناموں میں سے ایک ابن رشید محمد بن عمر بن رشید السبتی کا سفر نامہ بھی ہے مقری التلمسانی کے مطابق ابن رشید نے اس سفر کا آغاز 683ھ میں کیا تھا، ابن رشید نے اپنے اس سفر نامہ کا نام (**ملء العيبة بما جمع بطول الغيبة فی الوجهة الوجهية الى الحرمين و مكة و طيبة**) رکھا ([58])۔

---

[56]) كتاب: التعريف بما أنست الهجرة من معالم دارالهجرة، مؤلف: جمال الدين محمد بن أحمد المطري ، باب: ذكر البقيع و ما ورد في فضله، صفحة: 119، تحقيق: أ.د. سليمان الرحيلي، ناشر: دارة الملك عبد العزيز، الرياض ، تاريخ اصدار: 1426 هـ / 2005 ء۔ اس کتاب میں مؤلف نے جنت البقیع میں موجود اپنی آنکھوں دیکھے عالی شان مزارات کا ذکر کیا ہے۔

[57]) الدرة الثمينة في أخبار المدينة، مؤلف: محب الدين أبو عبد الله محمد بن محمود بن الحسن المعروف بابن النجار (المتوفى: 643هـ) ،الباب السابع عشر في ذكر البقيع وفضله، صفحة: 166، ناشر: شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم۔

[58]) ازهار الرياض فی اخبار القاضی عياض/247/2

اس نے اپنے اس سفر کے دوران کافی زیادہ وقت مدینہ منورہ میں ہی گزارا، جنت البقیع میں موجود مزارات کی زیارت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: ہم نے بقیع میں ثالث العمرین حضرت عثمان کی قبر کی زیارت کی کہ جو جنت البقیع کے ایک طرف میں واقع حُش کوکب میں ہے ([59])۔ ...... رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے چچازاد ابوالحسن علی بن ابو طالب امام علی (علیہ السلام) کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد (سلام اللہ علیھا) ایک گنبد والے مزار میں دفن ہیں ہے ہم نے اس سیدہ جلیلہ کی قبر پر یہ تحریر دیکھی: "کسی کی بھی ماں کو قبر نے اپنے سینے میں اس طرح نہیں لیا جیسے فاطمہ بنت اسد کو لیا"۔ ...... ہم نے نے صحابہ کرام اور صحابیات میں سے جن کی قبریں معروف و معلوم ہیں کی بھی زیارت کی اور امام ابو عبداللہ امام مالک کی بھی زیارت کی۔ پھر رسول اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی پیروی کرتے ہوئے قبا کی طرف پیدل گئے وہاں مسجد میں نماز ادا کی اور وہاں پر موجود چشمہ سے پانی پیا([60])۔

ابو العباس المرسی 1219ء(616ھ)- 1286ء(686ھ)، جن کا پورا نام "شھاب الدین ابو العباس احمد بن حسن بن علی الخزرجی الانصاری المرسی" جناب عباس بن عبد المطلب اور ان کے ساتھ مدفون آئمہ اہل بیت (علیھم السلام) کے بلند گنبد والے

[59]) رحلہ ابن رشید/ج5/ص19
[60]) رحلہ ابن رشید/ج5/ص19

مزار کے سامنے کھڑے ہو کر حضرت فاطمہ زہراء (سلام اللہ علیہا) کے حضور سلام پیش کرتے تھے۔([61])

صلاح الدین صفدی جن کا پورا نام بمع لقب و کنیت "صلاح الدین ابو الصفاء خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الالبکی الفاری الصفدی الدمشقی الشافعی" (696ھ – 764ھ) نے امام محمد باقر (علیہ السلام)، بقیع میں مدفون دیگر آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) اور جناب عباس بن عبدالمطلب کے بارے میں لکھتے ہوئے بتایا ہے ان کی قبریں گنبد والے مزار میں ہیں۔ اسی طرح جنت البقیع میں مدفون چند دیگر افراد کا جہاں ذکر کیا وہاں ان کی قبروں پر مزار کے وجود کا بھی تذکرہ کیا۔([62])

معروف سیاح محمد بن عبد اللہ بن محمد اللواتی الطنجی المعروف ابن بطوطہ 1304ء(703ھ) – 1377ء(779ھ) نے اپنے مشہور زمانہ سفر نامہ میں جنت البقیع کے بارے میں لکھا ہے: بقیع الغرقد مدینہ منورہ کی مشرقی جانب واقع ہے یہاں زائرین جس دروازہ سے نکلتے ہیں اس کا نام باب بقیع ہے جو شخص اس دروازہ سے زیارت کے لیے جاتا ہے دروازہ سے نکلتے ہوئے اس کے بائیں طرف جناب صفیہ بنت عبد

---

[61]) كتاب: ذخائر العقبى في مناقب ذوي القربى، مؤلف: محب الدين أبي العباس أحمد بن عبد الله بن محمد الطبري المكي (615ھ – 694ھ)، باب: ذكر موضع قبرها (فاطمة زهراء رضي الله عنها)، صفحة: 104، تأريخ الاصدار: 1415 ھ

[62]) كتاب: الوافي بالوفيات، مؤلف: صلاح الدين الصَّفديّ

المطلب (رضی اللہ عنہا) کا مزار ملتا ہے، آپ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی پھوپھی اور زبیر بن عوام کی والدہ ہیں، اس پر سادہ سی عمارت اور اس پر چھوٹا سا گنبد بنا ہوا ہے، اس مزار کے سامنے خلاصۂ خاندانِ نبوی یعنی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے فرزند حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا مزار ہے اس پر ایک سفید رنگ کا گنبد ہے، اس کے داہنی جانب عبد الرحمن ابن عمر ابن خطاب کا مزار ہے کہ جو ابی شحمہ کے نام سے مشہور تھے، اسی کے مقابل عقیل ابن ابی طالب کا مزار ہے۔ ان کے مقابل ایک روضہ ہے جس میں جناب عباس بن عبد المطلب اور امام حسن ابن علی ابن ابی طالب (علیہم السلام) کا مزار ہے اس کا گنبد بہت بلند اور نہایت مستحکم بنا ہوا ہے، .... آخرِ بقیع میں حضرت عثمان ابن عفان کا مزار ہے اس پر بہت بڑا گنبد بنا ہوا ہے اور ان کے قریب ہی جناب فاطمہ بنت اسد (علیہا السلام) کا مزار مبارک ہے.......۔[63]

مشہور ادیب، سیاح اور مؤرخ محمد بن عبد اللہ بن محمد حسینی مدنی المعروف محمد کبریت (1012ھ – 1070ھ)=(1603ء- 1660ء) نے اپنی کتاب میں

[63]) رحلة ابن بطوطة تحفة النظار في غرائب الأمصار وعجائب الأسفار، صفحه: 138، مؤلف الكتاب :محمد بن عبد الله بن محمد بن إبراهيم ابن بطوطة أبو عبد الله، ناشر الكتاب :دار إحياء العلوم بيروت، طبع1987ء / سفر نامه ابن بطوطه، مترجم رئیس احمد جعفری، صفحه151-152، ناشر نفیس اکیڈمی کراچی، طبع پنجم1986-

جنت البقیع کے خوبصورت مزارات کی مکمل تصویر کشی کی ہے اور ان مزارات پہ حاضری دینے اور بقیع میں مدفون افراد کے لیے دعا کرنے کو سنت قرار دیا ہے۔ (64)

مشہور ترک سیاح اولیاء چلبی (1611ء[1020ھ] – 1684ء [1095ھ]) نے جنت البقیع میں مدفون اسلامی شخصیات اور وہاں موجود مزاروں کے بارے میں لکھتے ہوئے جناب عباس بن عبد المطلب اور آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی قبروں کے متعلق لکھا کہ یہ سب ہستیاں آٹھ کونوں والے مزار میں دفن ہیں اور اس مزار پر بڑا سا گنبد بھی بنا ہوا ہے۔ (65)

محمد بن طیب فاسی (متوفی 1171ھ) نے اپنے سفر نامہ میں جنت البقیع کے حوالے سے لکھا کہ ہے جب آپ مدینہ کے باب البقیع نامی بیرونی دروازے سے نکلیں تو سامنے سب سے پہلے بائیں طرف آپ کو جناب صفیہ بنت عبد المطلب کا گنبد والا مزار نظر

---

[64]) كتاب: الجواهر الثمينة في محاسن المدينة، مؤلف: محمد كبريت الحسيني المدني، صفحه: 203- 204- 205، ناشر: دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة الاولى 1997ء= 1417ھ

[65]) سیاحت نامه، مؤلف اولیاء چلبی، یه سفر نامه 10جلدوں پر مشتمل ہے اور ان میں سے ایک جلد میں مکه اور مدینه کے سفر کا احوال بھی درج ہے اس حصے کا عربی ترجمه ''الرحلة الحجازية'' کے نام سے شائع ہوا ہے اس کا ترجمه ڈاکٹر الصفصافی احمد المرسی نے کیا ہے، ''الرحلة الحجازية''، صفحه 149، ناشر دار .... العربية قاہره شارع محمود طلعت رقم الابداع18101 لسنة1999ء.

آئے گا۔ آپ بقیع کی درمیانی گلی پہ چلتے ہوئے مشرق کی طرف جائیں اور مدینہ کی بیرونی دیوار کے ساتھ دائیں طرف مڑیں تو وہاں ایک چھوٹی سی مسجد ہے جس کے بارے میں کہا جاتاہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس جگہ کھڑے ہو کر اہل بقیع کے لیے دعا کی تھی، اور یہ بھی کہا جاتاہے کہ یہ زاویۂ عقیل بن ابو طالب ہے (جناب عقیل کا گھر ہے) اس میں بہت سے اہل بیت نبوی دفن ہیں...... اگر آپ مدینہ کی بیرونی دیوار کے ساتھ بائیں جانب چلتے جائیں المینہ والی دیوار کے کونے پر آجائیں جہاں جناب اسماعیل کا مزار بھی ہے وہاں بائیں جانب بہت بڑے گنبد والا مزار نظر آئے گا اس میں عباس بن عبد المطلب، امام حسن بن علی (علیہ السلام) اور ان کی والدہ حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کی قبریں ہیں، اس میں امام زین العابدین (علیہ السلام)، امام محمد باقر (علیہ السلام) اور جعفر صادق (علیہ السلام) سمیت بہت سے اہل بیت دفن ہیں، ان قبروں پہ بہت ہی خوبصورت اور شاندار مزار بنا ہوا ہے۔ زین الحنبلی کا کہنا ہے کہ یہ عظیم مزار اور اس کا گنبد عباسی بادشاہ ناصر لدین اللہ ابو العباس احمد بن المستضی نے بنوایا تھا.... اس روضہ میں داخل ہوتے ہی ہر طرف سے رحمت گھیر لیتی ہے اور ہم رحمت کی بارش سے سیراب ہونے لگتے ہیں.....[66]

---

[66]) كتاب: رحلة ابن الطيب من فاس إلى مكة المكرمة، محمد الطيب عرف بابن محمد بن موسى الفاسي المعروف بالشرقي (ت1171هـ)، تحقيق: عارف احمد عبد الغني، صفحه: 266، ناشر: دار العراب دمشق/ دار نور حوران دمشق، سال طبع:2014ء

سید اسماعیل مرندی اپنی کتاب ''توصیفِ مدینہ '' کہ جسے اُنہوں نے 1255 ہجری میں تالیف کیا ہے، میں لکھتے ہیں: ''یہ پانچوں مطہر تن ایک ضریح میں دفن ہیں جو لکڑی کی جالی دار ضریح ہے اور عباس بن عبد المطلب اِسی ضریح میں اِن کے سرہانے بالکل الگ دفن ہیں۔

محمد زر دار خان ولد سیف دار خان نے 1287 ہجری میں حج و زیارت کا سفر کیا اور اپنے سفر کے احوال کو ''سفر نامہ حرمین'' کے نام سے کتاب کی صورت دی، انھوں نے اس سفر نامہ میں جنت البقیع اور وہاں موجود مزارات کا بھی ذکر کیا ہے خاص طور پر امام حسن (علیہ السلام)، امام زین العابدین (علیہ السلام)، امام محمد باقر (علیہ السلام)، امام جعفر صادق (علیہ السلام)، جناب عباس بن عبد المطلب اور حضرت فاطمہ زہراء (علیہا السلام) کے مزار کے بارے میں نسبتاً تفصیل سے لکھا ہے۔([67])

حاجی فرہاد میرزا 1292 ہجری کے اپنے سفر حج کے مشاہدات کو اپنے سفر نامہ میں یوں لکھتے ہیں: میں بابِ جبرئیل (علیہ السلام) سے باہر آ کر آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی زیارت سے مشرف ہوا... متولی نے ضریح کا دروازہ کھولا اور میں اندر چلا گیا اور ضریح

[67]) سفر نامہ حرمین، تالیف: محمد زر دار خان ولد سیف دار خان، مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع مزین مقبول اہل جہاں ہوا۔ واضح رہے اس سفر نامہ کو اردو کے قدیم سفر ناموں میں شمار کیا جاتا ہے، میں نے اس سفر نامہ کا برقی نسخہ ''ریختہ'' کی ویب سائٹ سے حاصل کیا تھا۔

کے اندر قبور کے گرد چکر لگایا، وہاں قدموں کی طرف کی جگہ بہت چھوٹی ہے کہ جہاں صندوقِ قبر اور ضریح کا درمیانی فاصلہ نصف ہاتھ سے بھی کم ہے۔[68]

میرزا محمد حسین فراہانی نے 1302 ہجری میں اپنے سفر حج میں بقیع اور اُس میں موجود آئمہ اربعہ (علیہم السلام) کی زیارت کا احوال کچھ یوں درج کیا ہے: قبرستان بقیع ایک بہت بڑا قبرستان ہے جو شہر مدینہ کے مشرق والی حفاظتی دیوار کے دروازہ سے متصل ہے..... یہ قبرستان حج کے موسم میں حاجیوں کے لیے ہر دن مغرب کے وقت تک کھلا رہتا ہے اور جو بھی اِس کی زیارت کرنا چاہے وہ اِس میں جا سکتا ہے لیکن حج کے علاوہ یہ جمعرات کے زوال سے جمعہ کے غروب تک کھلتا ہے۔ آئمہ اثنا عشر میں سے چار امام یہاں ایک بڑے مزار میں مدفون ہیں کہ جو آٹھ ضلعی شکل میں بنایا گیا ہے، .... محمد علی پاشا مصری نے 1234 ہجری میں سلطان محمود خان عثمانی کے حکم کے مطابق اِس کا تعمیراتی کام کرایا اور اِس کے بعد سے تمام عثمانی سلاطین کی جانب سے اس مزار اور اِس قبرستان میں واقع دیگر تمام مزاروں میں مرمت اور تعمیر و ترمیم کا کام ہوتا رہتا ہے۔ یہاں کچھ مقامات حضرت فاطمہ صدیقہ طاہرہ (علیہا السلام) کی قبر کے نام سے معروف ہیں، اُن میں سے ایک بقیع میں موجود حجرہ ہے جسے "بیت الاحزان" کہا جاتا ہے اور اِسی وجہ سے یہاں آنے والے حجاج اور زائرین حضرت فاطمہ زہراء (علیہا السلام) کی زیارت پڑھتے ہیں۔

---

68) ہَدْیَۃُ السَّبِیْل؛صفحہ ۱۲۷

یہاں موجود قبر کے سامنے سونے اور چاندی کے تاروں سے مزین ایک پردے کو گنبد کے چاروں طرف ڈالا ہوا ہے اور اُس پر یہ عبارت درج ہے: سلطان احمد بن سلطان محمد بن سلطان ابراھیم (سنۃ اِحدی و ثلاثین و مأۃ بعد الف 1131 ھجری)۔(69)

نائب الصدر شیرازی 1305 ہجری میں اپنے سفر حج کے مشاہدات کو اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں: وادیٔ بقیع میں داہنے ہاتھ پر ایک مسجد ہے کہ جس کے صدر دروازے پر یہ عبارت درج ہے: هٰذَا مَسْجِدُ اُبَیِّ بْنِ کَعْب وَصَلّٰی فِیْهِ النَّبِیُّ غَیْرَ مَرَّة، (یہ مسجد اُبی بن کعب ہے کہ جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے کئی مرتبہ نماز پڑھی ہے)۔ یہاں امام حسن (علیہ السلام)، امام زین العابدین (علیہ السلام)، امام باقر (علیہ السلام) اور امام صادق (علیہ السلام) کی قبور مطہرہ ایک ضریح میں ہیں، اُس کے سامنے ایک پردے دار ضریح ہے کہ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہاں حضرت فاطمہ زہراء (علیہا السلام) مدفون ہیں۔(70)

---

69) سفر نامه فراہانی ؛صفحه ۲۸۱،طبع ۱۳۶۲ شمسی ایرانی ،تدوین:مسعود گلزاری،چاپ چهارم

70) تُحْفَةُ الْحَرِمَیْنِ؛صفحه ۲۲۷

ابراہیم رفعت پاشا نے 1318 ہجری، 1320 ہجری، 1321 ہجری اور 1325 ہجری میں سفر حج کیا، وہ اپنے پہلے سفر حج میں مصری حجاج کے قافلے کے امیر محافظ محمل تھے جبکہ بعد کے سفروں میں ان کا منصب امیر الحجاج کا تھا انھوں نے سفر حج کے احوال کو "مرآۃ الحرمین" نامی سفر نامہ میں تحریر کیا ہے اس سفر نامہ میں وہ جنت البقیع کے بارے میں لکھتے ہیں: عباس بن عبد المطلب، حسن بن علی اور تین آئمہ امام علی بن حسین، امام محمد بن علی اور امام جعفر بن محمد (علیہم السلام) ایک ہی گنبد کے نیچے مدفون ہیں، جن کا گنبد دوسروں سے بہت زیادہ اونچا ہے۔ ([71])

8 جنوری 1892ء سے لے کر 19 دسمبر 1914ء تک سلطنت عثمانیہ کی طرف سے مصر پر حکومت کرنے والے آخری حکمران "عباس حلمی پاشا الثانی بن محمد توفیق بن إسماعیل" نے 1327ھ میں حج کیا، 9 دسمبر 1909ء سے لے کر 27 جنوری 1910ء تک جاری رہنے والے اس سفر حج کے دوران جو افراد عباس حلمی پاشا کے ساتھ تھے ان میں محمد لبیب مصری بتنونی بھی شامل تھے بتنونی نے اس سفر کے احوال پر مشتمل ایک سفر نامہ تحریر کیا اس سفر نامہ میں انھوں نے جنت البقیع کے مزاروں پر حاکم مصر اور دیگر زائرین کی حاضری کے بارے سے لکھا ہے اور مزاروں میں تعمیراتی کاموں کے متعلق بھی لکھا ہے اسی ضمن میں وہ جناب عباس بن عبد المطلب اور

[71]) مرآة الحرمين، جلد ١، صفحه ٤٢٦، طبع مصر ١٣٤٤ ہجری مطابق ١٩٢٥ء

امام حسن (علیہ السلام) کے مزار کے بارے میں لکھتے ہیں یہ مزار اور اس کا گنبد سب سے بڑا ہے اور امام حسن (علیہ السلام) کی قبر پر موجود محراب نماایوان بہت ہی شاندار ہے کہ جو تانبے سے بنایا گیا ہے اور اُس پر فارسی میں عبارات نقش ہیں، میرے خیال میں یہ کام ایرانی شیعوں نے کروایا ہے۔([72])

بتنونی کی طرف سے ایرانی ساخت کا تعمیراتی کام دیکھ کر قدرے تعجب کرنا اس وجہ سے ہے کہ جنت البقیع میں موجود مزاروں اور ضریحوں کی تعمیر و ترمیم اور مرمت کا زیادہ تر کام اہل سنت کی طرف سے کیا جاتا تھا اور کسی شیعہ کی طرف سے مزار میں نمایاں کام بتنونی کے لیے حیران کن تھا۔

نوٹ: مذکورہ بالا گفتگو سے واضح ہو جاتا ہے اسلام کے ابتدائی دور سے سعودی حکومت کی طرف سے جنت البقیع کے انہدام تک تمام مسلمان جنت البقیع میں مزاروں کی تعمیر و ترمیم کرواتے رہے اور کبھی کسی مسلمان عالم یا حکمران نے ان مزارات کے خلاف بات نہ کی۔

---

[72]) الرحلة الحجازية لولى النعم الحاج عباس حلمى باشا الثانى خديو مصر، بقلم: محمد لبيب البتنونى، صفحه:237 -238، طبعة: سنة 1329هجرية، طبع بمطبعة الجمالية - بمصر۔

جنت البقیع کی دو مرتبہ تباہی

وہابیوں نے جنت البقیع کو دو مرتبہ مسمار کر کے تاریخ میں اپنے غیر مہذب اور دہشت گرد ہونے کا اعلانیہ ثبوت دیا۔

وہابیوں نے خوارج اور اسلام دشمن طاقتوں سے وراثت میں اسلامی آثار سے دشمنی حاصل کی ہے تاریخ اور موجودہ حالات شاہد ہیں کہ دنیا میں اسلام دشمنی، جہالت، ظلم و ستم اور فساد کو فروغ دینے والے سب سے بڑے ٹھیکیدار وہابی ہی ہیں ان وہابیوں نے دو مرتبہ جنت البقیع کے قبرستان کو تباہ کیا:

پہلی مرتبہ جنت البقیع کی تباہی

جنت البقیع کو تباہ اور مسمار کرنے کا جرم کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ جب آل سعود نے 1220 ہجری میں طاغوتی طاقتوں کی مدد سے پہلی مرتبہ مکہ و مدینہ پر حملہ کر کے قبضہ کیا اور ان مقدس شہروں میں خون کی ندیاں بہائیں اور قبضہ کرنے کے فوراً بعد جنت البقیع کے مقدس قبرستان اور وہاں موجود روضوں اور مزاروں کو تباہ کر کے کھنڈرات اور مٹی و پتھروں کے ڈھیروں میں تبدیل کر دیا۔

اس بارے میں وہابی عالم عبد اللہ بن بسام 1220 ہجری (1805ء) کے

واقعات کے ضمن میں لکھتا ہے: ڈیڑھ سال کے محاصرے کے بعد سعود بن عبدالعزیز رجب کے مہینہ میں مدینہ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اس شہر کو فتح کرنے کے بعد سعود بن عبدالعزیز نے تمام مزاروں کو منہدم کر دیا۔([73])

برطانوی سفارت کار اور مؤرخ سر ہیرڈ فورڈ (Sir Harford Jones-Brydges) (1764ء-1847ء) نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مدینہ پر کنٹرول حاصل کرنے کے بعد سعود بن عبدالعزیز نے مدینہ منورہ کا دورہ کیا اور نبی کریم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی ضریح میں موجود قیمتی اشیاء کو لوٹ لیا، اس کے بعد سعود نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے روضہ مبارک کے گنبد کو توڑنے کی کوشش کی لیکن اس کی یہ کوشش ناکام رہی جس کی وجہ گنبد کا بہت ہی زیادہ مضبوط ہونا اور سعود کے پاس ایسے مضبوط گنبد کو توڑنے کے لیے مطلوبہ آلات کا نہ ہونا تھا، جس کی وجہ سے روضہ رسول (ص) کا گنبد منہدم ہونے سے محفوظ رہا۔([74])

---

[73]) کتاب: تحفة المشتاق في أخبار نجد والحجاز والعراق، تالیف: عبد الله بن محمد البسام (متوفی1927ء)، تحقیق: ابراہیم الخالدي، صفحه256، ناشر: المختلف للنشر و التوزیع کویت، سن طبع: 2000ء

[74] (An Account of the Transactions of His Majesty's Mission to the Court of Persia, in the Years 1807-11: To which is appended a brief history of Wahauby. Volume 2/ اس کتاب کا عربی ترجمہ ''موجز لتاریخ الوهابیة'' کے نام سے شائع ہوا ہے جس کے صفحہ: 108 میں مذکورہ بالا بات لکھی ہوئی ہے، اس کتاب کے عربی ترجمہ کو دارة الملک عبد

اپریل 1804ء میں مدینہ کے گورنر نے استنبول میں مرکزی حکومت کو خط لکھا کہ وہابیوں کا خطرہ اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ اس پر قابو پانا ممکن نہیں رہا۔([75]) انہی دنوں عبداللہ پاشا عظم زادہ بھی قصدِ حج سے مدینہ میں موجود تھا، اس کی موجودگی میں وہابی لشکر کی کچھ عرصہ جھڑپیں جاری رہیں لیکن وہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے، لیکن اس کے جانے کے بعد وہابیوں نے مدینہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اہل مدینہ کو وہابی مذہب قبول کرنے کی شرط پر امان دے دی۔([76]) اس کے بعد وہابیوں نے دوسرے علاقوں کی طرح مدینہ میں بھی موجود تمام مقامات مقدسہ اور مزارات کی عمارتوں اور گنبدوں کو منہدم کر دیا۔ روضہ رسول(ص) میں موجود تمام قیمتی اشیاء کو لوٹ لیا، روضہ مبارک اور قبر رسول(ص) کو منہدم کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ایسا نہ کر سکے اور گنبد کو تھوڑا بہت خراب کرنے کے بعد چھوڑ دیا۔([77])

العزیز نے 1426ھ (2005ء) میں نشر کیا۔

[75]) جودت پاشا، ارشیف العثمانی (HH3787C)، 273/7۔

[76]) معاشی و اقتصادی حوالے سے اس شرط کو قبول کرنے اور قبول نہ کرنے یعنی دونوں صورتوں میں وہابیوں کو مالی فائدہ ہوتا تھا کیونکہ جہاں بھی امان کے لیے یہ شرط عاید ہوتی وہاں جو بھی وہابی مذہب قبول کرتا اسے (نکال) نامی ٹیکس فوری طور پر ادا کرنا ہوتا تھا، اور جو اس شرط کو قبول نہیں کرتا تھا اس کا سارا مال اسباب لوٹ لیا جاتا اور اسے قتل کر دیا جاتا۔

[77]) جودت پاشا، ارشیف العثمانی، 123/8، .Lorimer, op.cit, p.1594 /۔
كتاب العثمانيون وآل سعود في الأرشيف العثماني (1745-1914)، تاليف: ا د.

وہابی عالم عثمان بن بشر (1194ھ– 1290ھ) مدینہ کے مزارات کے انہدام کی تفصیل لکھنے کی بجائے صرف اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سال 1220ھ کے واقعات کے ضمن میں لکھتا ہے کہ اہل مدینہ نے سعود کی بیعت کی جس کے بعد تمام مزار اور ان کے گنبد منہدم کر دیئے گئے۔ ([78])

امام کعبہ، امام الحرمین الشریفین مفتی احمد بن زینی دحلان شافعی اپنی کتاب "فتنة الوهابية" میں لکھتے ہیں کہ ماہِ ذی القعدۃ 1220ھ کے آخر میں وہابی لشکر مکہ میں داخل ہوا۔ اور اسی طرح وہابیوں نے اہل مدینہ سے ان کا شہر چھین کر اپنی مملکت میں شامل کر لیا، رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے روضہ مبارک کو لوٹا اور وہاں موجود سارا مال اسباب لے اڑے، وہاں بدترین افعال کا ارتکاب کیا، مدینہ پر انھوں نے مبارک بن مضیان کو حکمران تعینات کیا، سات سال تک حرمین پر ان کی حکومت قائم رہی، اس دوران انھوں نے شامی اور مصری حجاج پر مکہ اور مدینہ آنے پر پابندی لگائے رکھی اور حج کے لیے آنا ممنوع قرار دیئے رکھا، لوگوں کو زبردستی اپنے وہابی ساختہ دین پر عمل کرواتے

زکاریا قورشون، صفحه: 77-78، ناشر: الدار العربية للموسوعات الحازمية بيروت لبنان، الطبعة الأولى 2005-1425ھ۔

[78]) كتاب: عنوان المجد في تاريخ نجد، الجزء الاول، تحقيق: عبد الرحمن بن عبد اللطيف، صفحه288، الطبعة الرابعة، سن1982ء 1402ھ، ناشر: دارة الملک عبد العزيز، رياض۔

رہے، اولیاء کرام کے مزارات کو منہدم کر دیا گیا۔([79])

فرانسیسی سفارت کار اور سیاح "لوي جاك روسو" نے اپنے حجاز اور دیگر عرب علاقوں کے سفر کی یادداشت میں ایک جگہ وہابیوں کے بارے میں لکھا ہے: وہابی ایرانیوں اور ترکوں کو کفار اور زندقہ قرار دیتے ہیں کیونکہ ایرانی اور ترک نبی کریم (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)، آپ کی اولاد اور آپ کے اصحاب کو خصوصی طور پر بہت زیادہ عزت و احترام دیتے ہیں، وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ ایرانی اور ترک جہاں بھی ملیں ان کو قتل کر دینا اور ان کی مساجد کو منہدم کر دینا واجب ہے، وہابیوں نے امام حسین (علیہ السلام) کے حرم پر قبضہ کرنے کے بعد اور مکہ اور مدینہ سمیت ہر اُس جگہ میں داخل ہونے کے بعد اِس اندھے تعصب کا عملی مظاہرہ کیا جہاں وہ اسلحے کے زور پر آئے۔([80])

سویس سیاح اور مؤرخ "جان لوئیس برکھارٹ" نے مسلمانوں کا بھیس بدل کر یا

[79]) کتاب: فتنة الوهابية، مؤلف: مفتی احمد بن زینی دحلان(1231ھ 1816ء – 1304ھ 1886ء)، صفحه: 13، اس کتاب کے ناشر اور طبع کے بارے میں اس پر یہ تفصیل درج ہے: (قد اعتني بطبعه طبعة جديدة بالأوفست حسين حلمى بن سعيد استانبولى، ISIK KITABEVIS، Darüşşefaka Cad. No: 72، FATIH – ISTANBUL، TURKEY، 1978) {المكتبة التخصصية للرد على الوهابية}۔

[80]) رحلة إلى الجزيرة العربية 1808، تاليف: لوي جاك روسو، ترجمه: د. بطرس حداد، صفحه: 116، ناشر: الدار العربية للموسوعات الحازمية بيروت لبنان، الطبعة الأولى 2010ء 1430ھ۔

شاید حقیقت میں مسلمان ہونے کے بعد اپنا نام ابراہیم رکھا اور مسلمان ممالک کی سیر کے لیے چل نکلا۔ اس سیاح نے جن مسلمان شہروں کا سفر کیا ان میں مکہ اور مدینہ بھی شامل ہیں۔ یہ سیاح 18 جولائی 1814ء کو جدہ پہنچا، وہاں سے طائف گیا اور پھر وہاں سے مکہ جا کر حج کیا اور پھر وہاں سے 1815ء کے شروع میں مدینہ کی جانب روانہ ہو گیا مدینہ میں اس نے چند مہینے گزارے اور پھر وہاں سے ینبوع چلا گیا۔ یہ سیاح جنت البقیع کے بارے میں اپنا آنکھوں دیکھا حال یوں بیان کرتا ہے:

اگر ہم اس قبرستان میں مدفون شخصیات کی قدر و منزلت کو حقیقت کی نظر سے دیکھیں تو اس جگہ کی صورت حال ان عظیم ہستیوں کی منزلت کے مقابلہ میں انتہائی ادنی و معمولی ہے (جو کہ ان کی قدسیت کے بالکل بھی شایانِ شان نہیں) اس قبرستان میں ایک قبر بھی سلامت نہیں، قبروں کی نشاندہی کرنے والے نقوش اور کتابت کے کہیں کوئی آثار نہیں، بلکہ قبروں کی نشاندہی کرنے والی نشانیوں کی جگہ یہاں جابجا مٹی کے بے ترتیب ڈھیر اور اس کے گرد چند پتھر دکھائی دیتے ہیں، اس قبرستان کی تباہی کا ذمہ دار وہابیوں کو ٹھہرایا گیا ہے، اور اس کی دلیل ان چھوٹے چھوٹے گنبدوں اور مزاروں کے باقیات ہیں جو پہلے حضرت عثمان، جناب عباس، حضرت فاطمہ زہراء اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی پھوپھیوں کی قبروں پر سایہ فگن تھے، لیکن وہابیوں کے ہاتھوں ان کی قبریں تباہ ہو گئیں۔ مزارات کی تباہی کا یہ کام وہابیوں نے مکہ اور دیگر شہروں میں بھی کیا ہے، ...... جنت

البقیع کی ساری جگہ بکھری ہوئی مٹی کی بے ترتیب ڈھیریوں، بڑے بڑے گڑھوں اور کوڑا کرکٹ کے ڈھیروں پر مشتمل ہے......۔(81)

فرانسیسی سیاح اور مؤرخ چارلس ڈیڈیئر (Charles Didier)لکھتے ہیں کہ سعود نے مدینہ منورہ پر کنٹرول حاصل کرنے کے بعد رسول اکرم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے روضہ مبارک سے ان تمام قیمتی اشیاء کو اٹھالیا جو لوگوں نے روضہ مبارک کے لیے ہدیہ کی تھیں اور روضہ مبارک کے بلند گنبد کو توڑنے کی کوشش کی اور اسی طرح ان تمام گنبدوں کو بھی توڑ دیا جو مساجد کے علاوہ کسی جگہ (مزارات) پر تھے۔(82)

---

81) Travels In Arabia, By: Johann Ludwig Burckhardt, (24 November 1784 – 15 October 1817).
اس کتاب کا عربی ترجمہ '' ترحال في الجزيرة العربية'' کے نام سے دو جلدوں میں شائع ہوا ہے اس کی دوسری جلد مدینہ کے سفر اور وہاں قیام کے بارے میں ہے، میں نے بھی عربی ترجمہ سے ہی استفادہ کیا ہے، مذکورہ بالا گفتگو کا مکمل حوالہ کچھ یوں ہے: ترحال في الجزيرة العربية، جلد2، ترجمة و تقديم: صبرى محمد حسن، مراجعة: محمد صابر عرب، صفحة:145، الطبعة الأولى 2007، حقوق الترجمة والنشر بالعربية محفوظة للمركز القومي للترجمة شارع الجبلاية بالأوبرا - الجزيرة – القاهرة۔
اس کتاب کا اردو ترجمہ ''سفر نامہ حجاز'' کے نام سے شائع ہوا ہے البتہ مجھے اس کی صرف پہلی جلد ہی مل سکی جس میں مدینہ کے سفر سے پہلے کے حالات درج ہیں۔

82) کتاب: رحلة الى الحجاز في النصف الثاني من القرن التاسع عشر ميلاديSÉJOUR CHEZ LE GRAND-CHÉRIF DE LA MEKKE، مؤلف:شارل

فرانسیسی جاسوس تیودور لاسکاریس کے ساتھ اس کے معاون کے طور پر 1810ء سے 1815ء تک عرب علاقوں کی سیر کرنے والا "فتح اللہ صایغ حلبی" اپنے سفر نامے میں ایک جگہ لکھتا ہے:

اُس رات ہم وہابی دیوان سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے ہاں مدعو تھے جسے الحضر موتی کہا جاتا تھا، اُس رات ہماری اُس شخص کے ساتھ گفتگو ابن سعود اور اس کی حکومت کے متعلق رہی، گفتگو کے دوران اُس نے ہمیں اُن ہدایا و تحائف اور اموال کے بارے میں بتایا جو وہابیوں نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے روضہ سے حاصل کیے ہیں یہ ایسی اشیاء ہیں جن کی خصوصیات بیان کرنا ناممکن ہے روضہ رسول (ص) سے حاصل شدہ سونا، جواہرات، جواہرات سے سجا اسلحہ اور قیمتی اشیاء کو چالیس اونٹوں پر لادا گیا، یہ سب انتہائی قیمتی اشیاء وہ تھیں جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے دفن ہونے کے بعد سے لے کر اب تک عرب و عجم کے مسلمان حکمرانوں کی طرف سے ہدیہ کے طور پر روضہ رسول (ص) میں جمع ہوتی رہیں، نتیجہ یہ ہے کہ ان اشیاء میں ہر چیز ایسی ہے کہ جس کی کوئی قیمت ادا نہیں کر سکتا، ان اشیاء میں ایران سے بھیجی گئی ایک کرسی ہے جس کے اندر اور باہر بڑے بڑے قیمتی جواہرات لگے ہوئے ہیں کوئی بھی اس کی قیمت نہیں دے سکتا،

دیدییه PAR CHARLES DIDIER (1805 - 1864)، ترجمه: ڈاکٹر محمد خیر البقاعی، صفحه: 248، ناشر: دار الفیصل الثقافیه ریاض، 1422ھ 2001ء

دو سو کے قریب سونے کی بنی ہوئی قندیلیں اور شمع دان ہیں جن پر قیمتی جواہرات اور موتی لگے ہوئے ہیں، سونے کے بڑے بڑے صندوق ہیں جو سب سونے اور جواہرات سے بھرے ہوئے ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ ان چیزوں کی قیمت اتنی زیادہ ہے کہ جس کے بارے میں عقل تصور بھی نہیں کر سکتی، اور یہ ساری کی ساری چیزیں وہابیوں کے خزانہ میں جمع ہو گئی ہیں......([83])

یورپی علاقے Czechia سے تعلق رکھنے والا سیاح اور ماہر آثار قدیمہ الویس موسیل (Alois Musil) 1868ء– 1944ء لکھتا ہے:

مقامات مقدسہ کعبہ اور قبر رسول(ص) سعودی حکومت کے ہاتھوں میں آ چکے تھے ابتدا میں مکہ اور مدینہ کے رہنے والوں کے جذبات کا خیال رکھا گیا لیکن سعودی حکومت نے 1806ء کے موسم بہار میں جب مکہ کو دوبارہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا تو سعودیوں نے وہاں (خانہ کعبہ اور روضہ رسول(ص) میں) موجود خزانے کو اپنی تحویل میں لے لیا، حجر اسود کو توڑا، قبر محمد(ص) کی عزت و حرمت کو پامال کیا۔

[83]) کتاب: رحلة فتح الله الصايغ الحلبی الی بادية الشام و صحاری العراق والعجم والجزيرة العربية، تاليف: فتح الله الصايغ الحلبی، صفحه:256، ناشر: دار طلاس للدراسات والترجمة والنشر دمشق، الطبعة الاولی 1991ء۔

اس جگہ کتاب کی تحقیق کرنے والے سعید فایز السعید نیچے حاشیہ میں تاریخوں کی اپنے طور پر تصحیح کے ساتھ یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہابیوں نے اس موقع پر مزاروں کو منہدم کر دیا اور ان کے گنبدوں کو توڑ دیا۔([84])

مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں 1805ء کے آغاز میں اہل مدینہ نے اطاعت قبول کر لی اور سمع واطاعت کا عہد کیا، حسب دستور مدینہ منورہ میں قبروں کے قبے (گنبد) اور زیارت گاہیں منہدم کر دی گئیں....([85])

میرزا حیرت لکھتے ہیں 1803ء کے اختتام پر مدینہ بھی سعود بن عبد العزیز کے قبضہ میں آگیا، مدینہ کے لیے اس کے مذہبی جوش میں یہاں تک ابال آیا کہ اس نے ان قبروں سے گزر کر خود نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے مزار کو بھی سلامت نہ چھوڑا آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کر دیا اور اس چادر کو اٹھا دیا جو آپ کے مزار مقدس پر پڑی رہتی تھی([86])

---

[84]) كتاب: آل سعود دراسة في تاريخ الدولة السعودية، تاليف: ألوس موسيل، ترجمه: د. سعيد فايز السعيد، صفحه:78-79، ناشر: الدار العربية للموسوعات بيروت لبنان، الطبعة الاولى 2003ء 1424ھ۔

[85]) کتاب: عبدالوہاب، تالیف: مسعود عالم ندوی، صفحه: 86، ماخوذ از کتاب: تاریخ نجد وحجاز، تالیف: مفتی محمد عبد القیوم قادری، صفحه: 136۔

[86]) کتاب: حیات طیبه، تالیف: میرزا حیرت دہلوی، صفحه: 305، ماخوذ از کتاب: تاریخ نجد وحجاز، تالیف: مفتی محمد عبد القیوم قادری، صفحه: 136۔

رشید رضا مصری لکھتے ہیں یہی لوگ (سعود بن عبدالعزیز وغیرہ) تیرہویں صدی ہجری کے آغاز میں (یعنی انیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں) حرمین شریفین پر قابض ہوئے تھے لیکن انہوں نے حجرہ شریفہ کو نہیں گرایاالبتہ حرمِ نبوی کے گنبد کے اوپر سے سونے کا ہلال اور کرۃ اتار لیا تھااور وہ گنبد کو بھی گرانا چاہتے تھے لیکن ان کارکنوں میں سے جو ہلال اور مذکورہ کرۃ اتارنے کے لیے اوپر چڑھے تھے ان میں سے دو آدمی نیچے گر کر مر گئے جس کی وجہ سے انہوں نے اسے گرانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ ([87])

نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں: سعود بن عبدالعزیز کا بنی ضرب سے حرب کا اتفاق ہوااور ان کے شہروں میں اس نے بہت خونریزی کی اور شہر ینبوع میں اترا اور وہاں کے لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کی، پھر مدینہ منورہ میں گیا اور وہاں کے لوگوں پر جزیہ باندھا اور مزار مقدس نبوی کو برہنہ کر دیا اور اس کے خزینے اور دفینے سب لوٹ کر درعیہ لے گیا، بعض نے لکھاہے کہ 60 اونٹوں پر بار کر کے خزانہ لے گیا اور ایسا ہی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی قبروں کے ساتھ پیش آیا، مدینہ پر شیخ بنی حرب (مبارک بن مضیان الحربي) کو حاکم بنایا اور لوگوں کو دعوت وہابیت کے قبول کرنے پر مجبور کیا، سعود نے مزار نبی(ص) کو ڈھانے کا قصد کیا مگر اس امر کا مرتکب نہ ہوا

[87]) سید محمد رشید رضا ایڈیٹر المنار نجد و حجاز صفحه112 – 113، ماخوذ از کتاب: تاریخ نجد وحجاز، تالیف: مفتی محمد عبد القیوم قادری، صفحه: 136۔

اور حکم دیا کہ بیت اللہ کا حج سوائے وہابیوں کے اور کوئی نہ کرے، عثمانیوں کو حج سے مانع ہوا، اور کئی برس تک لوگ حج سے محروم رہے، شام اور عجم کے لوگوں کو حج نصیب نہ ہوا۔ ([88])

[88]) نواب صدیق حسن خان بھوپالی، ترجمان وہابیہ، صفحہ: 36، ماخوذ از کتاب: تاریخ نجد وحجاز، تالیف: مفتی محمد عبد القیوم قادری، صفحہ: 136 - 137-

مقامات مقدسہ کی تعمیر نو

یہ مقدس مقامات ایک عرصہ تک کھنڈرات کی حالت میں باقی رہے لیکن اس کے بعد عثمانی حکومت نے آل سعود پر ایک لشکر جرار سے حملہ کر کے ان سے مکہ و مدینہ کے علاقے واپس لے لیے اور پھر دوبارہ سے مسلمانوں کے عطیات کے ذریعے ان مساجد، روضوں اور مزارات کو احسن طریقے سے تعمیر کیا کہ جن کو وہابیوں نے مسمار کر دیا تھا۔ پھر دوبارہ سے تعمیر ہونے والے یہ روضے، مساجد اور مقدس مقامات وہابیوں کے دوسری مرتبہ ان علاقوں پر قابض ہونے تک باقی رہے۔

اس سلسلہ میں علماء اور اسلامی دنیا کے ثروت مند حضرات نے مکمل تعاون کیا اور انتہائی قیمتی تحائف اور سونے چاندی کو ان مقدس مقامات کی دوبارہ تعمیر کے لیے عطیہ کے طور پر دیا جس سے بہت کم وقت میں اکثر مقدس مقامات کی تعمیر کا کام مکمل ہو گیا۔

لیکن اس تعمیر کو سو سال بھی نہ گزرے تھے کہ آل سعود نے استعماری طاقتوں کی مدد سے حجاز اور اس کے گرد و نواح میں عثمانی حکومت اور شریف حکومت کا خاتمہ کر دیا اور پھر سے ہر مقدس مقام کو تباہ کر دیا۔

دوسری مرتبہ جنت البقیع کی تباہی:

وہابیوں نے طاغوتی طاقتوں کی مکمل مدد کے ساتھ سن 1344 ہجری کو دوبارہ مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور وہاں قبضہ کرنے کے بعد اپنے درباری ملاؤں کے فتوے کو بہانہ بنا کر پورے جنت البقیع، وہاں موجود آئمہ اطہار (علیہم السلام) کے روضوں اور اہل بیت رسول کے مراقد کو مسمار کر کے ایک چٹیل میدان میں تبدیل کر دیا۔

پورے کا پورا جنت البقیع خوبصورت روضوں، مزاروں اور مساجد کی بجائے ایک ایسا میدان بن گیا کہ جہاں سے تمام قبروں کے نام و نشان کو ختم کر دیا گیا۔

پندرہ جمادی الاول 1344 ہجری بمطابق 1925ء کو وہابیوں کی فوج مدینہ منورہ میں داخل ہوئی اور بچوں، بوڑھوں، مردوں، عورتوں اور علماء دین کو بے دردی سے ذبح کرنا شروع کر دیا۔ اس خونی سانحہ میں بے شمار انسانی جانیں وہابیوں کے ہاتھوں ضائع ہوئیں۔

اس کے بعد آٹھ شوال 1344 ہجری کو وہابیوں نے جنت البقیع کا رخ کیا اور وہاں موجود تمام روضوں، مساجد، مزاروں اور قبروں کو مسمار کر دیا اور ہر قیمتی چیز کو لوٹنے کے بعد سب کچھ تباہ کر دیا۔

برطانوی جاسوس، مؤرخ اور سعودی بادشاہ عبد العزیز بن عبد الرحمن کے مشیر جون فیلبی (Harry St. John Bridger Phillby)نے اپنے سفر کے دوران مدینہ میں قیام کے ضمن میں لکھا ہے کہ سعودی حکومت کے ابتدائی دور میں سب سے بڑا موضوعِ بحث قبروں کی زیارت تھا سعودیوں نے 1925ء اور 1935ء میں تمام مزاروں کو تباہ کو دیا، اس کام کا لوگوں پر اتنا گہرا اثر ہوا جس کی پہلے بالکل توقع نہیں تھی....۔([89])

---

[89]) کتاب: حاج في جزيرة العرب، تاليف: هاري سانت جون بريدجر فيلبي (3اپریل 1885ء - 30 ستمبر1960ء)، ترجمه: عبد القادر محمود عبد الله، صفحه: ناشر: مکتبة العبيكان رياض، الطبعة اولى 2001ء 1421ھ، یہ کتاب Harry St. John Bridger Phillby کے سفر حج کے بارے میں ہے جو A Pilgrim in Arabia کے نام سے شائع ہوئی تھی، البتہ میں نے اس کے عربی ترجمہ سے استفادہ کیا ہے۔ مؤلف کا کہنا ہے کہ 1925 اور 1935 میں جنت البقیع میں موجود مزارات اور قبروں کو سعودی حکومت نے منہدم کیا، وہابیوں نے 1925 میں جب مدینہ پر قبضہ کیا تو جنت البقیع کو منہدم کرنے کے بعد اپنے حال پر چھوڑ دیا جس کے بعد یہ قبرستان مکمل طور پر بے توجہی کا شکار ہونے کی وجہ سے کھنڈرات اور کوڑے کے ڈھیروں کا منظر پیش کرنے لگا۔ مؤلف کہتا ہے کہ جب میں نے 1931 میں جنت البقیع کی بدترین حالت دیکھی تو مجھے کافی دکھ ہوا اس قبرستان کی بے توجہی کے باعث جو حالت تھی اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر حاجیوں اور زائرین کے شیڈول میں یہاں آنا شامل نہ ہو تو کوئی یہاں نہ آئے۔ البتہ اس کے تین سال بعد اُس وقت کے وزیر مالیات عبد اللہ السلیمان کے مدینہ کے دورہ کے دوران جنت البقیع کو صاف کرنے کا فیصلہ کیا گیا، اس کے بعد 1935 میں پہلے باقاعدہ طور پر پورے قبرستان کو بلڈوز کر کے چٹیل میدان بنایا گیا اور پھر پتھروں کے ذریعے کہیں کہیں قبروں کی نشان دہی کی گئی۔

مکہ مکرمہ کے مقاماتِ مقدسہ اور مزاراتِ صحابہ کو پامال کرتی ہوئی جب وہابی فوجیں مدینہ منورہ پر یلغار کرتی ہوئی پہنچیں تو انہوں نے جس شقاوتِ قلبی کے ساتھ مدینہ منورہ کی بے حرمتی کی اس بارے میں سردار حسنی لکھتے ہیں: اگست میں نجدی افواج مدینہ منورہ کی طرف بڑھیں، اسی مہینے کی 20 تاریخ کو امیر علی کے حکام نے اقصائے عالم میں یہ خبر مشہور کر دی کہ نعوذ باللہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم) کے مقدس مرقد پر نجدی گولہ باری کر رہے ہیں، نجدیوں کی طرف سے تردید تو شائع ہوئی لیکن بعد از وقت پہنچی، مسلمانوں میں پھر غیض و غضب برپا ہوا، مسلمان حکومتوں کی طرف سے احتجاج شائع ہوئے، فرداً فرداً مسلمان اس روضہ رسول (ص) کے تحفظ کے لیے کوششیں کرتے رہے، ایرانی حکومت نے ایک وفد تحقیقِ حالات کی غرض سے بھیجا، 1925ء کے اواخر میں اس وفد نے بیان شائع کیا کہ واقعی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے گنبد میں گولیاں لگی ہیں.....([90])

سعود نے اپنے دور حکومت میں گنبد خضراء سے سونے کا ہلال اور کُرتہ اتار لیا تھا، وہ گنبد کو بھی گرانا چاہتا تھا لیکن ان کارکنوں میں سے جو مذکورہ ہلال اور کُرتہ کو اتارنے کے

---

[90]) سید سردار محمد حسنی، سوانح حیات سلطان ابن سعود، صفحہ:157، ماخوذ از کتاب: تاریخ نجد وحجاز، تالیف: مفتی محمد عبد القیوم قادری، صفحہ: 156-

لیے اوپر چڑھے تھے دو آدمی نیچے گر کر مر گئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے گنبد کو گرانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

ان دونوں تاریخی واقعات کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ابن سعود کے دور میں روضہ منورہ پر گولیوں کی بوچھاڑ کوئی اتفاقی حادثہ نہ تھا بلکہ وہابی حضرات دیدہ دانستہ گنبد خضراء کی توہین کرنا چاہتے تھے۔([91])

سعودی بادشاہ عبد العزیز کے مشیر ''حافظ وہبہ'' لکھتے ہیں: مدینہ میں بہت سے صحابہ، اہل بیت اور آئمہ فقہ و حدیث کی قبریں ہیں، پہلے ان کی قبروں پر گنبد والے مزار بنے ہوئے تھے لیکن موجودہ حکومت نے حجاز کی فتح کے پہلے سال 1344ھ = 1926ء میں ہی ان مزاروں اور قبروں کو منہدم کر کے زمین بوس کر دیا، حکومت کے اس کام پر ان قبروں سے محبت کرنے والوں نے بہت زیادہ احتجاج کیا لیکن حکومت نے کسی کے احتجاج کی پرواہ نہیں کی، ہندوستان اور دوسرے علاقوں کے بہت سے امراء

---

[91]) ماخوذ از کتاب: تاریخ نجد وحجاز، تالیف: مفتی محمد عبد القیوم قادری، صفحہ: 156۔

اوراسلامی تنظیموں نے ان مزارات اور قبروں کو دوبارہ بنانے کی پیشکش کی ہے لیکن حکومت نے اس موضوع کے حوالے سے تمام مشوروں کو مسترد کردیاہے۔([92])

جابری انصاری 1344 ہجری کے واقعات کے ضمن میں وہابیوں کے حجاز پر حملہ کرنے اور وہاں موجود اہم اسلامی شخصیات کی قبور اور مزارات کو منہدم کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں: ''حاجی امیر السلطنت کی جانب سے حکم دیئے جانے کے نتیجے میں 1312 ہجری میں دو سال کی مدت میں بنائی جانے والی ضریح کو وہاں (موجود آئمہ بقیع کی قبور) سے اُکھیڑ لیا گیا اور جنت البقیع کو منہدم وتباہ کرنے کے بعد جب وہابی حضرت ختمی مرتبت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے روضہ مبارک کو بھی منہدم کرنے کی نیت سے وہاں داخل ہونے لگے تو اُن میں سے ایک نے "یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتَ النَّبِیِّ..." (اے ایمان والو! نبی کے گھر میں داخل نہ ہو...) کی آیت کی تلاوت کی تو وہ اِس جسارت سے رُک گئے....([93])

---

[92]) كتاب: جزيرة العرب في القرن العشرين، تأليف:حافظ وهبة (1889ء - 1967)، صفحه: 17، الطبعة الثالثة 1375ھ، الناشر: دار الأفاق العربية القاهرة - مصر۔

[93]) تاریخ اصفهان؛ صفحه۲۹۲ ۳

وہابیوں کے 1925ء میں مدینہ پر قبضہ اور وہاں موجود آثار قدیمہ اور مقامات مقدسہ کی تباہی کے کچھ عرصہ بعد ایلڈون روٹر(Eldon Rutter)نے جنت البقیع کا آنکھوں دیکھا حال کچھ یوں بیان کیا:

جب میں جنت البقیع میں داخل ہوا تو جنت البقیع ایسے شہر کی مانند نظر آرہا تھا جس کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہو، پورے قبرستان میں بکھرے ہوئے پتھروں، مٹی کے بے شمار چھوٹے چھوٹے ڈھیروں، لکڑی کے ٹکڑوں اور لوہے کے جنگلوں کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا،اِدھر اُدھر تعمیر میں استعمال ہونے والے پتھروں،اینٹوں اور ٹوٹے پھوٹے سیمنٹ کے بہت سے ٹکڑے پڑے تھے، یہ مقام ایسے شہر کی طرح لگ رہا تھا جسے زلزلہ نے تباہ کر دیا ہو، قبرستان کی مغربی دیوار کے ساتھ لکڑی کے پرانے تختوں، پتھروں کے ٹکڑوں اور لوہے کی سلاخوں کے بڑے بڑے ڈھیر لگے ہوئے تھے، قبرستان میں بکھرے ہوئے کچھ تعمیراتی مواد کو اکٹھا کر کے یہ ڈھیر بنائے گئے تھے،چند تنگ راستوں سے ملبہ ہٹا لیا گیا تھا تا کہ زائرین وہاں سے گزر کر قبرستان کے مختلف حصوں میں جا سکیں، اس کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو کسی انتظام پر دلالت کرے،ہر جگہ ایک ایسے مٹی کے میدان کا منظر پیش کر رہی تھی جہاں منہدم عمارتوں کا مواد اور تباہ کردہ قبروں کے آثار بکھرے ہوئے ہیں،اور یہ سب زمانے اور قدرتی آفات سے نہیں ہوا بلکہ اسے انسان (نماشدت پسندوں)کے ہاتھوں نے جان بوجھ کر اور ہدف بنا کر کیا ہے۔

وہ بڑے بڑے گنبد منہدم کر کے آنکھوں سے اوجھل کر دیئے گئے ہیں جو پہلے اہل بیت نبوی کی قبروں، تیسرے خلیفہ حضرت عثمان کی قبر، امام مالک کی قبر اور دیگر ہستیوں کی قبروں کی علامت تھے، دوسری تمام قبروں کا بھی یہی حشر کیا گیا ہے، تمام کی تمام پامال اور تباہ کر دی گئی ہیں، یہاں تک کہ غریب لوگوں کی قبروں پر موجود کھجور کی شاخوں سے بنے صندوقِ قبر بھی جلا دیئے گئے ہیں۔.....بکھرے ہوئے کوڑے کرکٹ کے درمیان موجود ایک تنگ راستے سے گزرتے ہوئے ہمیں کچھ ہندوستانی غم میں نڈھال لوٹتے ہوئے دکھائی دیئے، اس راستہ سے گزر کر جب ہم تیسرے خلیفہ حضرت عثمان کی قبر کے پاس پہنچے تو قبر کی تباہ حال شکل دیکھ کر اندازہ ہوا کہ یہ ہندوستانی کیوں اتنے غم زدہ تھے......([94])

مسلک اہل حدیث کی ایک خاتون راحیلہ شروانیہ بنت حاجی محمد موسیٰ خان شروانی نے 1924ء میں حج کیا اور اپنے سفر حج کی روداد لکھی، اس کے دو سال بعد راحیلہ شروانیہ کے بھائی ہارون خان شروانی اور ان کے دوست محمد مقتدیٰ شروانی نے حج کیا اور راحیلہ کے سفر نامہ زاد السبیل پر بعد کے بدلے ہوئے حالات کے تحت نوٹ لکھے ہم

---

[94]) HOLY CITIES OF ARABIA Vol.2/ By RUTTER ELDON/ CHAPTER: PLACES OF VISITATION NEAR EL MEDINA/ page: 156-157- 158/ LONDON & NEW YORK G.P. PUTNAM'S SONS, LTD.

یہاں پر محمد مقتدی شروانی کے نوٹ سے بعض اقتباس نقل کرتے ہیں۔ محمد مقتدیٰ شروانی لکھتے ہیں:

واقعہ یہ ہے کہ انیس سو چوبیس 1924ء میں جب راحیلہ صاحبہ نے حج کیا تھا تو اُس وقت عرب میں ترکوں کی ترکی تمام ہو چکی تھی اور شریف کی رذیل حکومت قائم تھی، ان کے واپس ہونے کے فوراً بعد سلطان ابن سعود کا دور آیا اور قتل و خونریزی اور زیارات و مزارات کی انتہائی بے حرمتی اپنے ساتھ لایا جس سے اسلامی دنیا میں ایک تہلکہ عظیم برپا ہو گیا، پرائیویٹ خطوط ہندوستان پہنچے اور مضامین اخبارات میں شائع ہوئے جن میں نجدیوں کے خلاف نالہ و شیون بلند کیا گیا، موقع کی تحقیقات کے لیے دو وفد ہندوستان سے گئے، جن میں ایک 1926ء میں ہمارے بمبئی پہنچنے سے پہلے ہندوستان واپس پہنچ چکا تھا، دوسرا وفد سید حبیب شاہ والا واپس ہوتا ہوا ہمیں بمبئی میں ملا جو حالات ہم بعض پرائیویٹ خطوط سے معلوم کر چکے اور اخبارات میں پڑھ چکے تھے اور جو اس وفد کی زبانی منکشف ہوئے ان سب کی خود ہمارے ذاتی تجربہ اور عینی مشاہدہ نے تصدیق کی، سرزمین عرب کی سہ ماہی خاک بوسی کے دوران جو بات ہمیں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ محسوس ہوئی وہ یہ تھی کہ عرب ترکوں کے لیے روتے اور شریفوں اور نجدیوں کی مصیبت کو ترکوں کے ساتھ اپنی ناشکر گزاری اور احسان فراموشی کا وبال سمجھتے تھے، سارا

ملک بلااستثناء شریف سے اس کے حد درجہ حریص ہونے اور نجدیوں سے بسبب ان کی انتہائی مذہبی ناروا داری کے بے حد نالاں تھا۔[95]

حرمین شریفین سے باہر کی زیارت گاہیں اور متبرک یادگاریں نا صرف منہدم بلکہ نہایت بے حرمتی کی حالت میں تھیں اور معلوم نہیں راحیلہ صاحبہ کے ہم اعتقاد و ہم ملت ابن سعود نے ان دلخراش اور شرمناک افعال کا جواز کہاں سے نکالا تھا! جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو عالم یہ تھا کہ کوئی شخص بغیر مار کھائے ان مقامات و مکانات کے قریب تک نہ جاسکتا تھا حتیٰ کہ حرم شریف کے اندر مقام ابراہیم کے دروازہ کو ہاتھ نہیں لگایا جاسکتا تھا، ملتزم و حجر پر تھوڑا سا ٹھہرنے پر بھی نجدی پولیس کے سپاہی جو غلاف شریف کو تھامے ہوئے دیوار کعبہ کے پشت بان پر کھڑے رہتے تھے بے دردی کی مار مارتے تھے۔ مکہ مکرمہ کے مدفن جنت المعلیٰ کے نا صرف گنبد والے مزاروں کو زمین بوس کیا بلکہ قبور تک کو مسمار کردیا گیا اور ان کے گرد و پیش بول و براز پڑا ہوا اور اونٹوں کو بے مہار چرتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھا، یہی صورتحال مدینہ منورہ میں بھی تھی وہاں کے مدفن جنت البقیع کے تمام گنبد اور اکثر قبور ڈھائے جاچکے تھے، کوئی شخص نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے

[95] محمد مقتدیٰ شروانی النظر الاول، زاد السبیل، صفحہ: 24، ماخوذ از کتاب: تاریخ نجد وحجاز، تالیف: مفتی محمد عبد القیوم قادری، صفحہ: 294۔

روضہ مبارک پر لگی جالی کو ہاتھ نہ لگا سکتا تھا نہ ہی اس کے قریب جا کر با آواز بلند درود وسلام پڑھ سکتا تھا۔ (96)

زاد السبیل کی مصنفہ راحیلہ شروانی کے بھائی انیس سو چھیالیس 1946ء میں سعودی حکومت کے حالات کے ضمن میں لکھتے ہیں:

بلاشبہ نجدیوں نے جنت البقیع اور جنت المعلی میں مختلف گنبدوں کو منہدم کرا کر اس طرح تُرکوں کی بنائی ہوئی نہایت نفیس عمارتوں کو برباد کر دیا۔ (97)

راحیلہ صاحبہ زاد السبیل کے مقدمہ میں لکھتی ہیں گو کہ اعتقادًا سلطان ابن سعود اور میں ایک ہی ملت کے سمجھے جاتے ہیں کیونکہ الحمدللہ میں بھی اہل حدیث ہوں مگر پھر بھی وہاں کے بعض حالات کو افسوس کی نگاہ سے دیکھتی ہوں مثلاً مقامات متبرکہ کے مسمار کر دینے سے ہر گز اسلام کا کوئی فائدہ نہیں ہوا، سلطان ابن سعود ضرور غلطی پر ہے کیونکہ ہم اگر کوئی ایک آدھ معمولی کام بھی جرأت سے اپنی عمر میں کر گزرتے ہیں تو یہ امید ہمارے دل میں ہوتی ہے کہ ہماری یادگار قائم ہو گی چہ جائیکہ جنہوں نے تمدن اسلام

---

[96]) محمد مقتدیٰ شروانی النظر الاول، زاد السبیل، صفحہ:25 – 26، ماخوذ از کتاب: تاریخ نجد وحجاز، تالیف: مفتی محمد عبد القیوم قادری، صفحہ: 295۔

[97]) ہارون خان شروانی، نظرثانی زاد السبیل،صفحہ: 34، ماخوذ از کتاب: تاریخ نجد وحجاز، تالیف: مفتی محمد عبد القیوم قادری، صفحہ: 295۔

کی شان سے دنیا کی اصلاح کی، وہ کہ جن کی خاطر زمین و آسمان پیدا ہوئے، ان کی بعض ضروری یادگاریں زمین سے نابود کردی گئیں، مولدِ نبی (ص)، مولدِ فاطمہ (ع) کو مسمار کردیا گیا اور یہ فرمایا جاتا ہے کہ اس کی سند نہیں ہے کہ یہ وہی جگہ ہے، اگر اس کی سند نہیں تو ضرور مکہ میں کوئی جگہ تو وہ ہوگی جہاں یہ واقعات گزرے ان مقامات کی اینٹ سے اینٹ بجادینے سے ہر گز اسلام کو کوئی تقویت نہیں پہنچی۔ مولدِ فاطمہ (ع) میں غرباء کے بچوں کا مدرسہ تھا وہ کون سی بدعت تھی کہ اس کو بھی قائم نہ رہنے دیا گیا، اصل میں سلطان ابن سعود اپنی بادشاہی کے غرور میں آکر یہ سب کچھ کر رہے ہیں ان کو حد سے ہر گز نہیں گزرنا چاہیے ان کو پہلے اسلام کی ہر ملت کے قلبی احساسات کا لحاظ رکھتے ہوئے سلطنت کرنا مناسب ہے، آل سعود نے مقاماتِ مقدسہ کو مسمار کراکر اپنی کمزوری کا ثبوت دیا ہے، ہم شریف کی بے اعتدالیوں اور لاپرواہیوں سے نالاں تھے حنفی لوگ نجدیوں کے مظالم سے ہراساں ہیں۔([98])

صلاح الدین محمود لکھتے ہیں: سعودیوں نے حجاز پر قبضہ جمانے کے فوراً بعد سب سے پہلا جو کام کیا تھا وہ حجاز کے طول و عرض سے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام کو مٹانے کا تھا۔ مسجد نبوی، خانہ کعبہ کی مسجد اور اس کے علاوہ جہاں جہاں اور جس جس

---

[98]) راحیله شروانی، زاد السبیل،صفحه:2 -3۔ ماخوذ از کتاب: تاریخ نجد وحجاز، تالیف: مفتی محمد عبد القیوم قادری، صفحه: 295۔ ماخوذ از کتاب: تاریخ نجد وحجاز، تالیف: مفتی محمد عبد القیوم قادری، صفحه: 296۔

عمارت اور مسجد پر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کا نام مبارک نہایت ہی محبت سے خوبصورت خطاطی میں کندہ تھا، اس کو نہایت ہی بھونڈے انداز میں مٹا دیا گیا۔ ایمان، فن خطاطی اور دیگر فنون لطیفہ کے ان نادر نمونوں پر کہیں تارکول پھیر دیا گیا اور کہیں ان پر پلستر کر دیا گیا۔ اکثر اوقات لوہے کی چھینی اور ہتھوڑے کا استعمال کیا گیا۔

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام مٹانے کے لیے سعودیوں نے ایک باقاعدہ نظام کے تحت آنحضرت (ص) کی حیاتِ طیبہ سے منسلک تقریباً ہر تاریخی، جمالیاتی، روحانی، جسمانی اور معاشرتی نشان کو اپنی کم ظرفی اور گھٹیا عقیدے کا ہدف بنایا۔

جنت المعلی اور جنت البقیع کے قبرستان کی جس بھر بھری خاک میں حضرت عبدالمطلب، حضرت ابو طالب، ورقہ بن نوفل، حضرت خدیجہ الکبریٰ، حضرت عباس، حضرت حلیمہ سعدیہ، امہات المومنین، آپ کی صاحبزادی، آپ کے صاحبزادگان، اور خانوادہ رسول (ص) کے دیگر افراد، اصحاب کرام اور ان کے پورے پورے خاندان، مشائخ اور صوفیائے کرام، ناموارانِ اسلام اور دو جہانوں کی چار سمتوں سے محبت اور ایمان کی خاطر آئے ہوئے ان گنت مسلمان سکون اور شائستگی سے سوتے تھے، لوہے کی مشینری سے ہل چلا کر کھود ڈالے گئے، پھر بلڈوزر پھروا کر برابر کر دیے گئے، بعد میں جنت البقیع کے سامنے سڑک کے پار قائم شہداءِ کرام کے مزار سڑک کو چوڑا کروانے کی نذر ہو گئے۔

جب شکست و ریخت کا یہ وحشتناک عمل شروع ہوا تھا تو قبیلے کے سردار نے تُرکوں کی بنائی ہوئی گنبد خضراء والی مسجد نبوی کو گنبد خضراء سمیت منہدم کرنے کا اعلان کیا تھا پھر بہت بڑی بڑی اور طاقتور ترین مشینیں منگوائیں گئیں اور ایک ستون سے شروعات کی گئی دو ماہ تک یہ مشینیں اپنی پوری طاقت سے ایک ستون سے ٹکرا ٹکرا کر اس کو گرانے یا توڑنے کی کوشش کرتی رہی تھیں، مگر یہ ستون ذرہ برابر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا، آخر اس کی جڑوں کو تو باوضو حافظان قرآن ہنر مندوں کے ایمان، عشق اور نیت کے سیسے نے تھاما ہوا تھا، جب طاقتور ترین مشینوں کی دو ماہ کی مسلسل کوشش کے باوجود ایک ستون بھی اپنی جگہ سے ایک انچ برابر بھی نہ ہٹا تو مسجدِ نبوی کو منہدم کرنے کی یہ وحشتناک کوشش روک دی گئی۔

اگر کبھی برسر اقتدار لوگوں سے اس شکست و ریخت کے عمل کے بارے میں پوچھا تو اس برصغیر کے محبت کے مارے مسلمانوں کو اس لائق ہی نہیں سمجھا جاتا کہ ان کا کوئی جواب دیا جائے اگر کوئی مجبور کرے تو پھر دو الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں یعنی: توسیع اور شرک......(99)

99) یہ گفتگو کتاب ''نقش اول کی تلاش'' سے لی گئی ہے کہ جو صلاح الدین محمود نے اپنے 1390ھ اور 1391ھ کے سفر حجاز کے احوال کے بارے میں تحریر کی ہے۔

جنت البقیع کی تاریخ اور وہاں مدفون معصومین (ع)

جنت البقیع کو تباہ کرنے کے بعد وہابی رسول خدا حضرت **محمد** (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے روضہ مبارک کو بھی گرانے کے لیے بڑھے لیکن وہابیت کے منہ پر چڑھا ہوا اسلام کا خول اترنے کے ڈر سے اس کام سے باز رہے اور دوسری طرف پوری اسلامی دنیا میں ان کے خلاف غم وغصے کی ایک لہر دوڑ گئی کہ جس کی وجہ سے وہ اپنے اس ناپاک منصوبے کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔

جنت البقیع کو دو مرتبہ وہابیوں نے تباہ کیا، پہلی مرتبہ 1220 ہجری میں اور دوسری مرتبہ 1344 ہجری میں اور آج تک جنت البقیع کا قبرستان مظلومیت کی دُکھ بھری داستان کی صورت میں ویران پڑا ہے۔

ڈرا دھمکا کر لیا گیا فتویٰ

جب وہابیوں نے 1344 ہجری میں مکہ مدینہ اور اس کے گرد و نواح کے تمام علاقوں پر خون ریزی کے بازار گرم کرنے کے بعد قبضہ کر لیا تو وہ جنت البقیع میں موجود روضوں اور اہل بیت رسول (علیہم السلام) اور صحابہ کرام کے آثار کو ختم کرنے کے لیے دین میں لپٹا کوئی بہانہ تلاش کرنے لگے۔

حجاز اور دوسرے اسلامی ممالک میں موجود مسلمانوں کے غم و غصہ سے بچنے اور اپنے قبضہ کردہ علاقوں کو دوبارہ ہاتھوں سے نکلنے سے بچانے کے لیے یہ چال چلی کہ سب سے پہلے آل سعود کی حکومت نے جبراً مدینہ کے علماء سے قبروں کی تعمیر کے حرام ہونے کا فتویٰ لیا۔

فتوی لینے کے لیے وہابیوں کے مفتی اور قاضی القضاۃ سلیمان بن بلیھد کو مامور کیا گیا اس نے پہلے تو مدینہ کے بچے کھچے علماء کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور پھر ڈرا دھمکا کر مزاروں کی تعمیر کے حرام ہونے کا فتویٰ لکھوا لیا۔

سعودی حکومت نے اس فتوی کو بہانہ بن کر صحابہ کرام، معزز تابعین اور اہل بیت رسول (علیہم السلام) کی قبروں کی اہانت اور بے ادبی کی اور 8 شوال 1344 ہجری کو اہل بیت

جنت البقیع کی تاریخ اور وہاں مدفون معصومین(ع)

رسول (علیہم السلام)، صحابہ، تابعین اور بزرگ مسلمان ہستیوں کی قبروں اور مزارات کو مسمار کرکے پورے جنت البقیع کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔

جنت البقیع کے روضوں اور مزاروں میں جو کچھ بھی موجود تھا اسے ان وہابیوں نے ڈاکوؤں کی طرح لوٹا اور اس مقدس سرزمین کو تباہ و برباد کر دیا۔

جنت البقیع میں وہابیوں کے ہاتھوں تباہ ہونے والے مقامات

8شوال 1344 ہجری کو وہابیوں نے جنت البقیع اور اس سے باہر موجود جن مقدس مقامات کو تباہ و مسمار کیا ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

(1):- روضہ اہل بیت رسول (علیہم السلام) کہ جس میں (ایک روایت کے مطابق حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا)،) حضرت امام حسن (علیہ السلام)، حضرت امام زین العابدین (علیہ السلام)، حضرت امام محمد باقر (علیہ السلام)، حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب دفن تھے۔

وہابیوں نے اس مقدس روضہ کو تباہ کر دیا اور قبروں اور ضریحوں کو بھی توڑ دیا۔

(2):- رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے بیٹے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا مزار۔

(3):- رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ازواج مطہرات کا مزار۔

(4):- رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی پھوپھیوں کا مزار۔

(5):- حضرت اسماعیل بن امام جعفر صادق (علیہ السلام) کا مزار۔

(6):- جناب ابو سعید خدری کا مزار۔

(7):- حضرت فاطمہ بنت اسد کا مزار۔

(8):- حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ سلم) کے والد گرامی حضرت عبداللہ (علیہ السلام) کا مزار۔

(9):- حضرت حمزہ (علیہ السلام) کا مزار۔

(10):- جناب علی العریضی بن حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) کا مزار۔

(11):- جناب زکی الدین کا مزار۔

(12):- جنگ احد میں شہید ہونے والے جناب مالک ابو سعدؒ کا مزار۔

(13):- رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے دانتوں کے شہید ہونے کا مقام۔

(14):- حضرت عقیل بن ابی طالب کا مزار۔

(15):- حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) کا بیت الاحزان۔

(16):- امہات المؤمنین (سلام اللہ علیھن) کے مزارات۔

(17):- صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہ) کے مزارات۔

(18):- بزرگ اسلامی شخصیات اور علماء دین کے مزارات۔

یہ فہرست اتنی لمبی ہے کہ اس کو شمار کرنے کے لیے کئی جلدوں پر مشتمل الگ کتاب لکھنے کی ضرورت ہے، بس اتنا کہے دیتا ہوں کہ صحابہ کرام، تابعین، اور ان کے بعد آنے والے برگزیدہ مسلمانوں کی اکثریت جنت البقیع میں دفن ہوئی جن کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن وہابیوں نے ان سب کے مزارات کو تباہ کر دیا.....

وہابیوں کی بَربَریت اور اسلامی ورثے کی تباہی

سب سے پہلے ان وہابیوں نے مکہ، مدینہ اور دوسرے مقبوضہ علاقوں میں اسلامی آثار قدیمہ، قبور اور تمام مقدس مقامات پر یلغار کی اور سب کو منہدم کر دیا.....مکہ مکرمہ میں قبرستان معلی اور حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے مقام ولادت کو تباہ اور منہدم کیا اور وہاں سے ہر چیز کو لوٹ لیا.......

جنت البقیع میں موجود روضوں اور مزاروں کی ایک اینٹ بھی سلامت نہ رہی۔ حضرت حمزہ بن عبد المطلب (علیہ السلام) کی قبر اقدس پر بنی ہوئی مسجد کو تباہ کر کے ختم کر دیا گیا۔ مسجد حضرت فاطمہ زہراء (سلام اللہ علیہا) کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے روضہ مبارک کے سارے خزانے کو لوٹ لیا گیا اور اہل بیت رسول (علیہم السلام) کی قبروں کو منہدم کر دیا گیا اور کوئی مقدس مقام بھی ان وہابیوں کے ظلم و ستم اور بربریت سے محفوظ نہ رہ سکا۔

عون بن ہاشم کہتا ہے کہ جب وہابیوں نے طائف پر حملہ کیا تو میں نے خود کھجوروں کے درختوں کے درمیان انسانی خون کو نہر کے پانی کی طرح بہتے ہوئے دیکھا اور ان المناک اور غیر انسانی واقعات کا مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ اس سانحہ کے دو سال بعد تک بھی

جب میں بہتے ہوئے پانی کو دیکھتا تو مجھے وہ خون کی طرح سرخ لگنے لگتا۔

وہابیوں نے جس طرح سے مکہ و مدینہ اور دوسرے مقبوضہ علاقوں میں قتل و غارت گری کے بازار گرم کیے اس سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ ان وہابیوں کا پُرامن حقیقی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

ان وہابیوں نے ان جرائم کے ذریعے پوری دنیا میں اسلام جیسے پر امن، انسانیت نواز اور ترقی پسند مذہب کو بدنام کر کے رکھ دیا ہے وہابیوں کے ہاتھوں جو لوگ قتل ہوئے ان میں شافعی مفتی الشیخ زواوی، بنی شیبہ سے تعلق رکھنے والی خانہ کعبہ کی انتظامیہ اور بہت سے علماء شامل ہیں۔

وہابیوں کے قبضے سے پہلے مدینہ کے علماء نے قبروں پہ تعمیر سے منع کیوں نہ کیا؟ پہلے کیوں روضوں اور مقدس مقامات کو منہدم کرنے کا فتویٰ نہ دیا گیا؟ صدر اسلام سے لے کر آج تک علماء قبروں پر تعمیر کے بارے میں کیوں خاموش تھے؟ کیا پہلے شہداء اور صحابہ کرام کی قبروں پر تعمیر نہ تھی؟ کیا یہ مزار اور مقدس مقام اسلامی تاریخی ورثہ اور ہمارے اجداد کے تاریخی آثار نہ تھے؟ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا گھر اور آپ کا مقام ولادت، حضرت فاطمہ زہراء (علیہا السلام) کا گھر، ام البشر حضرت حوا (علیہا السلام) کی قبر کہاں ہے؟ کیا ان کی قبر ایک نادر تاریخی ورثہ نہ تھا؟ تاریخ بشریت کی سب سے پہلی خاتون

کا مقام دفن کہاں ہے؟ مدینہ میں موجود مسجدِ حضرت حمزہ (علیہ السلام) کہاں چلی گئی؟ حضرت حمزہ (علیہ السلام) کا وہ عالی شان مزار کہاں چلا گیا؟ کہاں......ہے؟ کہاں......ہے؟

اگر ہم مسلمان ہونے کے ناطے قرآن مجید کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ قرآن مومنین کی تعظیم کرتا ہے اور ان کی قبروں اور ان سے منسوب مقدس مقامات کا احترام کرتا ہے اور یہ چیز اسلام سے پہلے گزشتہ امتوں اور آسمانی مذاہب میں موجود تھی قرآن مجید میں اصحاب کہف کا واقعہ موجود ہے کہ جب تین سو نو سال گزرنے کے بعد اصحاب کہف کے بارے میں معلوم ہوا تو اس وقت اس علاقے میں کفر کا خاتمہ ہو چکا تھا اور توحید پرستی عام ہو چکی تھی۔ لہٰذا مومنین نے اصحاب کہف کے غار پر ہی مسجد بنائی تاکہ بت پرستی اور کفر کا مقابلہ کرنے والوں کی یاد سے خدا پرستی اور عبادت خدا کو فروغ حاصل ہو۔

اگر مومنین کی قبروں اور ان کے پاس مسجدیں بنانے کا شرک کے ساتھ کوئی تعلق ہوتا تو مومنین کبھی بھی اصحاب کہف کے پاس مسجد بنانے کا مشورہ نہ دیتے۔ اور قرآن کا بغیر کسی رد اور مذمت کے سورۃ کہف کی آیت نمبر 21 میں اس واقعہ کا فضیلت اور حق کی سربلندی کے طور پر ذکر کرنا کیا ان کے اس عمل کے جائز ہونے کی دلیل نہیں ہے؟

قرآن و سنت اور علماء کے اتفاق رائے سے مومنین کی قبروں کی تعمیر اور مقدس مقامات کی حفاظت جائز عمل ہے اور ان کی اہانت حرام ہے۔

وہابیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والی مساجد

جن مساجد کو وہابیوں نے شہید کیا ان میں سے چند مساجد کے نام یہ ہیں:

مسجد الکوثر، مسجد الجن، مسجد ابی قیس، مسجد جبل النور، مسجد الکبش، مسجد حمزہ

ان وہابیوں نے بے انتہا مساجد، مقدس مقامات، تاریخی گھروں، مزارات اور روضوں کو گرا کر ان کا نشان تک ختم کر دیا، رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے دادا حضرت عبدالمطلب (علیہ السلام)، حضور اکرم کے چچا حضرت ابو طالب (علیہ السلام)، ام المومنین حضرت خدیجہ (علیہا السلام) کے روضوں کو بغیر کسی شرم و حیا کے توڑ پھوڑ کر زمین سے ملا دیا، جس گھر میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور حضرت فاطمہ (علیہا السلام) اس دنیا میں تشریف لائے اس تاریخی گھر کو تباہ کر کے ختم کر دیا گیا۔ حضرت حواء (علیہا السلام) کے مزار کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ مکہ، مدینہ، طائف، جدہ اور اس کے گرد و نواح کے تمام علاقوں سے تمام مزاروں، تاریخی اور مقدس مقامات اور مساجد کو تباہ کر کے ختم کر دیا گیا۔

جنت البقیع کے بارے میں نبی کریم (ص) کا فرمان

احادیث میں مذکور ہے جنت البقیع میں دفن ہونے والوں میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ بعض روایات کی بناء پر ان میں سے ہر ایک کو اللہ سبحانہ وتعالی کی جناب سے ستر ہزار ایسے گناہگار بندوں کی شفاعت کا اِذن ملے گا جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہو گی۔

طبرانی نے کبیر میں، محمد بن سنجر نے اپنی مسند میں، اور ابن شبہ نے اخبار المدینہ میں عکاشہ کی بہن ام قیس بنت محصن کے بارے میں لکھا ہے:

أنَّها خَرَجَتْ مَعَ النَّبِيِّ (صلّى الله عليه وآله وسلم) إِلَى الْبَقِيْعِ، فَقَالَ: يُحْشَرُ مِنْ هٰذِهِ الْمَقْبَرَةِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا يَدخلون الجنة بغير حساب، وكان وجوههم القمر ليلة البدر. فقام رجل فقال: يا رسول الله، وأنا. فقال: وأنت، فقام آخر فقال: يا رسول الله وأنا. قال: سبقك بها عُكَّاشة، قال: قلت لها: لِمَ لم يقل للآخر؟ قالت: أراه كان منافق.

ترجمہ: ایک دن عکاشہ کی بہن رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے ہمراہ جنت البقیع میں گئی تو رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا: اس قبرستان سے ستر ہزار افراد جنت میں بغیر حساب کتاب کے داخل ہوں گے اور ان کے چہرے چودہویں کے چاند کی طرح ہوں

گے۔ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول کیا میں بھی ان جنتیوں میں شامل ہوں؟ تو رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم بھی ان میں شامل ہو۔ پھر ایک اور آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ تو رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: عکاشہ پہلے جنت میں جائے گا۔راوی کہتا ہے کہ میں نے ام قیس سے پوچھا کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دوسرے شخص کو پہلے شخص والا جواب کیوں نہیں دیا؟ تو ام قیس نے کہا: کیونکہ میرے خیال کے مطابق وہ منافق تھا۔

ابن شبہ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا غلام ابو موہبہ کہتا ہے:

قال: أهبّني رسول الله . صلّى الله عليه وآله وسلم . من جوف الليل، فقال: (إني أمرت أن أستغفر لأهل البقيع فانطلق معي)، فانطلقت معه، فلما وقف بين أظهرهم قال: (السلام عليكم يا أهل المقابر، ليهنَ لكم ما أصبحتم فيه مما أصبح الناس فيه، أقبلتِ الفتنُ كقطع الليل المظلم يتبع آخرها أولها، الآخرة شر من الأولى) ثم استغفر لهم طويلاً .

ثم قال: (يا أبا موهبة، إني قد أوتيتُ مفاتيح خزائن الدنيا والخلد فيها، فخيرت بين ذلك وبين لقاء ربي ثم الجنة)، قلت: بأبي وأمي خذ مفاتيح خزائن الدنيا والخلد فيها ثم الجنة، قال: (لا والله يا أبا موهبة، لقد

اخترت لقاء ربی ثم الجنة)

ثم رجع رسول الله. صلّى الله عليه وآله وسلم. فبدأ به وجعه الذى قبض فيه.

ترجمہ: حضور اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا غلام ابو موھبہ کہتا ہے کہ ایک رات رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے مجھ سے فرمایا: مجھے اہل بقیع کے لیے طلب مغفرت کا حکم دیا گیا ہے پس تم بھی میرے ساتھ چلو۔ ابو موہبہ کہتا ہے کہ میں آپ (ص) کے ساتھ بقیع کی طرف روانہ ہوا اور جب ہم جنت البقیع پہنچے تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: السلام عليكم يا أهل المقابر، ليهنَ لكم ما أصبحتم فيه مما أصبح الناس فيه، أقبلتِ الفتنُ كقطع الليل المظلم يتبع آخرها أولها، الآخرة شر من الأولى

اس کے بعد حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بہت دیر تک اہل بقیع کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ پھر حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے ابو موہبہ مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اور اس دنیا میں ہمیشہ کے لیے بقاعطا کی گئی ہے اور مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ یا تو میں اس کو قبول کر لوں یا پھر خدا کی ملاقات کو منتخب کر لوں اور ان کے بعد پھر جنت میں جاؤں۔

ابو موہبہ کہتا ہے کہ میں نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ دنیا کے خزانوں کی چابیاں لے لیں اور اس دنیا میں ہمیشہ باقی رہیں اور

پھر جنت میں چلے جائیں۔ تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: خدا کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا اے ابو موہبہ میں نے خدا کی ملاقات اور پھر جنت کو اختیار کر لیا ہے۔

اس کے بعد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) واپس آئے اور بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول کریم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) باہر نکل گئے تو میں نے بریرہ کو ان کے پیچھے روانہ کیا کہ دیکھے رسول کریم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کہاں تشریف لے گئے ہیں؟

بریرہ نے واپس آ کر جواب دیا: رسول کریم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) قبرستان بقیع الغرقد کی جانب تشریف لے گئے اور بقیع میں کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھائے دعا کر رہے ہیں۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں: جب صبح ہوئی تو میں نے رسول کریم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول رات آپ کہاں نکل گئے تھے؟

تو رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: مجھے اہل بقیع کے لیے دعا کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا"(100)۔

---

[100]) سنن النسائي ، كتاب الجنائز ، باب الامر بالاستغفار للمؤمنين

حدیث نبوی کی روسے جس کسی کی مدینہ منورہ میں وفات ہو اور بقیع میں تدفین کی سعادت نصیب ہو وہ حضرت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم) کی شفاعت سے ضرور بہرہ مند ہو گا۔

سید المرسلین (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) اہل بیت اور صحابہ اکرام کی قبروں پر حاضر ہوا کرتے تھے اور یہ اہتمام آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی ذاتی خواہش ور غبت سے نہیں تھا بلکہ وحی الہی سے انجام دیتے تھے ایک اور روایت میں وارد ہوا ہے کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا آپ کا پروردگار آپ کو حکم دے رہا ہے کہ اہل بقیع کے پاس آیا کریں اور ان کے لئے استغفار کیا کریں۔

حضرت عائشہ نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) سے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) اگر میں بقیع میں جاؤں تو وہاں جا کر کیا کہا کروں ؟ فرمایا کہا کرو! اے مومنین و مسلمین کی بستی کے رہنے والو تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالی ہم میں سے پہلے چلے جانے والوں اور پیچھے رہ جانے والوں پر رحمت نازل کرے اور ہم بھی ان شاءاللہ تم لوگوں سے ملنے ہی والے ہیں ([101])۔

---

[101] : صحیح مسلم/ج11/ص974

جنت البقیع کی تاریخ اور وہاں مدفون معصومین (ع)

علامہ زرقانی نے کعبِ احبار سے نقل کیا ہے کہ جنت البقیع ایک گنبد والے مزار کی طرح ہے جس پر مستقل فرشتوں کی ایک جماعت اس بات پر مامور ہے کہ جب بقیع کا قبرستان اموات سے پُر ہو جائے تو وہ اس کو جنت میں الٹ دیں۔

بعض کتب فضائل میں یہ حدیث نقل ہے کہ بقیع اور عسقلان یہ دونوں قبرستان آسمان والوں کے لیے ایسے روشن و چمکدار ہیں جیسے زمین والوں کے لیے آسمان پر چاند وسورج روشن ہیں۔

عام طور پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر جمعرات کو اہل بقیع کی زیارت فرماتے تھے اس لیے حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے روضہ مبارک اور اہل بقیع کی زیارت کرنا روزانہ یا کم از کم جمعرات اور جمعہ کو مستحب ہے۔

بقیع میں جب داخل ہوں تو یہ کہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ۔

ترجمہ: اے اس گھر کے رہنے والے مومنین و مسلمین تم پر اللہ کی سلامتی نازل ہو، ہم سے پہلے جو گزر چکے ہیں اور بعد میں جو آنے والے ہیں ان پر اللہ تعالی رحم فرمائے، اور ان شاء اللہ ہم ضرور تم سے ملنے والے ہیں، ہمارے لیے اور تم سب کے لیے اللہ تعالی سے عافیت مانگتا ہوں، اے اللہ بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرمادے، اے اللہ ہماری مغفرت فرما اور ان کی مغفرت فرما، پروردگار ہم کو ان کے اجر سے محروم مت فرما اور ان کے بعد ہم کو آزمائش و فتنہ میں مبتلا مت فرما۔

آسمانی مذاہب میں مقاماتِ مقدسہ کے احترام کا حکم

جنت البقیع پر اس ناپاک جسارت کا سیاسی مفادات اور اسلام دشمنی کے علاوہ کوئی شرعی جواز نہیں ہے۔ اسلام سمیت تمام آسمانی مذاہب اپنے اپنے دینی آثار قدیمہ، مقامات مقدسہ اور بزرگ مذہبی شخصیات کی قبروں کی حفاظت، دیکھ بھال، احترام اور قدسیت کا حکم دیتے ہیں اور ان کی بے ادبی کرنے کو بہت بڑا جرم اور گناہ سمجھتے ہیں۔

تاریخی کتابوں میں ملتا ہے کہ یہودیوں کا سب سے بڑا عالم رأس الجالوت مصعب بن زبیر کے ساتھ مدینہ آیا تو جب وہ جنت البقیع کے پاس پہنچا تو اس نے کہا یہ تو (کفتہ) ہے میں اس پر قدم نہیں رکھوں گا۔ مصعب بن زبیر نے اس سے پوچھا: یہ کفتہ کیا ہوتا ہے؟ تو رأس الجالوت نے کہا: یہ ایک مقدس قبرستان ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر تورات میں کیا ہے۔ پس رأس الجالوت اس مقدس قبرستان کے احترام کے خاطر اس میں سے نہ گزرا۔ (102)

روایت میں ہے کہ جب امام حسین (علیہ السلام) کا سر مبارک یزید ملعون کے دربار

---

102) الدرة الثمينة في أخبار المدينة، مؤلف: محب الدين أبو عبد الله محمد بن محمود بن الحسن المعروف بابن النجار (المتوفى: 643هـ) ،الباب السابع عشر في ذكر البقيع وفضله، صفحة: 164، ناشر: شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم،

میں پیش کیا گیا تو یزید ملعون نے چھڑی کو امام حسین (علیہ السلام) کے دانتوں اور ہونٹوں پر مارنا شروع کر دیا۔ اس وقت دربار میں روم کا سفیر بھی تھا اس نے یزید سے پوچھا یہ کس کا سر ہے؟ تو یزید نے کہا یہ حسین بن علی کا سر ہے۔ تو روم کے سفیر نے کہا: کیا یہ تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہے؟ تو یزید نے کہا: ہاں یہ ہمارے پیغمبر کا ہی نواسہ ہے۔ یہ بات سن کر روم کے سفیر نے کہا: لعنت ہو تم پر اے یزید، ہم عیسائیوں کے نبی حضرت عیسی ابن مریم (علیہما السلام) کی سواری کے قدموں کا نشان ہمارے ایک علاقے میں ہیں جنھیں ہم نے محفوظ رکھا ہوا ہے اور ہم ہر سال وہاں جا کر حج کرتے ہیں اور اس کو انتہائی مقدس سمجھتے ہیں اور تم اپنے رسول کے نواسے کو قتل کر کے خوشیاں مناتے ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ تم گمراہ اور باطل گروہ ہو۔ سفیرِ روم کی گفتگو سن کر یزید کو غصہ آگیا اور اس نے روم کے سفیر کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ پس سفیرِ روم امام حسین (علیہ السلام) کے سر مبارک کی طرف متوجہ ہو کر اسلام لایا اور اصلی اسلام کی حالت میں شہید ہوا۔

آپ نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی سواری کے قدم کا نشان زمین پر جس جگہ بنا وہاں جانا اس کی زیارت کرنا عیسائیوں کے نزدیک حج کا درجہ رکھتا ہے عیسائی اس جگہ کو انتہائی مقدس اور قابل احترام سمجھتے ہیں کیونکہ آسمانی مذاہب دینی آثار کی حفاظت اور احترام کو واجب سمجھتے ہیں جبکہ یہ نام نہاد مسلمان اور دین کے ٹھیکیدار اسلام کے بزرگوں اور خاندانِ رسالت کی قبروں، مزاروں اور گھروں کو تباہ اور مسمار کرتے ہیں،

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی دنیا میں آمد کے مقام اور روضہ مبارک پر جسارت کرتے ہیں۔

وہابیوں کا سب سے بڑا مفتی ابن باز مسجد نبوی میں نہیں جاتا تھا اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے روضہ کی طرف اشارہ کر کے کہتا تھا کہ یہ روضہ بت خانہ ہے اور اس کا گنبد بت ہے اور اس کو گرا دینا چاہیے اور جب تک یہ بت موجود ہے میں مسجد نبوی میں نہیں جاؤں گا۔ان وہابیوں کی یہ باتیں زیادہ تعجب خیز نہیں ہیں کیونکہ یہ وہابی ان لوگوں کی پیروی کرتے ہیں جنہوں نے ابتدا سے ہی اسلام کو شدت پسند مذہب بنانے اور اسے بدنام کرنے کی بنیاد رکھی۔

وہابیوں نے جنت البقیع اور مقامات مقدسہ کو کیوں تباہ کیا

جنت البقیع کو شہید کرنے اور وہاں موجود آئمہ اطہار (علیہم السلام) کے روضوں کو تباہ کرنے کے جرم کے پیچھے بہت سے مقاصد و اسباب ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

اسلام کا خاتمہ:

اسلام دشمن طاقتوں کے دستر خوان کی بچی کچی ہڈیوں پر پلنے والے دہشت گردوں نے اسلام کا نام و نشان مٹانے کے لیے ہر ممکن طریقے سے اسلامی تہذیب و تمدن اور تاریخ اسلام کی یاد دلانے والی ہر چیز کو مسمار کر دیا اور اسلامی تاریخ کے تمام آثار قدیمہ کو تباہ و برباد کر دیا کیونکہ جب کسی شے کے وجود کو مٹانا ہو تو اس کے آثار کو پہلے مٹایا جاتا ہے لہٰذا وہابیوں نے مسلمانوں کی بزرگ شخصیات کے مزاروں اور اصلی اسلام کی یادگاروں کو تہ تیغ کر دیا تاکہ ان یادگاروں کے ذریعے اصلی اسلام تک کوئی نہ پہنچ سکے۔

اگر ہم تاریخ کا بغور مطالعہ کریں اور ان المناک واقعات کا اچھے طریقے سے جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہو گا ان یادگاروں کی تباہی کے پیچھے اسلام دشمن عناصر کے مشورے بھی شامل ہیں یہی وجہ ہے کہ جب وہابیوں نے خیبر پر قبضہ کیا تو انہوں نے قلعہ خیبر اور باب خیبر کو ریزہ ریزہ کر دیا کیونکہ اس قلعے کا وجود ان کے لیے ذلت و رسوائی کی زندہ یاد

گار اور مجسم تاریخ تھا۔

اہل بیت رسول (ص) سے دشمنی:

یہ ایک واضح بات ہے کہ اہل بیت رسالت سے دشمنی ان وہابیوں کی رگ رگ میں بسی ہوئی ہے حضرت علی (علیہ السلام) اور ان کی اولاد سے بغض و حسد اور کینہ ان کو وراثت میں ملا ہے ان وہابیوں نے روضوں کو گرانے اور اپنے تمام غیر اسلامی کاموں کے لیے اپنا پیر و مرشد ابن تیمیہ کو بنایا ہوا ہے اور یہ ابن تیمیہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کے خلیفہ علی بن ابی طالب کا اسلام ہی صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ بچپن کی حالت میں اسلام لائے تھے۔

ذکر اہل بیت (ع) پہ یلغار:

کسی بھی انسان کی نیک سیرت اور زہد و تقوی کی وجہ سے جب لوگ اس کا احترام اور تقدیس کرتے ہیں تو اس سے معاشرے میں اور خدا کے نزدیک اس کی حیثیت اور اہمیت واضح ہوتی ہے اور اس بات پر شاہد وہ قصہ ہے کہ جو حضرت امام زین العابدین (علیہ السلام) کے بارے میں کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک سال ہشام بن عبد الملک اپنے بے شمار غلاموں، نگہبانوں اور حکومتی افراد کے ساتھ حج کے لیے مکہ آیا لیکن جب وہ حجر اسود کے پاس جانے لگا تو لوگوں کی کثرت اور رش کی وجہ سے حجر اسود تک نہ پہنچ سکا اور ایک

طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ اسی دوران حضرت امام زین العابدین (علیہ السلام) تنہا حجر اسود کی طرف بڑھے تو حاجیوں نے فوراً ان کے لیے راستہ بنا دیا اور ان کے ہاتھوں اور کپڑوں کو چومنا شروع کر دیا اور برکت کے لیے اپنے ہاتھوں کو ان سے مس کرنے لگے اور اس طرح امام سجاد (علیہ السلام) بغیر کسی دقت کے حجر اسود تک پہنچ گئے۔ جب ہشام بن عبد الملک کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک شخص نے یہ حالت دیکھی تو ہشام سے پوچھا: یہ کون ہستی ہیں کہ جن کا لوگ اتنا احترام کرتے ہیں تو ہشام نے اپنے بغض و کینہ کی وجہ سے کہا: میں اس کو نہیں جانتا۔ (حالانکہ ہشام خوب اچھی طرح سے امام سجاد (علیہ السلام) کو جانتا اور پہنچانتا تھا لیکن پھر بھی اس نے جھوٹ بولا کہ کہیں ان شامیوں کے دل میں امام سجاد (علیہ السلام) کی ہیبت و جلالت نہ بیٹھ جائے) وہاں ساتھ ہی فرزدق بھی بیٹھا ہوا تھا اس نے جب ہشام کی یہ بات سنی تو کھڑا ہو گیا اور امام سجاد (علیہ السلام) کے فضائل و مناقب پر مشتمل قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا اس قصیدے کے دو اشعار یہ ہیں:

هذا الذی تَعرِفُ البطحاءُ وطأته ٭ والبیتُ یعرفُهُ والحِلُّ والحَرَمُ

یہ وہ شخصیت ہیں جن کے نشانِ قدم کو بھی وادیٔ بطحاء (مکہ) پہنچانتی ہے، انھیں خانہ کعبہ، حرم اور حرم سے باہر کا سارا علاقہ پہنچانتا ہے.

هذا ابن خیرِ عبادِ اللهِ کُلهمُ ٭ هذا التقی النقی الطاهر العلمُ

یہ تمام بندگانِ خدا میں سے بہتر وافضل ہستی کے فرزند ہیں، یہ متقی وپرہیزگار پاک وپاکیزہ اور پرچمِ ہدایت ہیں۔

لوگوں کے نزدیک عظیم ہستیوں اور شخصیات کے عزت واحترام اور تقدیس کا ایک طریقہ ان کے آثار کی حفاظت اور قبروں کی تعمیر بھی ہے۔ کسی بھی شخص کے آثار کی حفاظت اور ان کی قبر کی عظیم الشان تعمیر ان کی منزلت پر دلالت کرتی ہے اور چونکہ مکہ اور مدینہ میں ہر سال حج و عمرہ اور زیارات کے لیے بہت زیادہ لوگ آتے ہیں لہٰذا اگر جنت البقیع میں یہ روضے باقی رہتے تو ہر آنے والا ان کی طرف متوجہ ہوتا اور ان کی منزلت کے بارے میں تحقیق کرتا اور اِدھر اُدھر سے سوال کرنے کی صورت میں اسے وہی جواب ملتا کہ جو فرزدق نے ہشام کو دیا تھا اور تحقیق کے بعد جب ان ہستیوں کی پوری دنیا سے زیادہ عظمت اور افضلیت کا اس کو علم ہوتا تو اس کی عقل اسے ان کے مذہب کی طرف مائل کرتی۔ پس وہابیوں نے ان کے ذکر کو ہی ختم کرنے کے لیے ان کے تمام آثار اور قبروں کو مسمار کر دیا۔

حسد:

حاسد کسی مومن و مسلم کے پاس کسی نعمت کے وجود کو نہیں دیکھ سکتا حاسد کی پوری

کوشش ہوتی ہے کہ وہ کسی طریقے سے اس نعمت کو ختم کرے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے سورۃ فلق کی پانچویں آیت میں حاسدوں کے حسد سے بچنے کے لیے خدا کی پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن مجید کی بہت سی آیات میں حسد کی وجہ سے رونما ہونے والے جرائم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے مثلا قابیل کا جناب ہابیل کو قتل کرنا اور جناب یوسف کے بھائیوں کا ان پر ظلم و ستم کرنا فقط حسد کی وجہ سے ہی تھا۔

اسی طرح نام نہاد مسلمانوں کی طرف سے اہل بیت (علیہم السلام) پر اتنے ظلم و ستم کرنے کا سبب بھی حسد ہی تھا۔

سورۃ نساء کی آیت نمبر 54 کے بارے میں امام محمد باقر (علیہ السلام) سے دریافت کیا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں اس آیت میں کہا گیا ہے کہ لوگ ان سے ان کے فضل و کمال کی وجہ سے حسد کریں گے کہ جو اللہ تعالیٰ نے انھیں عطا کیا ہے؟ تو امام محمد باقر (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ہم اہل بیتِ رسول ہی وہ لوگ ہیں کہ جن سے خدا کے عطا کردہ فضل و کمال کی وجہ سے حسد کیا جاتا ہے۔

ان وہابیوں نے جب یہ دیکھا کہ اہل بیت (علیہم السلام) کے یہ عظیم الشان روضے،

اور بلند و بالا خوبصورت گنبد ان کی عظمت و جلالت پہ دلالت کرتے ہیں اور ان کی وجہ سے انھیں پوری دنیا میں بلند حیثیت حاصل ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ان وہابیوں اور ان کے سرکردہ لوگوں کا نام و نشان تک نہیں ہے تو ان کے دل میں حسد و کینہ کی گندگی نے جوش مارا اور اتنے بڑے غیر انسانی، غیر شرعی اور غیر اخلاقی جرائم پہ آمادہ کر دیا۔

وہابیوں کے جرائم سے لوگ لاعلم کیوں ہیں؟

آج کے اس دور میں اس المناک سانحہ اور وہابیوں کے جرائم کے بارے میں لوگوں کی لاعلمی کی وجہ مصادر کی کمی نہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ استعماری طاقتوں اور وہابی فکر حکمرانوں نے اس سانحہ کو ہر ممکن طریقے سے دبانے اور مخفی رکھنے کے لیے تمام تر وسائل کو استعمال کیا اور کر رہے ہیں تاکہ ایک جانب وہابیوں کا اصل چہرہ اور اس کے ساتھ جڑے ہوئے استعماری مقاصد چھپے رہیں۔ جبکہ دوسری جانب لوگ جنت البقیع اور دوسرے مقدس مقامات کو ویران اور اجڑا ہوا دیکھنے کے عادی بن جائیں جس سے لوگوں کی نظروں میں اس مقدس قبرستان کی اہمیت آہستہ آہستہ ختم ہو جائے اور یہاں دفن ہونے والوں کی منزلت کو بھی لوگ بھول جائیں۔

جنت البقیع میں مدفون بعض ہستیوں کا تعارف

خداوند متعال کی طرف سے زمین کے کسی حصے کو مقدس و مکرم قرار دینے کے پیچھے کوئی ایسا راز ہوتا ہے کہ جسے سوائے خدا اور اس کے منتخب کردہ بندوں کے کوئی نہیں جانتا۔

خداوند متعال کی طرف سے مقدس و مکرم قرار دیئے گئے زمینی خطوں میں سے ایک جنت البقیع بھی ہے کہ جس کو خداوند کریم نے بہت سی عظیم شخصیات کا مقام دفن قرار دیا ہے ان ہستیوں میں معصوم بھی ہیں کہ جو خدا کی طرف سے مخلوق پر حجت ہیں، ان ہستیوں میں مہاجرین بھی ہیں کہ جنہوں نے ہر چیز کو دین الٰہی کی راہ میں قربان کر دیا، ان ہستیوں میں انصار بھی ہیں کہ جنہوں نے کلمہ توحید کی سربلندی کے لیے قیمتی سے قیمتی شے کو بھی خرچ کرنے سے دریغ نہ کیا۔ ہم جنت البقیع میں مدفون شخصیات میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں کہ جنہوں نے اسلام کی ترویج و تبلیغ میں اہم کردار ادا کیا:

صحابیِ رسول جناب عثمان بن مظعون

ابو سائب عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حزافہ بن جمح بن عمرو بن حصیص بن کعب بن لوی بن غالب جمحی قریشی اس زمانہ میں پیدا ہوئے کہ جب ہر طرف

جہالت کا اندھیرا پھیلا ہوا تھا، انسانیت پستی کے گڑھوں میں گری پڑی تھی، ظلم و جور اور انسانی حقوق کی پامالی کا دور دورہ تھا لیکن اس عظیم صحابی رسول نے اپنے زمانے سے کوئی اثر نہ لیا اور نہ ہی اپنے اہلِ زمانہ کے راستے پر چلے بلکہ انہوں نے اپنی عقل کو اپنا رہنما قرار دیا اور عقلاء، حکماء اور دانا لوگوں کی سیرت و کردار کو اختیار کیا ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں عربوں میں ان کا شمار دانا ترین لوگوں میں ہوتا تھا۔

جناب عثمان بن مظعون (رضوان اللہ علیہ) تیرہ افراد کے بعد اسلام لائے پس چند افراد کے ساتھ مل کر حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور اپنی شریعت سے آگاہ کیا جس پر سب کے سب افراد مسلمان ہو گئے اور ایمان لے آئے۔ یہ واقعہ بیت ارقم میں داخل ہونے اور وہاں کی دعوت سے پہلے کا ہے۔

مہاجرین میں سے سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن ہوئے، آپ کا شمار سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں ہوتا ہے، آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر وہاں سے مدینہ آ گئے، جنگ بدر میں شرکت کی اور حق کی نصرت اور سربلندی کے لیے شجاعت کے جوہر دکھائے، آپ عبادت گزاری میں معروف تھے آپ سارا دن روزہ رکھتے اور رات کو خدا کی عبادت کرتے۔

جب آپ کی وفات ہوئی تو رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے آپ کی میت کا بوسہ لیا اور بہت گریہ کیا، جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے پوچھا گیا کہ ان کو کہاں دفن کریں؟ تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: انھیں جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ پھر حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود ان کے لیے قبر بنائی اور قبر کے قریب علامت نصب کی تاکہ جو بھی ان کے اہل بیت میں سے انتقال کرے اسے وہاں دفن کیا جائے۔

جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے فرزند حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا انتقال ہوا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: سلف صالح عثمان بن مظعون کے ساتھ جا ملا اور جب جناب ابراہیم (علیہ السلام) کو جناب عثمان بن مظعون (رضوان اللہ علیہ) کے پہلو میں دفن کر دیا گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: عثمان بن مظعون ہمارے گزرے ہوئے افراد میں سے بہت ہی اچھے تھے۔

تاریخ دانوں کا کہنا ہے کہ جنت البقیع میں سب سے پہلے جناب عثمان بن مظعون (رضوان اللہ علیہ) کو دفن کیا گیا اور روایت میں ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے حکم دیا کہ جناب عثمان بن مظعون (رضوان اللہ علیہ) کی قبر پر کپڑا ڈالا جائے اور یہ وہ پہلی قبر تھی کہ جس پر چادر چڑھائی گئی، حضور (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے خود قبر پر پانی چھڑکا تھا اور آپ وقتاً فوقتاً جناب عثمان بن مظعون (رضوان اللہ علیہ) کی قبر کی زیارت کے لیے آیا کرتے تھے۔

جناب محمد ابن حنفیہ

آپ حضرت علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) کے بیٹے ہیں اور آپ کے ابن حنفیہ کے نام سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی والدہ جناب خولہ کا تعلق بنی حنفیہ کے قبیلہ سے تھا لہٰذا یہی نسبت زیادہ معروف ہو گئی۔ جناب محمد بن حنفیہ (رضوان اللہ علیہ) انتہائی دانا اور دلیر ترین انسان تھے جنگ جمل میں حضرت امیر المومنین (علیہ السلام) کے لشکر کا علم جناب محمد بن حنفیہ (رضوان اللہ علیہ) کے ہاتھ میں تھا۔

ایک دفعہ کسی شخص نے جناب محمد بن حنفیہ (رضوان اللہ علیہ) سے کہا: کہ تمہارے بابا تمہیں جنگ کے میدان بھیجتے ہیں لیکن حضرت امام حسن (علیہ السلام) اور حضرت امام حسین (علیہ السلام) کو کیوں نہیں جنگ کے لیے بھیجتے؟ تو جناب محمد بن حنفیہ (رضوان اللہ علیہ) نے اسے جواب دیتے ہوئے فرمایا: میں اپنے بابا کا ہاتھ ہوں جبکہ امام حسن (علیہ السلام) اور امام حسین (علیہ السلام) میرے بابا کی آنکھیں ہیں اور انسان اپنے ہاتھ سے ہی اپنی آنکھوں کو ضرر سے بچاتا ہے۔

جناب مختار کی کوفہ پر حکومت کے زمانے میں عبد اللہ بن زبیر نے جناب محمد بن حنفیہ (رضوان اللہ علیہ) اور بنی ہاشم کے بہت سے افراد اور ان کے چاہنے والوں کو بیعت نہ

کرنے کا بہانہ بنا کر گرفتار کر لیا عبد اللہ بن زبیر کا ارادہ تھا کہ ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کر کے آگ لگا دے۔

جناب محمد حنفیہ (رضوان اللہ علیہ) نے کسی طریقے سے جناب مختار کو خط بھیجا اور ان سے مدد طلب کی جس پر جناب مختار نے فوری طور پر ایک لشکر کو مکہ روانہ کیا اور جب یہ لشکر مکہ پہنچا تو اس نے (یالثارات الحسین) کا نعرہ بلند کر کے زندان پر حملہ کر دیا اور جناب محمد بن حنفیہ (رضوان اللہ علیہ) اور ان کے ساتھیوں کو عبد اللہ بن زبیر سے نجات دلائی۔ لشکر والوں نے جناب محمد بن حنفیہ (رضوان اللہ علیہ) سے کہا: کہ آپ ہمیں اس خدا کے دشمن ابن زبیر سے جنگ کی اجازت دیں تا کہ اس کے شر کو ختم کر دیا جائے لیکن جناب محمد بن حنفیہ (رضوان اللہ علیہ) نے فرمایا: مکہ مکرمہ حرم خدا ہے اس میں جنگ کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت امیر المومنین (علیہ السلام) نے اپنی شہادت سے پہلے حضرت امام حسن (علیہ السلام) کو وصیت کی کہ اپنے بھائی محمد کا خیال رکھنا اور فرمایا: میں تمہیں تمہارے بھائی محمد کے لیے نیکی و بھلائی کی وصیت کرتا ہوں یہ تمہارا بھائی اور تمہارے بابا کا بیٹا ہے اور تم جانتے ہو کہ میں اس سے کتنی محبت کرتا ہوں۔

جناب محمد بن حنفیہ نے 65 سال کی عمر میں 81 ہجری میں وفات پائی اور اس وقت عبد الملک بن مروان برسر اقتدار تھا۔

حضور اکرم(ص) کی پھوپھیوں کے مزار

مرکزی دروازے سے داخل ہونے کے بعد تقریباً 15 میٹر کے فاصلے پر رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی پھوپھیوں جناب صفیہ اور جناب عاتکہ کی قبریں ہیں اس جگہ کو "بقیع العمات" کہا جاتا ہے۔

جناب صفیہ: جناب صفیہ بنت عبد المطلب (رضوان اللہ علیہا) انتہائی شجاع اور صاحب شہامت خاتون تھیں جنگ خندق کے دوران بنی قریظہ کا ایک یہودی مسلمانوں کی خواتین کی جاسوسی کر رہا تھا، جب اسے دیکھا گیا تو جناب صفیہ (رضوان اللہ علیہا) نے حسان بن ثابت سے کہا کہ اسے قتل کر دو لیکن وہ اس یہودی سے ڈر گیا جس پر جناب صفیہ (رضوان اللہ علیہا) خود مقابلے کے لیے نکلیں اور اس یہودی کو قتل کر دیا۔

جنگ احد کے دوران جناب صفیہ بنت عبد المطلب (رضوان اللہ علیہا) نے شجاعت کی عظیم تاریخ رقم کی آپ جنگ سے بھاگنے والے مسلمانوں کو پکار پکار کر مسلسل جنگ کے لیے بلاتی رہیں اور اپنے نیزے کے ساتھ دشمنوں پر پے در پے حملے کر کے مشرکین کو واصلِ جہنم کرتی رہیں۔

جناب صفیہ بنت عبد المطلب (رضوان اللہ علیہا) جس طرح سے انتہائی شجاع و دلیر تھیں

اسی طرح صبر کا بھی پہاڑ تھیں جب جنگ احد میں انھیں ان کے بھائی جناب حمزہ (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر دی گئی تو انہوں نے فرمایا: خدا کی راہ میں یہ بہت ہی کم ہے خدا ہم سے اسی قلیل کے بدلے میں راضی ہو اور ہمیں صبر عطا کرے۔ جب جناب صفیہ (رضوان اللہ علیہا) اپنے بھائی جناب حمزہ (علیہ السلام) کے جنازے پر آئیں تو انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور ان پر نماز پڑھی۔

جناب صفیہ (رضوان اللہ علیہا) نے 20 ہجری میں وفات پائی اور اس وقت آپ کی عمر 73 سال تھی۔

جناب عاتکہ: جناب عاتکہ بنت عبد المطلب (رضوان اللہ علیہا) اسلام لانے کے بعد مدینہ آ گئیں۔ زمانہ جاہلیت میں ان کی شادی ابی امیہ بن مغیرہ مخزومی سے ہوئی جس کے بعد آپ کے ہاں عبد اللہ، زہیر اور ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام قریبہ تھا۔

روایت میں ہے جنگ بدر سے پہلے آپ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک گھوڑا سوار نے کوہ ابو قبیس سے ایک پتھر لے کر پھینکا اور یہ پتھر ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا اور بنی زہرہ کے گھر کے علاوہ قریش کے تمام گھروں میں اس کے ٹکڑے آ کر گرے۔ جب جنگ بدر ہوئی تو خدا نے ان کا یہ خواب سچ کر دیکھایا اور قریش کو مسلمانوں کے ہاتھوں شدید نقصان اور خسارے اٹھانے پڑے۔ جناب عاتکہ (رضوان اللہ علیہا) وفات کے بعد اپنی

بہن جناب صفیہ (رضوان اللہ علیہا) کے پہلو میں دفن ہوئیں۔ کہا جاتا ہے کہ اسی جگہ پر رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ایک تیسری پھوپھی جمانہ بنت عبدالمطلب بھی دفن ہیں۔

حضرت محمد (ص) کے بیٹے جناب ابراہیم

جناب ابراہیم (علیہ السلام) کی والدہ جناب ماریہ قبطیہ (رضوان اللہ علیہا) ہیں اور آپ سات ہجری میں پیدا ہوئے، ولادت کے وقت ان کے ساتھ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ایک کنیز موجود تھیں کہ جس نے اپنے شوہر ابو رافع کو بتایا کہ جناب ماریہ قبطیہ (رضوان اللہ علیہا) کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے، ابو رافع جلدی سے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں بیٹے کی خوشخبری سنائی۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے ان کا نام ابراہیم رکھا اور ولادت کے سات دن بعد عقیقہ کیا اور ان کے سر کے بال منڈوا کر ان کے وزن کے برابر چاندی مساکین کو صدقہ کے طور پر دی اور بالوں کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

لیکن تقریباً ڈیڑھ سال کی عمر میں جناب ابراہیم (علیہ السلام) کا انتقال ہو گیا اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے انھیں جنت البقیع میں جناب عثمان بن مظعون (رضوان اللہ علیہ) کے پاس دفن کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد لوگوں کی جنت البقیع کی طرف رغبت زیادہ ہو گئی۔

جناب فاطمہ بنت اسد

حضرت امیر المومنین (علیہ السلام) کی والدہ گرامی جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد المناف وہ پہلی خاتون ہیں کہ جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئیں۔ آپ نے حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی پرورش کی اور ہر طرح سے آپ (ص) کا خیال رکھا۔ آپ اپنے بیٹے حضرت علی (علیہ السلام) کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئیں۔

جناب فاطمہ بنت اسد (رضوان اللہ علیھا) ایمان کے بلند ترین درجات پر فائز تھیں اور توحید پرستی ان کی روح و جان میں مکمل راسخ تھی۔ آپ نے کبھی بھی نہ تو کسی بت کے سامنے سر جھکایا اور نہ ہی بتوں کی خاطر ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت کھایا اور یہی وہ روحانی اور جسدی طہارت و پاکیزگی تھی کہ جس کی بدولت خداوند متعال نے آپ کو حضرت امیر المومنین (علیہ السلام) کی والدہ ہونے کا شرف عطا کیا۔

جناب فاطمہ بنت اسد (رضوان اللہ علیھا) خداوند متعال کے ان مقربین میں سے ہیں کہ جن کو خداوند متعال کی طرف سے شفاعت کا حق حاصل ہے دنیا و آخرت میں بلند مقام و منزلت کی بدولت جناب فاطمہ بنت اسد (رضوان اللہ علیھا) کا شمار ان برگزیدہ ہستیوں میں ہوتا ہے کہ جو آخرت میں خداوند متعال کے حضور لوگوں کی شفاعت کریں گی اور ان کی

شفاعت قبول کی جائے گی۔

جناب فاطمہ بنت اسد (رضوان اللہ علیہا) نے اپنی زندگی کے آخری ایام مدینہ میں گزارے اور جب اس دار فانی سے رخصت ہوئیں تو رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے ان کے لیے لحد بنائی اور لحد میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے اترے، اپنی قمیض کفن کے لیے عطا کی، ان پر نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا: فشارِ قبر سے جناب فاطمہ بنت اسد (رضوان اللہ علیہا) کے علاوہ کوئی محفوظ نہیں رہے گا۔

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا جناب فاطمہ بنت اسد (رضوان اللہ علیہا) کی خاطر ان تمام امور کو سرانجام دینا اور ان کے حق میں اس طرح کے کلمات ارشاد فرمانا ان کے مرتبہ کی عظمت اور بلندی کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں۔

روایت میں ہے کہ جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو جناب فاطمہ بنت اسد (رضوان اللہ علیہا) کی وفات کی خبر دی گئی تو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے افراد سے فرمایا: اٹھو میری ماں کی طرف چلو۔ جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) گھر پہنچے تو اپنی قمیض دے کر فرمایا: اس قمیض کو کفن کے نیچے پہنا دینا، رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) دفن سے پہلے خود قبر میں لیٹے اور پھر بعد میں جناب فاطمہ بنت اسد (رضوان اللہ علیہا) کو اس قبر میں دفن کیا گیا۔ جب انھیں دفن کر دیا گیا تو رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے جناب

فاطمہ بنت اسد (رضوان اللہ علیھا) کو مخاطب کر کے فرمایا: خداوند متعال آپ کو میری ماں ہونے اور میری پرورش کرنے والی ہونے کی حیثیت سے بہترین جزاء عطا کرے۔ جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے قمیض اور قبر میں لیٹنے کا سبب دریافت کیا گیا کیونکہ آپ(ص) نے کسی کے لیے بھی یہ عمل انجام نہیں دیا تو آپ(ص) نے فرمایا: میں نے اپنی قمیض اس لیے کفن کے لیے دی کیونکہ اس کے صدقے آگ کبھی ان کو نہیں چھوئے گی اور میں قبر میں اس لیے لیٹا تھا تاکہ اللہ تعالی ان کی قبر کو وسیع تر کر دے۔

جناب فاطمہ بنت اسد (رضوان اللہ علیھا) کی قبر کے قریب ہی آئمہ اہل بیت (علیھم السلام) میں سے چار اماموں اور جناب عباس بن عبد المطلب کی قبریں ہیں یہ ساری قبور جنوب کی جانب ہیں کہ جس میں مشرقی جانب معمولی سا میلان ہے جو بھی اس طرف آتا ہے اس کی سب سے پہلی نظر ان ہی قبروں پر پڑی ہے۔

جناب عباس بن عبد المطلب

''عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ'' عام الفیل سے تیس سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے آپ کی کنیت ابوالفضل ہے اور آپ کی والدہ نفیلہ بنت خباب ہیں کہ یہ وہ پہلی عربی خاتون ہیں کہ جنہوں نے خانہ کعبہ پر ریشم اور

دیباج کا غلاف چڑھایا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب عباس بن عبد المطلب ایک دفعہ بچپن میں گم ہو گئے تو ان کی والدہ نے منت مانی کہ اگر ان کا بیٹا انھیں مل گیا تو وہ خانہ کعبہ پر ریشمی غلاف چڑھائیں گی۔

جناب عباس بن عبد المطلب رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے چچا اور مکہ مکرمہ کی نامور شخصیت تھے اور مسجد الحرام کی دیکھ بھال اور سربراہی بھی آپ کے ہاتھ میں تھی۔

آپ اسلام کا اعلان کرنے سے پہلے بیعت عقبہ ثانی میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے ساتھ تھے۔

جنگ بدر میں مشرکین آپ کو زبردستی اپنے ساتھ لے کر آئے جس کے بعد آپ کو مسلمانوں نے اسیر کر لیا آپ نے اپنا فدیہ دے کر اسیری سے نجات حاصل کی اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

آپ نے ہر مقام پر شدت سے رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا دفاع کیا۔ آپ کو اپنے بھتیجے حضرت علی (علیہ السلام) سے خاص محبت تھی۔

آپ فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ آپ نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے ساتھ مل کر فتح مکہ اور جنگ حنین میں شرکت کی، جنگ حنین میں

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے خچر کی مہار آپ ہی کے ہاتھ میں تھی۔

آپ نے پہلے اور دوسرے خلیفہ کی بیعت کرنے سے انکار کیا اور حضرت علی (علیہ السلام) کی بیعت کرنے اور ان کے منصب خلافت کے مستحق ہونے کا اعلان کیا۔

جناب عباس بن عبد المطلب ان چند افراد میں سے ہیں کہ جنہوں نے حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

زندگی کے آخری ایام میں آپ کی بینائی جاتی رہی اور آپ نے اول رمضان 32 ہجری کو وفات پائی آپ کو حضرت علی (علیہ السلام) اور عبد اللہ بن عباس نے غسل دیا اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا۔ آپ کی قبر آئمہ (علیہم السلام) کی قبروں کے ساتھ ہے۔

ازواج رسول (ص)

حضرت خدیجہ (سلام اللہ علیہا) اور حضرت میمونہ (سلام اللہ علیہا) کے علاوہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی باقی زوجات جنت البقیع میں دفن ہیں حضرت خدیجہ (سلام اللہ علیہا) مکہ میں مدفون ہیں جبکہ حضرت میمونہ (سلام اللہ علیہا) کی قبر مکہ سے دس کلو میٹر کے فاصلے پر مقام سرف میں ہے۔

جنت البقیع میں مدفون تمام زوجات رسول(ص) کی قبریں ساتھ ساتھ ہیں کہ جو جناب عقیلؑ بن ابی طالب کی قبر کے قریب ہی ہیں ان کا مقبرہ بقیع کے دروازے سے داخل ہونے کے بعد تقریبا سیدھا 25 میٹر چلنے کے بعد آتا ہے اس مقبرہ میں جناب صفیہ، جناب ام حبیبہ، جناب جویریہ، جناب ام سلمی، جناب زینب، جناب ہلالیہ، جناب سودہ، جناب حفصہ اور جناب عائشہ دفن ہیں۔

حضرت علی(ع) کی زوجہ جناب ام البنین

آپ حضرت عباس (علیہ السلام) کی والدہ ہیں، آپ اپنے اخلاص، تقوی اور بلند ایمان میں معروف تھیں، آپ نے اپنے چار بیٹے حضرت امام حسین (علیہ السلام) کا دفاع کرنے کے لیے خدا کی راہ میں پیش کیے۔

جب آپ کو کربلا کے سانحے کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے خبر دینے والے سے اپنے بیٹوں کی بجائے پہلے حضرت امام حسین (علیہ السلام) کے بارے میں سوال کیا لیکن خبر دینے والے نے جواب میں آپ کے چاروں بیٹوں کی شہادت کی خبر دی جس پر آپ نے صبر کو دامن گیر رکھا لیکن اس کے بعد آپ کو امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بارے میں بتایا گیا تو آپ اس خبر پہ صبر نہ کر سکیں اور آپ کا پوتا آپ کے ہاتھ سے گر گیا۔

جناب ام البنین (سلام اللہ علیہا) کا اصل نام فاطمہ تھا لہٰذا آپ نے اپنے شوہر حضرت امیر المومنین (علیہ السلام) سے درخواست کی کہ مجھے میرے نام سے نہ پکارا جائے کیونکہ میرا نام سن کر امام حسن (علیہ السلام)، امام حسین (علیہ السلام) اور جناب زینب (سلام اللہ علیہا) کو اپنی والدہ کی یاد آئے گی۔

جناب ام البنین (سلام اللہ علیہا) نے ایک کنیز کی طرح امام حسن (علیہ السلام) اور امام حسین (علیہ السلام) کی خدمت کی اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھا۔

جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کو جنت البقیع میں بقیع العمات کے مقام پر دفن کیا گیا۔

حضرت عقیل بن ابو طالب

آپ حضرت علی (علیہ السلام) سے بیس سال بڑے تھے آپ کی ولادت ہجرت سے 33 سال پہلے ہوئی، آپ کی والدہ جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں، حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) آپ سے خاص محبت رکھتے تھے۔

جناب عقیل بن ابی طالب عرب کے انساب اور ان کے حالات کے بارے میں وسیع علم رکھتے تھے لوگ آپ کے پاس عربوں کے حسب و نسب کے حوالے سے

معلومات لینے کے لیے رجوع کیا کرتے تھے۔

روایت میں ہے کہ حضرت امیر المومنین (علیہ السلام) نے جناب عقیل سے فرمایا: کوئی ایسی خاتون تلاش کرو کہ جو شجاعانِ عرب کی بیٹی ہو تا کہ میں اس سے شادی کروں اور اس سے میرا شجاع و دلیر بیٹا پیدا ہو۔ جناب عقیل نے کہا: آپ فاطمہ کلابیہ سے شادی کریں کیونکہ اس کے آباء واجداد سے بڑھ کر کوئی بھی دلیر و شجاع نہیں ہے۔

جناب عقیل کا گھر جنت البقیع کے درمیان میں تھا جب 50 ہجری میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ کو اسی گھر میں دفن کیا گیا اس کے بعد بہت سے بنی ہاشم کے افراد آپ کے جوار میں دفن ہوئے۔

جنت البقیع کے مرکزی دروازے سے داخل ہونے کے بعد تقریباً 25 میٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد آپ کا مرقد آتا ہے۔ پہلے جناب عقیل کے مزار پر بہت بڑا گنبد تھا لیکن وہابیوں نے ان کے مزار کو منہدم کر دیا۔

جناب محمد بن زید

محمد بن زید حضرت امام زین العابدین (علیہ السلام) کے پوتے ہیں آپ کی قبر جناب عقیل بن ابی طالب کے پہلو میں ہے۔

جناب عبداللہ بن جعفر طیار

آپ اپنے والد کی پہلی اولاد تھے جب جناب جعفر طیار نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو جناب عبداللہ کی ولادت وہیں حبشہ میں ہی ہوئی، آپ وہ پہلے مسلمان مولود ہیں کہ جن کی ولادت حبشہ میں ہوئی۔

جب جنگ موتہ میں جناب جعفر طیار شہید ہو گئے تو رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے جناب عبداللہ کو اپنی آغوش میں بٹھایا اور فرمایا: عبداللہ صورت و سیرت میں میرے مشابہ ہے اے اللہ جعفر کے گھر والوں کی نگہبانی فرما اور عبداللہ کے ہاتھ میں برکت ڈال۔

جناب عبداللہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)، اپنے چچا حضرت علی (علیہ السلام) اور اپنے چچا زاد بھائیوں حضرت امام حسن (علیہ السلام) اور حضرت امام حسین (علیہ السلام) کی صحبت میں رہے اور ان سے علم و معرفت حاصل کرتے رہے۔

حضرت علی (علیہ السلام) نے اپنی بڑی بیٹی حضرت زینب (علیہا السلام) کی شادی جناب عبداللہ سے کی اور جب ظاہری خلافت حضرت علی (علیہ السلام) کے پاس آئی تو جناب عبد اللہ امیر المومنین (علیہ السلام) کے کاتب کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ جنگ جمل، جنگ نہروان اور جنگ صفین میں امیر المومنین (علیہ السلام) کی فوج کے نامور جرنیل کی حیثیت

سے دلیرانہ جنگ کرتے رہے۔

جناب عبد اللہ بنی ہاشم کے ثروت مند افراد میں سے تھے ان کی بہت زیادہ دولت اور بہت بڑی تجارت تھی، امیر ہونے کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ سخی تھے ان کا شمار اسلام کے سخی ترین افراد میں ہوتا ہے ان کی جود و سخاوت کے قصے تاریخ میں بے انتہا ہیں۔

جناب عبد اللہ حضرت امیر المومنین (علیہ السلام)، حضرت امام حسن (علیہ السلام) اور حضرت امام حسین (علیہ السلام) کے مخلص ترین ساتھیوں میں سے تھے جب جناب عبد اللہ کو امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر ملی تو انھیں اس پر بہت رنج و غم ہوا اور فرمایا کہ میرے ہاتھ تو امام حسین (علیہ السلام) کی مدد نہ کر سکے لیکن میرے بیٹے ان کی مدد کرنے میں کامیاب رہے۔

جناب عبد اللہ نے 80 ہجری یا 84 ہجری یا پھر 85 ہجری میں وفات پائی، اس وقت عبد الملک بن مروان کی حکومت تھی، ان کی نماز جنازہ حضرت امام سجاد (علیہ السلام) یا حضرت امام محمد باقر (علیہ السلام) نے پڑھائی۔

جناب اسماعیل بن امام جعفر صادق (ع)

جناب اسماعیل بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی

بن ابی طالب علیہم السلام کالقب وفی اور کنیت ابو محمد تھی۔

آپ مدینہ منورہ میں 100 ہجری سے 103 ہجری کے درمیانے عرصے میں پیدا ہوئے، آپ کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی بن حسین بن علی (علیہم السلام) تھیں، آپ امام جعفر صادق (علیہ السلام) کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اسماعیلی فرقہ آپ کو ساتواں امام مانتا ہے۔

جناب اسماعیل کی وفات 133 ہجری کو عریض کے منطقہ میں ہوئی کہ جو مدینہ کے قریب ہی واقع ہے آپ کی وفات پر حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) کو شدید دکھ ہوا اور حزن و غم میں بہت زیادہ گریہ کیا آپ کو شہداء حرہ اور شہداء احد کے جوار میں دفن کیا گیا۔

جناب مقداد بن عمرو

جناب مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن عامر بن مطرود البہرانی بعثت سے 24 سال پہلے حضرموت میں پیدا ہوئے اور اپنے والدین کی پُر محبت چھاؤں میں پروان چڑھے۔

جس معاشرے میں آپ نے پرورش پائی وہ معاشرہ شمشیر زنی، نیزہ بازی اور تیر

اندازی کے فنون سے مل کر بنا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کی مشہور صفات میں سے شجاعت و دلیری سب سے زیادہ نمایاں تھی۔ آپ دلیر و شجاع ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی بااخلاق، بلند ہمت، دوراندیش، نرم دل، صابر اور دشمنوں کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے۔

آپ ایمان کی پختگی، ثابت قدمی اور یقین کی اس بلند منزل پر فائز تھے کہ کوئی شے بھی انھیں اپنے مقام سے ہلا نہیں سکتی تھی۔ روایات میں وارد ہونے والا امام معصوم کا صرف یہ فقرہ ہی جناب مقداد (رضوان اللہ علیہ) کی ثابت قدمی اور ایمانی بلندی کے اظہار کے لیے کافی ہے: ''مقداد بن اسود کے علاوہ کوئی بھی لڑکھڑانے سے محفوظ نہ رہا اور مقداد کا دل لوہے کی طرح مضبوط تھا''۔

جناب مقداد (رضوان اللہ علیہ) کا شمار مسلمانوں کے شہسواروں، دلیروں، بزرگ علماء اور حضور اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے بہت ہی قریبی صحابہ میں ہوتا ہے۔ جب بھی رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) جہاد کا حکم دیتے تو جناب مقداد (رضوان اللہ علیہ) فوراً جہاد کے لیے تیار ہو جاتے، جناب مقداد (رضوان اللہ علیہ) نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے ساتھ تمام جنگوں میں شرکت کی۔

ابن مسعود نے جناب مقداد (رضوان اللہ علیہ) کو پہلے سات مسلمانوں میں شمار کیا ہے۔

لیکن ابتدائی دور میں اپنے مالک اسود بن عبد یغوث کے خوف کی وجہ سے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا، جناب مقداد (رضوان اللہ علیہ) کی حالت بھی ان مستضعفین کی سی تھی کہ جو قریش کے ہاتھوں میں تھے۔

فتح مصر کے بعد آپ کی وفات 33 ہجری میں ہوئی اور وفات کے وقت آپ کی عمر ستر سال تھی۔

جناب جابر بن عبد اللہ انصاری

عظیم صحابی جناب جابر بن عبد اللہ بن عمرو انصاری خزرجی کی کنیت ابو عبد اللہ تھی، آپ ہجرت سے 16 سال پہلے پیدا ہوئے اور طویل زمانے تک زندہ رہے، آپ اس تاریخی رات میں اپنے والد کے ساتھ تھے کہ جب اہلِ یثرب نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے ساتھ ان کی حمایت اور مدد کا وعدہ کیا اور ان کی بیعت کی تھی اس بیعت کو تاریخ اسلامی میں بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے۔

جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) مدینہ آگئے تو جناب جابر بن عبد اللہ (رضوان اللہ علیہ) نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صحبت اختیار کی، تمام غزوات میں شرکت کی اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی زندگی میں اور وفات کے بعد ساری زندگی حق کی حمایت

کرتے رہے۔

آپ ساری زندگی حضرت علی (علیہ السلام) کے فضائل اور منزلت لوگوں کے سامنے بیان کرتے رہے اور اہل بیت (علیہم السلام) سے محبت و عقیدت پر باقی رہے۔

ابو زبیر کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جابر بن عبداللہ (رضوان اللہ علیہ) لاٹھی کا سہارا لیے ہوئے مدینہ کی گلیوں اور لوگوں کی محفلوں میں جاتا تھا اور کہتا تھا: حضرت علی (علیہ السلام) ہی سب سے افضل بشر ہیں اور جو بھی اس کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔اے گروہِ انصار اپنے بچوں کو علی (ع) کی محبت سکھاؤ اور جو بچہ علی (ع) کی محبت سے انکار کرتا ہے اس کی ماں کی خیانت و بدکاری کا یقین رکھو۔

جناب جابر بن عبداللہ انصاری (رضوان اللہ علیہ) حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)، حضرت علی (علیہ السلام)، امام حسن (علیہ السلام)، امام حسین (علیہ السلام) اور امام زین العابدین (علیہ السلام) کے خاص صحابی تھے۔جناب جابر (رضوان اللہ علیہ) نے امام باقر (علیہ السلام) کے ساتھ بھی وقت گزارا لیکن امام باقر (علیہ السلام) کے منصب امامت سنبھالنے سے پہلے ہی جناب جابر بن عبداللہ (رضوان اللہ علیہ) وفات پا گئے۔

امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد سب سے پہلے جناب جابر بن عبداللہ (رضوان

اللہ علیہ) نے چہلم (20 صفر) کے دن امام حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کی اور بہت زیادہ گریہ کیا۔

جناب جابر بن عبداللہ (رضوان اللہ علیہ) ہمیشہ آئمہ (علیہم السلام) کی مدح و ثناء کرتے تھے اور آئمہ (علیہم السلام) کے مقام و مرتبہ کو بیان کرتے تھے۔

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے بعد امت کے بہت سے گروہوں میں تقسیم ہونے کے باوجود جناب جابر بن عبداللہ (رضوان اللہ علیہ) شیعہ عقیدے پر ثابت قدم رہے۔

آپ شیعہ عقائد کی تبلیغ کرتے تھے، قرآن کی آیات کے بارے میں دقیق اور صحیح ترین تفسیر جانتے تھے، آپ ان چند افراد میں سے تھے جو اس آیت کی تفسیر جانتے تھے إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدَى وَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ [103] جناب جابر بن عبداللہ اس آیت پہ ایمان رکھتے ہوئے رجعت پر ایمان و اعتقاد رکھتے تھے۔ پہلی صدی ہجری میں بہت ہی کم افراد تھے کہ جو رجعت کا عقیدہ رکھتے تھے۔

جناب جابر (رضوان اللہ علیہ) نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے ساتھ جنگ بدر اور

---

[103] - سورہ قصص آیت 85

دیگر اٹھارہ جنگوں میں شرکت کی اور جنگ صفین میں حضرت علی (علیہ السلام) کے لشکر میں اہم عہدے پر فائز تھے۔ جناب جابر بن عبداللہ انصاری نے 78 ہجری میں وفات پائی۔

شہداءِ حرہ

حرہ مدینہ منورہ میں موجود وہ جگہ ہے کہ جہاں یزید بن معاویہ ملعون کی فوج نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے پڑاؤ ڈالا تھا۔ یزید ملعون کی فوج نے مدینہ پر جب حملہ کیا تو انتہائی بے دردی سے سات ہزار سے زیادہ معروف اور بزرگ افراد کو قتل کیا کہ جن میں مہاجرین، انصار، صحابہ کرام، تابعین حافظان قرآن، ہاشمی اور غیر ہاشمی شامل تھے اور ان کے علاوہ عام افراد میں سے جو اس واقعہ میں قتل ہوئے ان کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے۔

جب یزیدی لشکر نے مدینہ پر قتل و غارت گری سے قبضہ کر لیا تو یزیدی لشکر نے یزید کے حکم کے مطابق مدینہ کی ہر چیز کو لوٹ لیا، گھروں اور مسجد نبوی سمیت ہر جگہ توڑ پھوڑ کی اور جو کچھ بھی ملا اسے اٹھالیا اور ہزاروں کنواری اور شادی شدہ عورتوں کو یزید کے حکم پر یزیدی لشکر نے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا اور مدینہ کے تمام لوگوں کو غلام بنالیا۔ یزید ملعون نے مدینہ کے بعد مکہ پر بھی حملہ کروایا اور منجنیق کے ذریعے خانہ کعبہ پر پتھر پھینکے اور خانہ کعبہ کی عمارت کو توڑ دیا۔ مدینہ پر حملہ کے نتیجہ میں شہید ہونے والے بہت سے

افراد کو جنت البقیع میں شہداء احد کے ساتھ دفن کیا گیا ان کو شہداءِ حرہ کہا جاتا ہے ان کے مقبرے کے گرد ایک دیوار ہے۔

جنت البقیع میں دفن ہونے والے معصومین اور دیگر افراد

ایک روایت کے مطابق حضرت فاطمہ زہراء (سلام اللہ علیہا) کی قبر اقدس جنت البقیع میں ہے۔

آئمہ اطہار (علیہم السلام) میں سے امام حسن (علیہ السلام)، امام سجاد (علیہ السلام)، حضرت امام محمد باقر (علیہ السلام) اور حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) کے مراقد بھی یہیں ہیں۔

اسی طرح آئمہ کے بعض پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں اور ان کی اولاد بھی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

اس کے علاوہ زید بن ارقم، جناب مسلم بن عقیل کی زوجات جناب رقیہ اور جناب حمیدہ اور جناب مسلم کے بھائی جناب عبد الرحمن کا مرقد بھی جنت البقیع میں ہے، جناب حسن مثنی، حسان بن ثابت، جعفر بن حسن، سہل بن سعد ساعدی، اسامہ بن زید...... اور بہت سی شخصیات کو بھی جنت البقیع میں ہی دفن کیا گیا۔

جنت البقیع میں مدفون معصومینؑ

معصومینؑ میں سے (ایک روایت کے مطابق) حضرت فاطمہ زہراء (علیہا السلام) اور چار آئمہ اطہار (علیہم السلام) جنت البقیع میں مدفون ہیں جن کے بارے میں کچھ لکھے بغیر شاید یہ مختصر کتاب ناتمام رہے۔

حضرت فاطمہ زہراء (علیہا السلام)

نام مبارک: فاطمہ بنت محمد (ص)

مشہور لقب: سیدۃ نساء العالمین

والدہ: ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد (علیہا السلام)

ولادت باسعادت: حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کی ولادت باسعادت بعثتِ نبوی کے پانچ سال کے بعد بروز جمعہ 20 جمادی الثانی کو مکہ میں ہوئی۔

حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کے ذریعے سے رسول خدا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی نسل چلی کہ جو اس وقت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔

صفات و فضائل: حضرت فاطمہ (علیہا السلام) صورت اور سیرت میں بالکل اپنے بابا کی طرح تھیں۔ رسول خدا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا:

فاطمة بضعة مني، فمن أغضبها أغضبني [104]

یعنی: فاطمہ میرا ہی حصہ ہے جس نے بھی اسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا۔

ایک اور مقام پہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا:

إن الله يرضى لرضاها، ويغضب لغضبها [105]

یعنی: اللہ تعالیٰ فاطمہ (س) کی رضا و خوشنودی پہ راضی ہوتا ہے اور فاطمہ (س) کے غضبناک ہونے پہ غضبناک ہوتا ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس پر بھی حضرت فاطمہ (علیہا السلام) راضی ہوں گی اس سے اللہ بھی راضی ہوگا اور جس پہ حضرت فاطمہ (علیہا السلام) غضبناک ہوں گی اس پر اللہ بھی غضبناک ہوگا۔

حضرت فاطمہ (علیہا السلام) گھر کے تمام کام خود سرانجام دیا کرتی تھیں، پانی کی بھاری

[104] کتاب صحيح بخاری ـ صحيح مسلم
[105] کتاب مستدرک للحاکم ـ الاصابة لابن حجر

مشک کو خود ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتیں، آپ خود ہی چکی چلا کر آٹا پیسا کرتیں، گھر کی صفائی کرتیں، کھانا بنانے کے لیے آگ جلاتیں۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اپنی بیٹی فاطمہ (س) کی شادی حضرت علی بن ابی طالب (علیہ السلام) سے کی اور حق مہر پانچ سو درہم مقرر کیا۔

اولاد: حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کے دو بیٹے امام حسن (علیہ السلام) اور امام حسین (علیہ السلام) اور دو بیٹیاں جناب زینب (علیہا السلام) اور جناب ام کلثوم (علیہا السلام) ہیں۔

شہادت: حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کی شہادت 3 جمادی الثانی 11 ہجری میں ہوئی۔ آپ اپنے بابا کی وفات کے بعد تقریباً 95 دن تک زندہ رہیں۔

حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کے غسل، تجہیز و تکفین اور دفن کے فرائض حضرت علی (علیہ السلام) نے سرانجام دیے اور غسل کے دوران جناب اسماء بنت عمیس نے حضرت علی (علیہ السلام) کی مدد کی۔

حضرت امام حسن (علیہا السلام)

نام مبارک: حسن (علیہ السلام)

والد: امام علی بن ابی طالب (علیہ السلام)

والدہ: حضرت فاطمہ زہراء (علیہا السلام)

حضرت امام حسن (علیہ السلام) رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پہلے نواسے، آئمہ اطہار (علیہم السلام) میں سے دوسرے امام برحق، چہاردہ معصومین (علیہم السلام) پر مشتمل سلسلہ عصمت و طہارت کی چوتھی کڑی، اصحاب کساء (پنجتن پاک) کے چوتھے فرد اور جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

ولادت باسعادت: حضرت امام حسن (علیہ السلام) کی ولادت باسعادت پندرہ رمضان المبارک تین ہجری کی رات مدینہ منورہ میں ہوئی۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آپ کا نام حسن رکھا۔ آپ وہ پہلے فرد ہیں کہ جن کا نام حسن رکھا گیا۔

ازواج: حضرت امام حسن (علیہ السلام) نے جن خواتین سے شادی کی ان میں بعض کے نام یہ ہیں:

جناب خولہ بنت غزاریہ، جناب ام اسحاق بنت طلحہ، جناب ام بشیر انصاریہ اور جعدہ بنت اشعث کہ جس نے امام حسن (علیہ السلام) کو زہر دے کر شہید کیا۔

اولاد: امام حسن (علیہ السلام) کی اولاد کی تعداد پندرہ ہے کہ جن کے نام درج ذیل ہیں:

(1): زید، (2): ام الحسن، (3): ام الحسین۔ ان تینوں کی والدہ جناب ام بشیر بنت ابو مسعود عقبہ ہیں۔

(4): حسن۔ ان کی والدہ جناب خولہ فنزاریہ ہیں۔

(5): عمر، (6): قاسم، (7): عبداللہ۔ ان کی والدہ ام ولد (کنیز) ہیں۔

(8): حسین (اثرم)، (9): طلحہ، (10): فاطمہ۔ ان کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ ہیں۔

(11): ام عبداللہ، (12): ام سلمہ، (13): رقیہ، (14) فاطمہ۔ مختلف ماؤں کی بیٹیاں ہیں۔

(15): عبدالرحمن بن امام حسن ان کی والدہ ام ولد (کنیز) ہیں۔

امام حسن (علیہ السلام) کی اولاد میں سے صرف زید اور حسن سے نسل کا سلسلہ آگے بڑھا۔

ظاہری خلافت: حضرت علی (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد لوگوں نے امام حسن (علیہ السلام) کو اپنا خلیفہ نامزد کیا اور ان کی بیعت کی، بیعت کے وقت آپ کی عمر 37 سال تھی۔

آپ چھ مہینے اور تین دن تک ظاہری مسند خلافت پر بیٹھے اور اس کے بعد امام حسن (علیہ السلام) اور معاویہ کے درمیان جنگ بندی کے معاہدے میں طے ہونے والی شرائط کے تحت امام حسن (علیہ السلام) نے خلافت چھوڑی کیونکہ آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ بہت سے قبائل کے سرداروں نے معاویہ کو خفیہ خط لکھا ہے اور اس میں معاویہ سے وعدہ کیا ہے کہ جونہی دونوں لشکر قریب آئیں گے وہ سب امام حسن (علیہ السلام) کو قید کر کے معاویہ کے سامنے پیش کر دیں گے لہٰذا ایسے قبائل اور لوگوں کے ساتھ مل کر معاویہ سے جنگ کرنا معقول نہیں تھا۔

شہادت: معاویہ نے امام حسن (علیہ السلام) کی زوجہ جعدہ بنت اشعث کو ایک لاکھ درھم اور یزید سے شادی کی لالچ دے کر امام حسن (علیہ السلام) کو زہر سے شہید کروادیا۔ جعدہ بنت اشعث کے زہر دینے کے بعد حضرت امام حسن مجتبیٰ (علیہ السلام) نے 7 صفر اور بعض روایات کے مطابق 28 صفر 50 ہجری میں جام شہادت نوش کیا۔

معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کو ایک لاکھ درھم تو دے دیئے لیکن یزید سے یہ کہہ کر شادی سے انکار کر دیا کہ جو تم نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بیٹے سے کیا ہے وہی

کچھ تم میرے بیٹے سے بھی کر سکتی ہو۔(106)

شہادت کے وقت امام حسن مجتبیٰ (علیہ السلام) کی عمر 47 سال تھی امام حسن (علیہ السلام) نے اپنی زندگی کے 7 سال اور چند مہینے اپنے نانا رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زیر سایہ گزارے اور 37 سال تک اپنے بابا کے ہمرکاب رہے اور باقی 10 سال امام حسین (علیہ السلام) کے ساتھ رہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

إن الأشعث بن قيس شرك في دم أمير المؤمنين، وابنته جعدة سمت الحسن، وابنه محمد شرك في دم الحسين

یعنی: اشعث بن قیس حضرت امیر المومنین (علیہ السلام) کے شہید کرنے میں برابر کا شریک تھا، اس کی بیٹی جعدہ نے امام حسن (علیہ السلام) کو زہر دیا اور اس کے بیٹے محمد بن اشعث نے امام حسین (علیہ السلام) کا خون کرنے میں شرکت کی۔

جرمن تاریخ دان جولیوس ولہاوزن (Julius Wellhausen) نے اپنی کتاب الخوارج والشیعہ صفحہ 12 طبع 1958ء میں ایک دوسرے انگریز مؤرخ دوزی

106) كتاب الاستيعاب مؤلف ابن عبد البر، تذكرة الخواص مؤلف ابن الجوزى، طبقات مؤلف ابن سعد

سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اشعث دلی طور پر مشرک ہی رہا اور امام علی (علیہ السلام) سے خیانت کے ذریعے اس نے اسلام سے انتقام لینے کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلہ میں اشعث کے پاس اپناد فاع کرنے کے لیے ان لوگوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے کہ جو مرتد ہو گئے تھے کیونکہ اشعث بھی ان لوگوں میں شامل تھا کہ جنہوں نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اس دنیا سے جانے کے بعد اسلام سے بغاوت اور ارتداد کو اختیار کیا لیکن اس کے باوجود بھی بخاری اور مسلم اس سے احادیث کو نقل کرتے ہیں اور اس کی نقل کردہ احادیث کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن (علیہ السلام) نے اگلے روز لوگوں سے خطاب کیا اور اللہ کی حمد وثناء اور اپنے نانا رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہ درود و سلام کے بعد فرمایا:

لقد قبض في هذه الليلة رجل لم يسبقه الأولون، ولم يدركه الآخرون، لقد كان يجاهد مع رسول الله، فيقيه بنفسه، وكان رسول الله يوجهه برأيه، فيكتنفه جبرائيل عن يمينه، وميكائيل عن يساره، فلا يرجع، حتى يفتح الله على يديه.

ولقد توفي في هذه الليلة التي عرج فيها عيسى بن مريم، وفيها قبض يوشع بن نون، وما خلف صفراء ولا بيضاء إلاّ 700 درهم فضلت عن

عطائه-راتبه من بيت المال-أراد أن يبتاع بها خادماً لأهله..
أنا ابن البشير، أنا ابن النذير، أنا ابن الداعي إلى الله بإذنه، أنا ابن السراج المنير، أنا ابن من أذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيراً، أنا من أهل بيت فرض الله تعالى مودتهم وطاعتهم في كتابه، فقال: «قل لا أسألكم عليه أجراً إلاّ المودة في القربى ومن يقترف حسنة نزد له حسناً» فالحسنة مودتنا أهل البيت.

یعنی: آج کی رات ایسے شخص کی روح قبض کی گئی ہے کہ جس کی بلند منزلت تک نہ گزشتہ میں سے کوئی پہنچ سکا اور نہ ہی آنے والے زمانے میں کوئی اسے درک کر سکے گا، وہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ مل کر جہاد کرتے تھے اور خود سامنے آکر رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حفاظت کرتے تھے، جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انھیں اپنا علم دے کر جنگ کے لیے روانہ کرتے تھے تو ان کے دائیں طرف جبرائیل اور بائیں میکائیل آجاتے تھے اور وہ اس وقت ہی لوٹتے تھے کہ جب اللہ ان کے ہاتھ میں فتح و نصرت عطا کر دیتا تھا۔

یہ وہی رات ہے کہ جس میں حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا، حضرت یوشع بن نون (علیہ السلام) کی روح قبض کی گئی، امیر المومنین (علیہ السلام) نے اپنے اس دنیا سے جانے کے بعد 700 درہم کے علاوہ کوئی دینار و درہم نہیں چھوڑا اور یہ بھی بیت المال سے ملنے والے ان کے حصہ کی بچت ہے اور وہ ان دراہم سے خادم کے

حصول کا ارادہ رکھتے تھے۔

حضرت امام حسن (علیہ السلام) نے اس کے بعد فرمایا: میں بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کا بیٹا ہوں، میں خدا کے حکم سے خدا کی طرف دعوت دینے والے کا فرزند ہوں، میں سراج منیر (چمکتے ہوئے چراغ) کا بیٹا ہوں، میں اُن کی اولاد ہوں کہ جن سے اللہ نے نجاست کو دور رکھا اور انہیں اس طرح سے پاک رکھا جیسے پاک رکھنے کا حق ہے، میرا تعلق ان اہل بیت (علیہم السلام) سے ہے کہ جن کی مودّت اور اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واجب قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

قُل لَّآ أَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ أَجۡرًا إِلَّا ٱلۡمَوَدَّةَ فِي ٱلۡقُرۡبَىٰۗ وَمَن يَقۡتَرِفۡ حَسَنَةٗ نَّزِدۡ لَهُۥ فِيهَا حُسۡنًاۚ [107]۔

کہہ دیجئے: میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا سوائے قریب ترین رشتہ داروں کی محبت کے اور جو کوئی نیکی کمائے ہم اس کے لیے اس نیکی میں اچھا اضافہ کرتے ہیں۔ اس آیت میں نیکی (حَسَنَةً) سے مراد ہماری محبت و مودت ہے۔

[107]) سورة شورى آيت23

حضرت امام زین العابدین (علیہ السلام)

نام مبارک: علی (علیہ السلام)

مشہور لقب: زین العابدین اور سجاد

کنیت: ابو محمد

والد: حسین بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام)

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ جناب شہر بانو بنت یزد جرد ابن شہر یار ابن کسری ہیں، یعنی آپ نوشیر واں عادل کے نواسے ہیں۔

تاریخ و مقام ولادت: آئمہ اہل بیت (علیھم السلام) میں سے چوتھے امام حضرت زین العابدین علی بن حسین (علیھم السلام) کی ولادت باسعادت ماہ شعبان 38 ہجری کو مدینہ میں ہوئی۔

اولاد: حضرت امام زین العابدین (علیہ السلام) کی اولاد کی تعداد 15 ہے کہ جن میں سے 11 بیٹے اور 4 بیٹیاں ہیں۔

بیٹوں کے نام یہ ہیں:

(1): امام محمد باقر (علیہ السلام)۔ان کی والدہ جناب فاطمہ بنت امام حسن ہیں۔

(2): حسن، (3): حسین اکبر، (4): حسین اصغر، (5): زید، (6): عمر، (7): عبداللہ، (8): سلیمان، (9): علی، (10): محمد اصغر، (11): عبدالرحمن۔

امام زین العابدین (علیہ السلام) کی بیٹیوں کے نام یہ ہیں:

(1): خدیجہ، (2): فاطمہ، (3): علیہ، (4): ام کلثوم۔

علم: امام زین العابدین (علیہ السلام) کا علم آل رسول کا علم ہے اور آل رسول کا علم ان کے جد امجد والا ہی علم ہے کہ جو بیٹے کو باپ سے باپ کو جد امجد سے اور جد امجد کو جبرائیل سے اور جبرائیل کو خدا سے ملا ہے۔

اہل سنت اور شیعہ علماء نے امام زین العابدین (علیہ السلام) سے بہت سے علوم، دعائیں، نصیحت بھری باتیں، تفسیر، حلال و حرام کے شرعی احکام اور مختلف واقعات وغیرہ کو نقل کیا ہے۔امام زین العابدین (علیہ السلام) سے نقل ہونے والی احادیث یا کسی قول کو امام (علیہ السلام) نے کسی صحابی یا تابعی سے نقل نہیں کیا بلکہ ان سب چیزوں کا مصدر

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ تمام لوگ علوم میں اہل بیت (علیہم السلام) کے محتاج ہیں اور اہل بیت (علیہم السلام) کسی بھی شخص کے محتاج نہیں ہیں۔

شیخ ابو زہرۃ نے اپنی کتاب الامام زید صفحہ 31 طبع اول میں لکھا ہے کہ زید کی نشو و نما اور پرورش امام زین العابدین (علیہ السلام) کے گھر میں ہوئی اور وہیں ان کے ذہن میں پسندیدہ افکار اور زندگی کی ناپسندیدہ اشیاء کے بارے میں خیالات اور دیگر رجحانات پروان چڑھے۔ امام زین العابدین (علیہ السلام) فقیہ اور محدث تھے اور اپنے دادا حضرت علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی طرح فقہی مسائل کی تمام جوانب اور فروعات پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ جب بھی امام زین العابدین (علیہ السلام) ایسے نوجوانوں کو دیکھتے کہ جو علم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ انھیں قریب کر لیتے اور فرماتے خوش آمدید آپ لوگ علم کے امانت دار ہو، آج آپ لوگ اپنی قوم کے چھوٹے شمار ہوتے ہو لیکن عنقریب آپ قوموں کے بڑے بزرگ بن جاؤ گے۔ جب بھی کوئی طالب علم امام زین العابدین (علیہ السلام) کے پاس آتا تو امام (علیہ السلام) اسے خوش آمدید کہتے اور فرماتے کہ تم ہی رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت کے مصداق ہو۔ جب بھی کوئی طالب علم زمین پہ موجود کسی بھی خشک یا تر چیز پہ قدم رکھتا ہے تو زمین کے ساتوں طبقے اس کے لیے تسبیح بجالاتے ہیں۔

کسی بھی شخص کا امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس علومِ محمدیہ وعلویہ ہونے کے بارے میں اختلاف موجود نہیں ہے اگر ظالم و جابر حکمران امام زین العابدین (علیہ السلام) کو نظر بندی اور جاسوسی جال کی قید میں نہ رکھتے تو یہ علوم ہر طرف پھیل جاتے اور کتابیں ان سے بھر جاتیں۔

عبادت اور اخلاق: جب نماز کا وقت آتا تو امام زین العابدین (علیہ السلام) کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور رنگ پیلا پڑ جاتا اور جسم کانپنے لگتا۔

امام زین العابدین (علیہ السلام) ایک دن اور رات میں ہزار رکعت نماز ادا کرتے اور بہت زیادہ نمازیں پڑھنے کی وجہ سے امام زین العابدین (علیہ السلام) کے ساتوں اعضاء سجدہ پہ گہرے نشان پڑ گئے۔

امام زین العابدین (علیہ السلام) نے ایک اونٹنی پہ بیس مرتبہ حج کیا لیکن اسے کبھی ایک مرتبہ بھی چھڑی سے نہ مارا۔

امام زین العابدین (علیہ السلام) ہر اس شخص سے بھی نیکی اور بھلائی سے پیش آتے کہ جو انھیں اذیت دیتا۔ ہشام بن اسماعیل مدینہ کا گورنر تھا وہ جان بوجھ کر امام زین العابدین (علیہ السلام) اور ان کے اہل بیت کو اذیت پہنچاتا رہتا تھا جب ولید نے اسے معزول کیا تو ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ وہ راستے میں کھڑا ہو جائے تاکہ ہر شخص اس سے اپنے

ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا بدلہ لے ہشام اس حکم کی وجہ سے امام زین العابدین (علیہ السلام) سے بہت ڈرا ہوا تھا لیکن امام سجاد (علیہ السلام) نے اپنے گھر والوں اور اصحاب کو اس سے سختی سے پیش نہ آنے کی نصیحت کی پھر امام زین العابدین (علیہ السلام) خود ہشام کے پاس گئے اور اس سے کہا تمہیں ہم سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا تمہیں جس چیز کی بھی ضرورت ہے ہم اسے پورا کریں گے۔

امام سجاد (علیہ السلام) کا ایک رشتہ دار ہمیشہ ان کا گلہ شکوہ کرتا رہتا تھا جب کہ امام (علیہ السلام) راتوں میں جا کر اسے اشیاءِ ضرورت اور دینار دیا کرتے تھے، رات کے اندھیرے اور منہ کے چھپائے ہونے کی وجہ سے وہ اپنے محسن کو نہ پہچان پاتا اور کہتا کہ آپ کتنے اچھے انسان ہیں لیکن علی بن حسین (علیہ السلام) مجھ تک کوئی چیز نہیں پہنچاتا خدا اسے جزاء خیر نہ دے، امام (علیہ السلام) اس کی یہ باتیں سنتے اور اس کے لیے طلب مغفرت کرتے۔ جب امام سجاد (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد اس تک اشیاءِ ضرورت اور دیناروں کے پہنچنے کا سلسلہ بند ہوا تو اسے اس وقت معلوم ہوا کہ جو شخص ہر رات میری احوال پرسی کرتا اور مجھے میری ضروریات فراہم کرتا تھا وہ امام زین العابدین (علیہ السلام) ہی تھے۔

جو بھی شخص امام زین العابدین (علیہ السلام) کو برا بھلا کہتا تو امام (علیہ السلام) اس کے جواب میں فرماتے اگر میں ویسا ہی ہوں جیسے تم نے کہا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے اور اگر میں ویسا نہیں ہوں جیسا تم نے کہا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے۔

واقعہ حرۃ سے پہلے جب اہل مدینہ نے بنی امیہ کے لوگوں کو مدینہ سے باہر نکال دیا تو مروان بن حکم نے مدینہ سے نکلنے سے پہلے اپنے اہل و عیال کو کسی کے ہاں ٹھہرانا چاہا لیکن سب اہل مدینہ نے اس کے اہل و عیال کو اپنے گھر میں ٹھہرانے سے انکار کر دیا پھر وہ سب سے مایوس ہو کر اپنے اسی مقصد کے تحت امام زین العابدین (علیہ السلام) کے پاس آیا تو امام (علیہ السلام) نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کے اہل و عیال کو اپنے ہاں پناہ دی اور ان کی دیکھ بھال اپنے گھر والوں سے بھی بڑھ کر کی۔ واقعہ حرۃ کے دوران امام زین العابدین (علیہ السلام) نے چار سو خواتین کو اپنے ہاں پناہ دی اور ان کی مکمل حفاظت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری ادا کی۔

امام زین العابدین (علیہ السلام) مدینہ کے بہت سے گھرانوں کی ضروریاتِ زندگی اس طرح سے پوری کرتے کہ انھیں امام زین العابدین (علیہ السلام) کی شہادت سے پہلے یہ معلوم ہی نہ ہو پایا کہ جو شخص ہمیشہ ان کی ضروریات پوری کرتا ہے وہ امام زین العابدین (علیہ السلام) ہیں۔

امام زین العابدین (علیہ السلام) اپنا چہرہ چھپا کر رات کے اندھیرے میں درہم و دینار کی پوٹلیوں سے بھری بوری اپنی پشت پہ لاد کر نکلتے اور اسے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے اور اسی طرح وہ رات کے اندھیرے میں لکڑیوں اور کھانے پینے کی اشیاء کو اپنے پشت پہ لاد کر لوگوں کے گھروں کے دروازوں پہ چھوڑ کے آتے۔

جب امام زین العابدین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد انھیں غسل دیا جارہا تھا تو غسل دینے والوں نے ان کی پشت پر ان بوریوں کے نشانات دیکھے کہ جنہیں وہ بھر بھر کر فقراء و مساکین میں تقسیم کیا کرتے تھے۔

امام زین العابدین (علیہ السلام) غلاموں کو خریدتے حالانکہ انھیں ان غلاموں کی ضرورت نہیں ہوا کرتی تھی پھر اس کے بعد وہ انھیں اپنے ساتھ عرفات میں لے آتے اور مناسک کے ختم ہونے کے بعد ان غلاموں کو بہت زیادہ مال دے کر آزاد کر دیتے۔ اگر کسی غلام کو سال کی ابتدا میں یا سال کے دوران خریدتے تو اسے عید فطر کی رات آزاد کر دیتے اور کسی بھی غلام کو ایک سال تک اپنے پاس نہ رکھتے بلکہ اسے ایک سال سے پہلے پہلے آزاد کر دیتے اور جتنا عرصہ بھی وہ غلام ساتھ رہتے امام (علیہ السلام) انھیں علوم و معارف سے مزین کرتے رہتے۔

ہم امام زین العابدین (علیہ السلام) کے بارے میں گفتگو کا اختتام الازھر یونیورسٹی کے معروف استاد شیخ ابوزہرۃ کی کتاب الامام زید سے اخذ کردہ مندرجہ ذیل اقتباس سے کرتے ہیں:

امام زین العابدین علی بن حسین (علیہما السلام) امام حسین (علیہ السلام) کی اولاد میں سے وہ بیٹے ہیں جو زندہ بچ گئے جبکہ ان کے باقی بھائی اس ظلم و ستم پر مشتمل معرکہ میں قتل کر دیئے گئے کہ جو یزید اور اس کے کارندوں نے حضرت فاطمہ زہراء (علیہا السلام) کے بیٹے امام حسین (علیہ السلام) پر مسلط کیا تھا۔امام زین العابدین (علیہ السلام) نے اس معرکہ میں جنگ نہیں کی تھی کیونکہ وہ اس معرکہ کے دوران شدید بیمار تھے اور سانحہ کربلا کے وقت ان کی عمر 23 سال یا اس سے کچھ زیادہ تھی شاید اللہ تعالیٰ نے انہیں ظلم و ستم کی تلواروں سے اس لیے محفوظ رکھا تا کہ امام حسین (علیہ السلام) کی نسل ان کے ذریعے سے باقی رہ سکے یزید کے کارندوں نے انھیں بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں ظالموں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھا۔

علی بن حسین (علیہما السلام) ہمیشہ حزین و غمگیں رہتے اور بہت زیادہ رویا کرتے تھے، لوگوں کے ساتھ رحم و کرم کے ساتھ پیش آتے اور بہت زیادہ جود و سخاوت کیا

کرتے، جب بھی انھیں اپنے چاہنے والوں میں سے کسی کے مقروض ہونے کا علم ہوتا تو وہ اس کا قرض ادا کر دیتے۔

ایک دفعہ امام زین العابدین (علیہ السلام) محمد بن اسامہ کے پاس گئے تو اسے روتا ہوا پایا۔ امام زین العابدین (علیہ السلام) نے اس سے پوچھا تم کیوں رو رہے ہو؟ تو اس نے کہا: میں مقروض ہو گیا ہوں۔ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: کتنا قرض ہے؟ تو اس نے کہا: پندرہ ہزار دینار۔ تو امام زین العابدین (علیہ السلام) نے فرمایا: یہ قرض میں ادا کر دوں گا۔

محمد بن اسحاق کہتا ہے کہ مدینہ میں لوگوں کی معیشت چل رہی تھی لیکن انھیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اس معیشت کا مصدر کیا ہے اور کون انھیں ضروریات زندگی فراہم کر رہا ہے؟ لیکن جب علی بن حسین (علیہما السلام) کی وفات ہوئی تو ان کو ضروریات زندگی کی فراہمی رک گئی جس کے بعد انھیں معلوم ہوا کہ رات کے وقت جو شخص انھیں چیزیں لا لا کر دیتا تھا وہ امام زین العابدین (علیہ السلام) ہی تھے۔

جب امام زین العابدین (علیہ السلام) کی وفات ہوئی تو ان کے کندھوں اور پشت پر بوریوں کے نشانات دیکھے گئے کہ جو ضرورت مندوں اور بیواؤں کے گھروں میں بوریوں میں سامان پہچانے کے سبب بنے تھے۔

امام زین العابدین (علیہ السلام) ہمیشہ رات کو صدقات اور خیرات لوگوں تک پہنچایا کرتے تھے وہ فرمایا کرتے تھے: رات کو دیا ہوا صدقہ خدا کے غضب کو ختم کرتا ہے اور دل اور قبر کو روشن کرتا ہے اور قیامت کے اندھیروں کو بندے سے دور کر دیتا ہے۔

امام زین العابدین (علیہ السلام) کا رحم و کرم اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ صرف عطا اور سخاوت کے ذریعے نہیں تھا بلکہ امام زین العابدین (علیہ السلام) ہمیشہ لوگوں کے ساتھ چشم پوشی اور در گزری اختیار کرتے، جو بھی ان کی شان میں گستاخی کرتا یا ان کی حق تلفی کرتا اسے وہ معاف کر دیتے۔ ان کے در گزر کے بارے میں عجیب اور حیران کن واقعات تاریخی کتابوں میں مذکور ہیں۔

ایک دفعہ امام زین العابدین (علیہ السلام) کی کنیز کوزے میں وضو کے لیے پانی لائی تو وہ کوزہ اس سے امام زین العابدین (علیہ السلام) کے چہرے پر گر گیا جس سے امام (علیہ السلام) کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا امام (علیہ السلام) نے اس کنیز کی طرف دیکھا تو اس کنیز نے قرآن کی یہ آیت پڑھنا شروع کر دی:

الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ[108]

یعنی: (ان متقین کے لیے) جو خواہ آسودگی میں ہوں یا تنگی میں ہر حال میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اس کنیز نے کہا: وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ۔ یعنی: اور جو غصے کو پی جاتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کتمتُ غیظی۔ یعنی: میں نے اپنے غصے کو پی لیا۔

اس کنیز نے کہا: وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ۔ یعنی: اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: عفوتُ عنكِ۔ یعنی: میں نے تمہیں معاف کردیا۔

اس کنیز نے کہا: وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ یعنی: اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: أنتِ حرةٌ لوجه الله۔ یعنی: تمہیں خدا کی رضا کی خاطر آزاد کیا۔

---

[108]) آل عمران/ 134

امام زین العابدین (علیہ السلام) اپنے اس کریم اخلاق اور تقویٰ کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے اور لوگ آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے اور آپ سے محبت رکھتے تھے اگر کہیں لوگوں کا رش ہوتا تو لوگ امام زین العابدین (علیہ السلام) کے آنے پر راستہ چھوڑ دیتے اور دونوں طرف احترام سے کھڑے ہو جاتے۔

فرزدق کا امام سجاد (علیہ السلام) کی شان میں قصیدہ: ہشام بن عبد الملک تخت حکومت پر بیٹھنے سے پہلے ایک مرتبہ حج کے لیے آیا تو طواف کے بعد حجر اسود کا بوسہ لینے کے لیے اس نے حجر اسود تک پہنچنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ لوگوں کے رش کی وجہ سے حجر اسود تک نہ پہنچ سکا، پھر اس کے لیے حطیم میں زم زم کے کنویں کے پاس ایک منبر لگا دیا گیا جس پر بیٹھ کر وہ لوگوں کو دیکھنے لگا اور اہل شام اس کے گرد کھڑے ہو گئے۔

اسی دوران حضرت امام سجاد (علیہ السلام) بھی آ کر خانہ کعبہ کا طواف کرنے لگے اور جب وہ حجر اسود کی طرف بڑھے تو لوگوں نے امام سجاد (علیہ السلام) کو خود ہی راستہ دے دیا اور وہ حجر اسود کے پاس بغیر کسی رکاوٹ کے پہنچ گئے۔

یہ منظر دیکھ کر ایک شامی نے ہشام سے پوچھا: یہ کون ہے جس کی لوگوں کے دلوں میں اتنی ہیبت و جلالت ہے کہ لوگ اس کے لیے دائیں بائیں ہٹ کر صف بستہ کھڑے ہو گئے؟

ہشام نے اس شامی کو جواب دیتے ہوئے کہا: میں اس کو نہیں جانتا۔ حالانکہ ہشام خوب اچھی طرح سے امام سجاد (علیہ السلام) کو جانتا اور پہنچانتا تھا لیکن پھر بھی اس نے جھوٹ بولا کہ کہیں ان شامیوں کے دل میں امام سجاد (علیہ السلام) کی ہیبت و جلالت نہ بیٹھ جائے۔

فرزدق بھی وہیں پر موجود تھا اس نے سوال کرنے والے شامی سے کہا: میں اس شخص کو جانتا ہوں۔

اس شامی نے کہا: اے ابا فراس کون ہے یہ؟

تو فرزدق نے اس کے جواب میں ایک ایسا قصیدہ پڑھا کہ جس نے باطل کے پردوں کو ہٹا کر ہر طرف حق کا نور پھیلا دیا اور اس قصیدہ کے چند اشعار اور ان کا ترجمہ یہ ہے:

یا سائلی أین حلّ الجودُ والکرمُ عندی بیان إذا طلاّبُه قَدِمُوا

اے "کہاں ہے سخاوت اور کرم" کا سوال کرنے والے! اگر اس بات کو جاننے کے طلبگار آجائیں تو میرے پاس اس کا جواب ہے۔

ھذا الذی تَعرِفُ البطحاءُ وطأته والبیتُ یعرفُهُ والحِلُّ والحَرَمُ

یہ وہ شخصیت ہیں جن کے نشانِ قدم کو بھی وادیٔ بطحاء(مکہ) پہچانتی ہے، انھیں خانہ کعبہ، حرم اور حرم سے باہر کا سارا علاقہ پہچانتا ہے۔

هذا ابن خیرِ عبادِ اللهِ کُلهمُ هذا التقی النقی الطاهر العلمُ

یہ تمام بندگانِ خدا میں سے بہتر و افضل ہستی کے فرزند ہیں، یہ متقی و پرہیز گار پاک و پاکیزہ اور پرچمِ ہدایت ہیں۔

هذا علی رسول الله والده امست بنور هداه تهتدی الامم

یہ علی ہیں اور ان کے بابا رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں، کہ جن کے نور سے امت تاریکیوں میں ہدایت حاصل کرتی ہے۔

إذا رأتهُ قریش قال قائلها إلی مکارم هذا ینتهی الکرم

جب قریش انھیں دیکھتے ہیں تو کہنے والے کہتے ہیں ان کے بلند مرتبہ اور اخلاق پہ جود و سخا کی انتہاء ہوتی ہے۔

ینمی الی ذروة العز الذی قصرت عن نیلها عرب الاسلام والعجم

انھیں عزت و شرف کی وہ بلندی نصیب ہوئی ہے جس کو پانے سے عرب و عجم قاصر ہیں۔

یکاد یمسکه عرفان راحته رُکن الحطیمِ إذا ما جاءَ یستلمُ

اگر یہ حجر اسود کا بوسہ لینے نہ آتے تو حجر اسود والا کونہ خود ان کی ہتھیلی کو چومنے ان کے پاس پہنچ جاتا۔

يغضی حياءً ويغضی من مهابته فما يكلم الاّ حين يتبسم

وہ حیاء و شرافت کی وجہ سے آنکھیں جھکائے رکھتے ہیں اور لوگ ان کی ہیبت و جلالت کی وجہ سے آنکھیں نیچی رکھتے ہیں اور ان سے صرف اس وقت بات کی جاسکتی ہے جب وہ مسکرا رہے ہوں۔

هذا ابن فاطمة ان كنت جاهله بجده انبياء الله قد ختموا

اگر تم ان کو نہیں جانتے تو جان لو یہ فرزندِ فاطمہ ہیں ان کے جد امجد پر تمام انبیاء کی نبوت کا اختتام ہوتا ہے۔

الله فضله قدما و شرفه جری بذالك له فی لوحه القلم

اللہ نے انھیں پیدائش سے پہلے ہی شرف اور عظمت سے نوازا، اور ان کی عظمت کو قلم نے لوحِ محفوظ میں لکھا۔

من جده دان فضل الانبياء له وفضل امّته دانت له الامم

ان کے جد امجد کی عظمت کو انبیاء کی فضیلتیں نہیں پہنچ پاتیں اور ان کی امت کی عظمت کے سامنے تمام امتوں کی عظمتیں کم نظر آتی ہیں۔

سهل الخليقة لا تخشى بوادره يزينه خصلتان الحلم والكرم

یہ نرم مزاج ہیں اور ان کے غصے کا ڈر نہیں اور یہ دو اوصاف ان کے اخلاق کو مزین کیے ہوئے ہیں۔

من معشر حبهم دين وبغضهم كفر وقربهم منجى ومعتصم

لوگوں کا ان (آل رسول) سے محبت کرنا عین دین ہے اور ان سے بغض و کینہ رکھنا عین کفر ہے ان کا قرب ہی نجات دینے والا اور بچانے والا ہے۔

يستدفع السوء والبلوى بحبهم ويستزاد به الاحسان والنعم

ان کی محبت کے صدقہ میں شر اور بلائیں دور ہوتی ہیں، اور ان کے وسیلے سے احسان خدا اور نعمات الٰہی کو حاصل کیا جاتا ہے۔

مقدم بعد ذكر الله ذكرهم في كل فرض ومختوم به الكلم

ذکرِ خدا کے بعد ہر روز ان کا ذکر سب سے مقدم و افضل ہے اور انہی کے ذکر کے ساتھ کلام کا اختتام ہوتا ہے۔

ان عدّ اهل التقى كانوا آئمتهم او قيل من خير اهل الارض قيل هم

اگر اہل تقوی کو شمار کیا جائے تو یہ متقیوں کے امام نظر آئیں گے اور اگر کوئی کہے زمین پر سب سے افضل کون ہیں؟ تو بھی کہا جائے گا سب سے افضل یہی ہیں۔

لا یستطیع جواد بعد غایتهم ولا یدانیهم قوم وان کرموا

کوئی بھی سخی ان کی بلندی کو نہیں پہنچ سکتا اور کوئی بھی قوم چاہے جتنی بھی سخاوت کر لے ان کی برابری نہیں کر سکتی۔

یأبی لهم ان یحل الذم ساحتهم خیم کریم وایدٍ بالندی هضم

ان کا اخلاق ان کے در پر مذمت کو آنے نہیں دیتا اور ان کے ہاتھوں کی سخاوتیں ہر وقت جاری ہیں۔

لا یقبض العسر بسطا من اکفهم سیان ذلك ان اثروا وان عدموا

حالات کی تنگی ان کے سخاوت کو کم نہیں کرتی چاہے ان کے پاس مال ہو یا کچھ نہ ہو ان کی سخاوت کے انداز نہیں بدلتے۔

امام سجاد (علیہ السلام) کی شہادت: حضرت امام سجاد (علیہ السلام) نے اپنے کردار و عمل سے ظالموں اور نام نہاد مسلمان حکمرانوں کو خوف میں مبتلا کر رکھا تھا، امام سجاد (علیہ السلام) کبھی تو اپنے مظلوم بابا حضرت امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت اور سانحہ کربلا کے مصائب پر گریہ کرتے، کبھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سر انجام دیتے اور کبھی اپنے کردار و عمل کے ذریعے لوگوں کو ہدایت کے راستے کی رہنمائی کرتے۔

حضرت امام سجاد (علیہ السلام) کے طرز عمل سے لوگوں کو امام حسین (علیہ السلام) اور اہل بیت رسول (علیہم السلام) کی مظلومیت سے آگاہی مل رہی تھی، نسل در نسل اہل بیت (علیہم السلام) کے حقوق کو غصب کرنے والوں کے اصل چہرے لوگوں پہ عیاں ہو رہے تھے، لوگوں کے دلوں پہ حکمرانوں کی بجائے اہل بیت (علیہم السلام) کا اقتدار مضبوط سے مضبوط تر ہو رہا تھا۔

اور یہی وہ بات تھی جس نے بنی امیہ کے لیے حضرت امام سجاد (علیہ السلام) کے مقدس وجود کو خطرہ بنا دیا تھا اور وہ نبوت کی نیابت میں روشن اس شمعِ امامت کو بجھانے کے درپے ہو گئے، آخر میں اس ظلم کو ڈھانے کی ذمہ داری ولید بن عبدالملک اور بعض روایات کے مطابق ہشام بن عبدالملک کو سونپی گئی کہ جس نے ایک کھانے میں زہر ملا کر حضرت امام سجاد (علیہ السلام) کو کھلا دیا۔

امام زین العابدین (علیہ السلام) کی شہادت 57 سال کی عمر میں 95 ہجری میں ہوئی، آپ نے اپنی زندگی کے دو سال اپنے دادا حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب (علیہ السلام)، 10 سال امام حسن (علیہ السلام) کے ساتھ اور 23 سال امام حسین (علیہ السلام) کے ساتھ گزارے اور اپنے بابا کی شہادت کے بعد 34 سال اس دنیا میں رہے۔

امام محمد باقر (علیہ السلام)

نام ولقب: آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) میں سے پانچویں امام کا نام مبارک محمد اور لقب باقر ہے، عام طور پر آپ کو کتابوں اور گفتگو میں امام محمد باقر (علیہ السلام) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

تاریخ و مقام ولادت: حضرت امام محمد باقر (علیہ السلام) کی ولادت باسعادت سن 57 ہجری میں مدینہ میں ہوئی۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ جناب فاطمہ بنت امام حسن بن علی بن ابی طالب (علیہم السلام) ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) جناب فاطمہ بنت امام حسن (علیہ السلام) کے بارے میں فرماتے ہیں:

كانت صِديقة لم يدرك في آل الحسن مثلها ۔

یعنی: فاطمہ بنت امام حسن (علیہ السلام) صدیقہ تھیں اور امام حسن (علیہ السلام) کی اولاد میں اِن سے زیادہ برگزیدہ کوئی نہیں تھا۔

باقر کا معنی پھیلانا ہے اور آپ کو باقر کے لقب سے یاد کیے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے ہر طرح کے علوم کو پھیلانے میں بھرپور کردار ادا کیا اور آباء و اجداد سے ملنے والے علومِ نبوت اور علوم کے پوشیدہ خزانوں کو دنیا تک پہنچایا۔ تمام علوم کے علماء آپ کے علوم سے اب تک مستفید ہو رہے ہیں، تمام تشنگانِ علم کی منزل مقصود آپ کی ہی ذات گرامی تھی، آپ کے پاس تعلیم حاصل کرنے والوں میں سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ محدث مکہ اور امام ابو حنیفہ سر فہرست ہیں۔ ([109])

اولاد: امام محمد باقر (علیہ السلام) کی اولاد کی تعداد سات ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:

(1): امام جعفر صادق (علیہ السلام) (2): عبد اللہ۔ ان کی والدہ جناب ام فروۃ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر ہیں۔

(3): ابراہیم، (4): عبید اللہ۔ ان کی والدہ ام حکیم بنت اسد ثقفیہ ہیں۔

(5): علی، (6): زینب۔ ان کی والدہ ام ولد (کنیز) ہیں۔

(7): ام سلمہ، ان کی والدہ ام ولد (ایک دوسری کنیز) ہیں۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے جلیل القدر صحابی جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے

[109]) کتاب الامام الصادق ص 22 طبع اول مؤلف شیخ ابو زہرۃ

ہیں کہ ایک دفعہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے مجھ سے فرمایا: تم اس وقت تک زندہ رہو گے کہ جب تک تم حسین (علیہ السلام) کی نسل سے میرے بیٹے سے نہیں مل لیتے کہ جس کا نام محمد ہے اور وہ علم کو ہر طرف پھیلائے گا جب تم اس سے ملنا تو اسے میرا اسلام کہنا۔ پس میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فرمان کے مطابق امام باقر (علیہ السلام) سے ملاقات تک زندہ رہا اور جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان کا ہاتھ چوما اور انھیں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا پیغام پہنچایا۔ امام باقر (علیہ السلام) نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود و سلام بھیجا۔

ایک دن حضرت امام باقر (علیہ السلام) اپنے اصحاب کے ساتھ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اس دوران ایک بوڑھے شخص نے دروازہ میں کھڑے ہو کر امام باقر (علیہ السلام) کو ان الفاظ میں سلام کیا: السلام علیك یا ابن رسول الله ورحمة الله وبركاته۔

امام باقر (علیہ السلام) نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

تو اس بوڑھے شخص نے کہا: اے فرزند رسول (ص) میں آپ پر قربان ہو جاؤں خدا کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور ہر اس شخص سے بھی محبت کرتا ہو کہ جو آپ سے محبت رکھتا ہے اور میری یہ محبت دنیا کی کسی لالچ کے لیے نہیں ہے، اور میں آپ کے دشمن سے بغض رکھتا ہوں اور اس سے برائت اور لاتعلقی کا اعلان کرتا ہوں اور میرا آپ کے دشمن

سے بغض رکھنا میرے اور اس کے درمیان کسی ذاتی اختلاف کی بنا پر نہیں ہے، اور میں آپ کی حلال کردہ اشیاء کو حلال سمجھتا ہوں اور آپ کی حرام کردہ اشیاء کو حرام قرار دیتا ہوں، اور میں آپ کے حکم کا منتظر رہتا ہوں، میری جان آپ پر قربان ہو جائے کیا آپ میرے لیے خیر و بھلائی کی امید رکھتے ہیں؟

امام (علیہ السلام) نے فرمایا: ایک دفعہ میرے والد کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے ان سے یہی سوال کیا تو میرے والد نے اس سے فرمایا: جب تم مروگے تو تمہیں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، حضرت علی (علیہ السلام)، حضرت حسن (علیہ السلام) اور حضرت حسین (علیہ السلام) کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا جس سے تمہارا دل پُر سکون اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی، مرنے کے بعد تمہارا استقبال رحمت و ریحان سے ہو گا اور تم ہمارے ساتھ جنت کے اعلیٰ مقام میں ہوگے۔

اس بوڑھے شخص نے یہ جواب سن کے خوشی سے روتے ہوئے کہا: اللہ اکبر میں آپ کے ساتھ جنت کے اعلیٰ مقام میں ہوں گا۔ اس کے بعد اس نے امام باقر (علیہ السلام) کا ہاتھ چوما اپنی آنکھوں پہ لگایا اور اسے اپنے چہرے اور سینے پہ مس کیا۔

اس کے بعد وہ بوڑھا شخص امام (علیہ السلام) سے اجازت لینے کے بعد واپس چلا گیا۔

امام محمد باقر (علیہ السلام) نے اس وقت فرمایا: جو بھی اہل جنت میں سے کسی شخص کو دیکھنا

چاہتا ہے تو وہ اسے دیکھے۔

اہل بیت (علیہم السلام) کے شیعہ کی یہی صحیح تعریف ہے کہ وہ اہل بیت (علیہم السلام) کی حلال کردہ اشیاء کو حلال اور حرام کردہ اشیاء کو حرام قرار دیتا ہے اور خدا کی خوشنودی و رضا کے حصول کی خاطر اہل بیت (علیہم السلام) کے چاہنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور اہل بیت (علیہم السلام) کے دشمنوں سے بغض رکھتا ہے۔

شہادت: حضرت امام محمد باقر (علیہ السلام) کی شہادت 114 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ (علیہ السلام) نے اپنی زندگی کے چار سال امام حسین (علیہ السلام) کے ساتھ اور 39 سال اپنے بابا کے ساتھ گزارے اور اپنے بابا کی شہادت کے بعد 18 سال تک زندہ رہے۔

امام جعفر صادق (علیہ السلام)

نام ولقب: آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) میں سے چھٹے امام کا نام مبارک ""جعفر"" اور مشہور لقب ""صادق"" ہے۔آپ کو عام طور پر امام جعفر صادق (علیہ السلام) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

تاریخ ومقام ولادت وشہادت: حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر (علیہما السلام) کی ولادت باسعادت 17 ربیع الاول 80 ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور آپ کی شہادت 148 ہجری میں مدینہ میں ہی ہوئی۔

والدہ: حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) کی والدہ جناب ام فروۃ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر ہیں اور جناب ام فروۃ بنت قاسم کی والدہ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابو بکر ہیں۔

اولاد: حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) کی اولاد کی تعداد دس ہے کہ جن میں سے سات بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں کہ جن کے نام درج ذیل ہیں:

(1):اسماعیل، (2):عبداللہ، (3):اسماء کہ جن کی کنیت ام فروۃ ہے۔ان کی والدہ جناب فاطمہ بنت حسین بن علی بن حسین ہیں۔

(4):امام موسی کاظم،(5): محمد کہ جو "دیباج" کے نام سے معروف ہیں، (6): اسحاق،(7):فاطمہ کبری۔ان کی والدہ جناب حمیدۃ بربریہ ہیں۔

(8):عباس،(9): علی،(10):فاطمہ صغری۔ یہ مختلف ماؤں کے بطن سے ہیں۔

اہل سنت کے معروف عالم دین شیخ ابو زہرۃ اپنی کتاب الامام الصادق میں لکھتے ہیں: امام جعفر صادق (علیہ السلام) نے علم کے گھوارے اور منبع و مرکز میں پرورش پائی اور بیتِ نبوت میں پروان چڑھے کہ جہاں انہوں نے سینہ باسینہ ملنے والے علمِ نبوت کو وراثت میں اپنے بزرگوں سے حاصل کیا اور اپنے جد امجد رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے شہر میں زندگی گزاری اور اس پاک و طاہر پودے سے غذا کھائی، انہوں نے جو کچھ بھی سیکھا جو کچھ بھی انھیں ملا جس چیز کا بھی انھیں تجربہ حاصل ہوا اس سے ان کے دل میں حکمت و دانائی کا نور روشن ہو گیا۔

امام جعفر صادق (علیہ السلام) اپنے زمانے میں فکری طاقت تھے، انھوں نے صرف اسلامی دروس، علومِ قرآن، سنتِ نبوی اور عقاید کی تدریس پہ اکتفانہ کیا بلکہ انھوں

نے کائنات کے علوم واسرار کی تعلیم وتدریس کی طرف رُخ کیا اور اپنی ہر چیز پر دسترس رکھنے والی عقل کے ذریعے افلاک کے ڈھانچے وڈیزائن اور سورج، چاند اور ستاروں کے مداروں کو کھرید ڈالا۔ اسی طرح انھوں نے انسانی جسم و روح کے حوالے سے علوم کی تدریس پہ بھی خاص توجہ دی۔

اگر تاریخ اس بات کا اقرار کرتی ہے کہ سقراط نے علمِ فلسفہ کو آسمان سے اتار کر انسان تک پہنچایا تو تاریخ اس بات کی بھی گواہی دیتی ہے کہ امام جعفر صادق (علیہ السلام) نے لوگوں کو آسمان، زمین، انسان اور ادیان کی شریعتوں سے متعلق ہر چیز کی تعلیم دی۔

امام جعفر صادق (علیہ السلام) تمام اسلامی علوم میں امام کی حیثیت رکھتے ہیں کہ جن کی طرف تمام اسلامی علوم کو جاننے کے لیے رجوع کیا جاتا ہے، وہ تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور فقہاء کے درمیان اختلافِ رائے کی صورت میں اِنہی کی بات فیصلہ کُن اور صحیح شمار ہوتی ہے، امام ابو حنیفہ اِنہی کو فقہ میں اپنا استاد مانتے ہیں۔

جہاں تک امام جعفر صادق (علیہ السلام) کی ذاتی و عقلی صفات کا تعلق ہے تو وہ اپنی صفات کی بدولت تمام اہلِ زمین سے بلند ہیں اور اہلِ زمین کو کہاں سے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اہلِ سماء سے خود کا تقابل و موازنہ کریں؟ امام جعفر صادق (علیہ السلام) حق سے تمسک، روح و نفس کی پاکیزگی و ریاضت، علم اور عبادت کی طرف توجہ، دنیا اور اس کی

محبت سے دوری اور اندھیرے کو ختم کرنے والی بصیرت میں بلندیوں کی انتہا پہ فائز ہیں اور وہ ایسے اخلاص کے مالک تھے کہ جس سے بلند کسی کا اخلاص نہیں ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے وہ اخلاص کے مرکز و منبع اور شجرِ نبوت سے ہیں اور اگر عترتِ رسول (ص) اور خدا کی بے نیام سونتی ہوئی تلوار اور اسلام کے شہسوار علی بن ابی طالب (ع) کے پوتوں میں اخلاص نہ ہوگا تو پھر کس میں ہوگا؟ حضرت علی (علیہ السلام) کے پوتوں نے نسل در نسل اپنے آباء و اجداد سے اخلاص کو وراثت میں پایا، وہ اللہ کی خوشنودی کی خاطر محبت کرتے تھے اور اللہ کی ہی رضا کے حصول کے لیے نفرت کرتے تھے اور اِسے ایمان کے اصولوں اور خدا پہ یقین کے مظاہر میں شمار کرتے تھے۔

یہ اُس طویل ترین گفتگو کا بہت ہی کم حصہ تھا کہ جو ابو زہرۃ نے اپنی کتاب الامام الصادق میں حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) کے بارے میں کی ہے۔

شہرستانی اپنی کتاب الملل والنحل میں حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) کے بارے میں لکھتے ہیں: وہ دین اور ادب میں بہت زیادہ صاحبِ علم، حکمت و دانائی میں کامل ترین شخصیت اور خواہشات کے حوالے سے بے انتہا زہد و پرہیزگاری اور مکمل تقویٰ کے مالک تھے۔

کتاب مطالب السؤل کے مؤلف کہتے ہیں: جہاں تک امام جعفر صادق (علیہ السلام) کے مناقب اور صفات کا تعلق ہے تو وہ کسی بھی شمار کرنے والے کی گنتی سے زیادہ ہیں، ان کے مناقب کی انواع و اقسام بصارت کی آنکھیں کھلی رکھنے والے کی عقل کو حیرت زدہ کر دیتی ہیں، اُن کے دل پر مسلط بے شمار علوم کی حالت یہ ہے کہ جن احکام کی دلیل و علت درک نہیں ہو سکتی اور جن علوم کا احاطہ کرنے سے عقلیں قاصر ہیں اُن احکام و علوم کی نسبت امام جعفر صادق (علیہ السلام) کی طرف دی جاتی ہے اور انھیں اُن سے نقل کیا جاتا ہے۔

اگر ہم امام جعفر صادق (علیہ السلام) کے بارے میں علماء اور محققین کے اقوال لکھنا شروع ہو جائیں تو اس کے لیے ایک پوری کتاب کی ضرورت ہے۔

امام جعفر(ع) کے مناقب: ابو زہرۃ لکھتے ہیں: بہت سے مفسرین کا کہنا ہے کہ **وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا** [110] والی آیت حضرت علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی شان میں نازل ہوئی ہے، اور یہ بات ثابت ہے کہ علی بن ابی طالب (علیہ السلام) صحابہ میں سب سے زیادہ سخی تھے بلکہ وہ سارے عرب سے بڑے سخی تھے اور اُن کے بعد اُن کی اولاد بھی سخاوت میں اُنہی کی مانند تھی۔ایک دفعہ ایک

---

[110] سورة الإنسان: 8

ضرورت مند حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) کے پاس آیا تو امام جعفر صادق (علیہ السلام) نے اسے چار سو درہم عطا کیے جنہیں لے کر وہ شکریہ ادا کرتا ہوا چلا گیا پھر امام جعفر صادق (علیہ السلام) نے اُسے واپس بلایا اور فرمایا: سب سے بہترین صدقہ وہ ہوتا ہے جو بے نیاز ومالدار کر دے اور ہم نے تمہیں بے نیاز ومالدار نہیں کیا لہذا یہ انگوٹھی لے لو میں نے اسے دس ہزار درہم میں لیا تھا۔

جب رات ہو جاتی امام جعفر صادق (علیہ السلام) روٹیوں، گوشت اور دراہم سے بھری تھیلیاں بوری میں ڈال کر کندھے پہ رکھ لیتے اور اپنے آباء واجداد کی مانند اس طرح سے ضرورت مندوں میں انھیں تقسیم کرتے کہ وہ یہ جان ہی نہ پاتے کہ ان کو عطا کرنے والا کون ہے۔

کتاب حلية الأولياء میں لکھا ہوا ہے کہ امام جعفر بن محمد (علیہ السلام) ضرورت مندوں کو اتنا عطا کرتے کہ ان کے اپنے اہل وعیال کے لیے کچھ نہ بچتا۔

اگر دو افراد مال کی وجہ سے آپس میں جھگڑتے تو امام جعفر صادق (علیہ السلام) اپنا ذاتی مال دے کر ان میں صلح کرواتے۔

ایک دفعہ امام جعفر صادق (علیہ السلام) نے اپنے غلام کو کوئی چیز لینے کے لیے بھیجا تو وہ کافی دیر گزرنے کے بعد بھی نہ آیا لہذا جب امام جعفر صادق (علیہ السلام) خود اس کی

تلاش میں نکلے تو اسے ایک جگہ سویا ہوا دیکھا امام (علیہ السلام) اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور اسے کسی چیز سے ہوا دینا شروع کر دی۔

منصور دوانیقی نے کئی بار امام جعفر صادق (علیہ السلام) کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن جب بھی وہ امام (علیہ السلام) کو دیکھتا تو اس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور وہ اپنے ارادے پہ عمل کرنے کی بجائے ان کا احترام کرتا۔ منصور نے امام جعفر (علیہ السلام) کو لوگوں سے ملنے جلنے سے روک دیا تھا اور اسی طرح سے لوگوں کے امام جعفر (علیہ السلام) سے ملنے پہ بھی پابندی لگا دی تھی۔

علامہ اقبال (رح)

تو هم آن می بگیر از ساغر دوست
که باشی تا ابد اندر بر دوست
سجودی نیست ای عبدالعزیز این
بروبم از مژه خاك در دوست
تو سلطان حجازی من فقیرم
ولی در کشور معنی امیرم
جهانی کو ز تخم لا اله رست
بیا بنگر بآغوش ضمیرم
سرا پا درد درمان ناپذیرم
نه پنداری زبون و زار و پیرم
هنوزم در کمانی میتوان راند
ز کیش ملتی افتاده تیرم
بیا با هم در آویزیم و رقصیم
ز گیتی دل برانگیزیم و رقصیم
یکی اندر حریم کوچه ی دوست
ز چشمان اشک خون ریزیم و رقصیم
ترا اندر بیابانی مقام است
که شامش چون سحر آئینه فام است

بهر جائی که خواهی خیمه گستر
طناب از دیگران جستن حرام است
مسلمانیم و آزاد از مکانیم
برون از حلقه ی نه آسمانیم
بما آموختند آن سجده کز وی
بهای هر خداوندی بدانیم
ز افرنگی صنم بیگانه تر شو
که پیمانش نمی ارزد بیك جو
نگاهی وام کن از چشم فاروق
قدم بیباك نه در عالم نو

مدح جناب زہراء (س)/علامہ اقبال (رح)

مریم از یك نسبت عیسیٰ عزیز
از سه نسبت حضرت زهراء عزیز
نورچشم رحمة للعالمین
آں امام الاولین و آخرین
آنکه جاں در پیکر گیتی دمید
روزگار تازه آئین آفرید
بانوے آن تاج دار هل اتی
مرتضیٰ، مشکل کشاء، شیر خدا
پادشاه وکلبه ای ایوان او
یك حسام و یك زره سامان او
مادر آن مرکز پرکار عشق
مادر آں کارواں سالار عشق
آن یکی شمع شبستان حرم
حافظ جمعیت خیر الامم
تا نشینند آتش پیکار و کین
پشت با زد بر سر تاج و نگین
و آن دگر مولای ابرار جهان
قوت بازوی احرار جهان
در نوای زندگی سوز از حسین

اهل حق حریت آموز از حسین
سیرت فرزندها از امهات

جوهر صدق و صفا از امهات

مزرع تسلیم را حاصل بتول
مادران را اسوهٔ کامل بتول

آہ جنت البقیع/رضا سرسوی

آئے تھے مدینہ میں تری کرنے زیارت
دل ٹکڑے ہوا دیکھ کے بی بی تری غربت
اب بھی ہے مسلمانوں کو تجھ سے یہ عداوت
اک شمع کو محتاج ہے زہراءؑ تری تربت

روضہ ترا ویران ہے یا فاطمہ زہراءؑ
بکھرا ہوا قرآن ہے یا فاطمہؑ زہراءؑ

آقا کا کفن بھی ابھی میلا نہ ہوا تھا
دروازہ جلا کر تیرے پہلو پہ گرایا
دو پسلیاں ٹوٹیں ترا محسن گیا مارا
بے ساختہ اس وقت پڑھا تو نے یہ نوحہ

بے درد لعینوں سے بچا لیجئے بابا
ہیں آپ جہاں مجھ کو بلا لیجئے بابا

یاد آگئی بے چارگیٔ فاتحِ خیبر
افسوس گرفتار ستم ہو گئے حیدرؑ
چلاتی رہی بہرِ مدد بنتِ پیغمبرؐ
سر پیروں پہ اماں کے رکھے روتے تھے سرورؑ

اس ظلم کے طوفان سے کس کس کو نکالیں
بچوں کو سنبھالیں کہ علیؑ خود کو سنبھالیں

یاد آگیا وہ زینبؑ و کلثومؑ کا گریہ
چلاتے تھے شبیرؑ کہ آ جایئے نانا
یہ دیکھئے امت نے ہمیں کیسا ستایا
کچھ روز میں کیا ایسا بدلتا ہے زمانہ

خود آکے ذرا دیکھئے اماں کی یہ حالت
اس طرح دیا جاتا ہے کیا اجرِ رسالت

یاد آگیا بی بی ترا دربار میں جانا
بیٹھے ہیں ستمگار کھڑی روتی ہے زہراءؑ
دو لفظ تسلی کے بھی کوئی نہیں دیتا
کیا ایسے دیا جاتا ہے اک باپ کا پرسہ

اٹھتے تھے نبی جس کے لیے کب سے کھڑی ہے
کم ظرف سے بد بخت سے حق مانگ رہی ہے

جب تک رہی دنیا میں تڑپتی رہی زہراءؑ
دن رات مدینہ میں یہی پڑھتی تھی نوحہ
سینے سے مجھے اپنے لگا لیجئے بابا
ہو جاتا سیاہ دن پہ اگر وقت یہ پڑتا

ظالم پہ اثر کچھ نہیں فریاد کا میری
کیا ہو گا خدا جانے اب اولاد کا میری

دن رات اسی غم میں تڑپتی رہی زہراءؑ
کیا ہو گا خدا جانے مرے بعد علیؑ کا
چھٹ جائے گی کچھ روز میں ہی مجھ سے تو یہ دنیا
دے گا مرے بچوں کو بھلا کون سہارا

افسوس صد افسوس سفر کر گئی زہراءؑ
تنہا ہیں علی کوئی نہیں، مر گئی زہراءؑ

چھ ماہ بھی سہ پائی نہ بابا کی جدائی
دنیا سے سفر کر ہی گئی غم کی ستائی
مل ہی گئی ہر ظلم سے زہراؑ کو رہائی
تاریخ سے پوچھے کوئی حیدرؑ کی دُہائی

جب فاطمہؑ زہراؑ کو کفن دیتے تھے مولا
ہاتھوں سے کلیجے کو پکڑ لیتے تھے مولا

تیار ہوا جیسے ہی زہراؑ کا جنازہ
تب آخری دیدار کو بچوں کو بلایا
سر پیروں پہ رکھے ہیں حسنؑ پڑھتے ہیں نوحہ
کچھ دور کھڑا روتا ہے زہراؑ کا چھیتا

تب بند کفن توڑ کے چلاتی ہے زہراؑ
آ سینہ سے لگ جا مرے اب جاتی ہے زہراؑ

ہے چاروں طرف سارے مدینہ میں اجالا
اک قبر ہے زہراؑ کی جہاں پر ہے اندھیرا
تربت کو تری تکتا ہے سرکارؐ کا روضہ
ملتی ہے ہمیں روز سزا فاطمہ زہراؑ

زوّاروں کو یہ روز سزا دیتے ہیں ظالم
روتے ہیں تو جالی سے ہٹا دیتے ہیں ظالم

کل آپ کا رونا نہ ہوا ان کو گوارا
لگتا ہے برا آج عزاداروں کا رونا
ہے چاروں طرف آج تیری قبر پر پہرہ
یہ ڈھونڈھتے ہیں کوئی اذیت کا بہانا

روتے ہیں عزادار تو ہنستے ہیں ستم گر
چھو سکتا نہیں کوئی تری قبر کو جا کر

کیا تیری کنیزوں پہ گزرتی ہے قیامت
ملتی ہی نہیں قبر پہ جانے کی اجازت
کوشش بھی کرے کوئی تو کہہ دیتے ہیں بدعت
ہر دشمن زہراءؑ پہ ہو سو مرتبہ لعنت

ہنستا ہوا ہر ایک ستم گر نظر آیا
ہم کو تو یہاں شام کا منظر نظر آیا

یاد آتا ہے وہ زینبؑ مضطر کا تڑپنا
بے گور و کفن دھوپ میں تھا بھائی کا لاشہ
بابا کی اگر یاد میں روتی تھی سکینہؑ
گالوں پہ طمانچے تو کبھی پشت پہ درہ

لاشہ شہ مظلوم کا مقتل میں پڑا تھا
زنجیروں میں جکڑا ہوا بیمار کھڑا تھا

ہر وقت بقیعہ میں لگا رہتا ہے پہرہ
کھلتا ہے ذرا دیر کو دروازے کا تالا
تربت کو تری دیکھ کے پھٹتا ہے کلیجہ
اک فاتحہ تربت پہ کوئی پڑھ نہیں سکتا

اے کاش تری قبر کو آنکھوں سے لگائیں
یہ دورِ جفا ختم ہو پردہ سے وہ آئیں

ہم قبر پہ بی بی تری آ بھی نہیں سکتے
ہم حال جدائی کا سنا بھی نہیں سکتے
جو دل پہ گزرتی ہے بتا بھی نہیں سکتے
دو اشک ترے غم میں بہا بھی نہیں سکتے

تربت کا نشاں بھی یہ مٹانے پہ اڑے ہیں
ہم دُور ہیں نزدیک یہ شیطان کھڑے ہیں

اُٹھا شب تاریک میں زہراؑ کا جنازہ
کچھ لوگوں سے ناراض گئیں فاطمہ زہراؑ
آئے جو علیؑ لے کے بقیعہ میں جنازہ
تب قبر سے آئی یہ صدا لاڈلی آ جا

لا دے دے علیؑ میری امانت مجھے دے دے
بچوں کو سنبھال اور یہ میت مجھے دے دے

خاموش کھڑے روتے ہیں سب ہائے عزادار
ماتم نہ تری قبر پہ کر پائے عزادار
مٹی نہ تری قبر کی چھو پائے عزادار
یہ زخم مدینہ سے نیا لائے عزادار

کس طرح سے لُوٹا ہے محمدؐ کے چمن کو
ماں قبر کو محتاج ہے شبیرؑ کفن کو

اے کاش ! تری قبر پہ دو اشک بہاتے
مٹی کو تری قبر کی آنکھوں کو لگاتے
جو زخم ہیں سینے میں عزادار دکھاتے
زوار تری قبر پہ اک شمع جلاتے

مجبور ہیں یہ قبر پہ آنے نہیں دیتے
دو گُل بھی عقیدت کے چڑھانے نہیں دیتے

ہر ایک یہی کرکے دعا گھر کو ہے لوٹا
آ جایئے آ جایئے آ جایئے آقا
لے لیجئے شیطانوں سے مظلومہ کا بدلا
آپ آئیں تو تیار ہو معصومہ کا روضہ

ان سارے یزیدوں کو زمانے سے مٹا دو
پھر فرشِ عزاء سارے مدینہ میں بچھا دو

بس اتنا بتا دیجئے کب آئیں گے مولا
کب تک ہمیں تڑپائے گی یہ آل امیہ
کب پرچم عباس مدینہ میں سجے گا
کب حیدری نعروں سے یہ گونجے گا زمانہ

جب لے کے حضور آئیں گے عباسؑ کا پرچم
دل کھول کے ہو گا یہاں شبیرؑ کا ماتم

جی بھر کے کریں اہل عزا مجلس و ماتم
ہر در پہ نظر آئے وفادار کا پرچم
ہر ملک میں دنیا کو نظر آئیں فقط ہم
ہر لب پہ ہو شبیرؑ ہر اک آنکھ ہو پر نم

ہر آنکھ میں مظلوم ترا غم نظر آئے
ہر ہاتھ میں عباسؑ کا پرچم نظر آئے

کیا اور رضا لکھے کہ ٹکڑے ہے کلیجہ
روضہ ترا تیار ہو یا فاطمہؑ زہراء
دیں سارے عزادار ترے لال کو پرسہ
گونج اٹھے مدینہ میں ہر اک سمت یہ نعرہ

ہیں جتنے فدک خور وہ دوزخ میں جلیں گے
جنت میں فقط شہؑ کے عزادار رہیں گے

اجڑا ہوا جنت البقیع / مولانا ظہیر الہٰ آبادی

جو بھی گزر گئی ہے بتا جنت البقیع
کچھ داستانِ ظلم سنا جنت البقیع

ہر درد کا علاج میسر ہوا مجھے
بھرتا نہیں ہے درد ترا جنت البقیع

گویا شہید پھر سے کیے گئے اہل بیتؑ
جب نجدیوں کے ہاتھوں گرا جنت البقیع

یارب شکستہ دل لیے مدت سے مصطفیٰؐ
دیکھا کئے ہیں کیسے بھلا جنت البقیع

ہے مادرِ حسین کا مدفن وہ سنگلاخ
جس کو زمانے بھر نے کہا جنت البقیع

رکھے ہے اپنے سینے میں بنت رسولؐ کو
رب سے شرف یہ تجھ کو ملا جنت البقیع

یہ بھی تو ایک قسم کا بیداد و ظلم ہے
ہے سامنے ہی اجڑا ہوا جنت البقیع

مظلومیٔ حسین کی عظمت تو دیکھئے

دیکھے ہے سوئے کرب وبلا جنت البقیع

ہر سال احتجاج تو کرتے ہیں ہم مگر

حق تیرا ہو سکا نہ ادا جنت البقیع

جانا ضرور چاہوں گا ممکن ہوا اگر

اس عمر میں ہی میرے خدا جنت البقیع

کہہ دینا اس حقیر کا جا کے سلام تم

جانا جو میرے بھائی ذرا جنت البقیع

رہ جائیں گی کیا یونہی مری خواہشات دل

میں بھی ظہیر دیکھوں بنا جنت البقیع

بقیع / مولانا عامر رضوی دریاآبادی

ہیں کائنات میں پھیلے در ثمین بقیع
جڑا ہے خاتم افلاک پر نگین بقیع
سہیم نورِ نجف ہے یہ سرزمین بقیع
سفیر مملکت عرش ہیں مکین بقیع

بیاض قلب میں تحریر راز کہتے ہیں
یہ وہ زمیں ہے جسے حق نواز کہتے ہیں

محیط عالم امکان ہے یقین بقیع
چراغ طور سے بہتر ہے آفرین بقیع
حجاب مصلحت حق میں ہے امین بقیع
جناں بدوش ہے یہ صورتِ حسین بقیع

یہ رخت انس و محبت میں پھول ٹانکتی ہے
یہ وہ زمیں ہے جو تاروں کو نور بانٹتی ہے

عروج نغمہ داؤد ہے صدائے بقیع
سرور کشور رضوان ہے نوائے بقیع
زمین قم میں بھی شامل ہے کچھ ادائے بقیع
زیارت کرب وبلا میں بھی ہے ضیاء بقیع

اسی کے عشق سے سب ذی کمال ہوتے ہیں
اسی زمین پہ چار آفتاب سوتے ہیں

چراغ بیت رسول زمن کی تربت ہے
جمل سے پوچھو شہ صف شکن کی تربت ہے
خضر گواہ ہیں شیریں سخن کی تربت ہے
اسی زمیں پہ امام حسن کی تربت ہے

رضائے خالق کونین جن کے ہاتھ میں ہے
مزار عابد مضطر چچا کے ساتھ ہے

ہر ایک علم و کمال و ہنر میں ماہر کی
ہر ایک حال میں رب جہاں کے شاکر کی
کہ جس نے علم کے سوغات سب پہ ظاہر کی
یہیں پہ قبر ہے مولا امام باقر کی

یہیں پہ سوئی ہے آیت کلام ناطق کی
یہیں ساتھ ہی لحد ہے امام صادق کی

کیا گیا ابن مظعون کو یہیں پہ نہاں
قبور عاتکہ، صفیہ، عقیل بھی ہیں یہاں
یہیں پہ حضرت ام البنین ہیں پنہاں
ہیں دفن یہاں ابن عباس حافظ قرآں

ہر ایک شخص کو اس کا شرف بتایا تھا
یہاں نبی نے ابراہیم کو سلایا تھا

لبھائے بلبل جنت اسی کے گن گا ہیں
نہ جائیں حوریں جناں گر یہاں پہ آ جائیں
اب اس کی اور فضیلت کہو تو بتلائیں
یہیں پہ دفن ہوءیں مومنین کی مائیں

نظارہ اس کا بڑا دل نشین لگتا تھا
یہیں پہ فاطمہ بنت اسد کا روضہ تھا

رسول کرتے تھے آ کر یہاں دعا اکثر
نبی نے آ کے یہاں دی تھی موت کی بھی خبر
عقیل بن ابی طالب کا بھی یہیں پہ تھا گھر
بنے مزار یہاں سلجوقیوں کے کہنے پر

یہاں پر ہر دل عظمت قیام کرتا ہے
یہاں کے ذروں کو سورج سلام کرتا ہے

رموزِ معدن حق کے عَلَن یہ روضے تھے
گل ریاض خدا کی پھبن یہ روضے تھے
سمیٹے خود میں جناں کے چمن یہ روضے تھے
وقار گنبد چرخ کہن یہ روضے تھے

رسول پاک کے راہ عمل کو چھوڑ دیا
یہود زادوں نے اک دن مزار توڑ دیا

یہ ناشران عداوت یہ پیروان حسد
یہ حاملان خباثت یہ حارثان حسد
فریب خوردہ، نجس نطفہ، صاحبان حسد
یہودی تخم کی شاخیں یہ مرحبان حسد

وہابیوں نے شقاوت سے ایسا کام لیا
گرا کے روضوں کو خیبر کا انتقام لیا

شکستہ قبروں پہ ایمان خون رونے لگا

لعین بنے دل انسان خون رونے لگا

زمیں کو گلشن رضوان خون رونے لگا

سرورق گرا قرآن خون رونے لگا

تہس نہس ہوئی خوشبو بھی پھول کے آگے

بقیع اجڑ گئی قبر رسول کے آگے

جنت البقیع کے انہدام پر مسلمانوں کا ردّ عمل

جب وہابیوں نے پہلی مرتبہ حجاز پر قبضہ کر کے جنت البقیع اور مقامات مقدسہ کو تباہ کیا تو اس وقت خلافت عثمانیہ موجود تھی تمام مسلمانوں کے اصرار اور اپنی سلطنت کے کھوئے ہوئے حصوں کو واپس لینے کے لیے عثمانی حکمرانوں نے اپنی تمام تر اندرونی اور بیرونی جنگوں کے باوجود وہابیوں پر لشکر کشی کی اور ان سے تمام مقبوضہ علاقے واپس لے کر تمام روضوں کو دوبارہ تعمیر کروایا اور اس سلسلہ میں تمام مسلمانوں نے عثمانی حکومت کا ساتھ دیا۔

لیکن جب وہابیوں نے دوسری مرتبہ حجاز اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں پر قبضہ کر کے وہاں موجود مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کو تباہ برباد اور مسمار کیا تو افسوس اس وقت پوری دنیا میں کہیں بھی مسلمانوں کی خود مختار اور مضبوط حکومت باقی نہ تھی کہ جو وہابیوں کی بربریت کا جواب دیتی اور مسلمانوں کے مقدسات کی دھجیاں اڑانے والوں کو قرار واقعی سزا دیتی۔

البتہ یہ ضرور ہوا کہ وہابیوں کے ہاتھوں جنت البقیع اور دیگر مقدس مقامات کے انہدام کی خبر جب مسلمانوں تک پہنچی تو ان میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی تقریباً مسلمانوں کے تقریباً سب بڑے بڑے شہروں میں وہابیوں کے خلاف جلوس نکالے گئے، اہل قلم

نے اس سانحہ کو اپنی تحریروں کا حصہ بنایا اور اس بربریت کی سخت الفاظ میں مذمت کی، اخباروں میں وہابیوں کے جرائم شہہ سرخیاں بنے، شعراء نے جنت البقیع کے انہدام پر نوحے لکھے اور وہابیوں کے مظالم کا ذکر اپنے اشعار میں کیا، لوگوں نے وہابی حکمرانوں کے خلاف اقدامات کرنے کے لیے اپنی حکومتوں اور دنیا کے بادشاہوں کو خط لکھے، کئی جگہ مسلمانوں نے ہر سال 8 شوال کو جنت البقیع کی یاد میں ماتمی تقاریب کا انعقاد کر شروع کر دیا۔

جنت البقیع اور دیگر مقدس مقامات کی تباہی کے بعد تمام مسلمانوں میں وہابیوں کے خلاف نفرت اور غم وغصے کی لہر دوڑ گئی بہت سارے اسلامی اور غیر مسلم ممالک سے مذہبی اور سیاسی افراد نے وہابیوں کے اس غلط اقدام کی مذمت کی، آذربائیجان، روس، ازبکستان، ترکمانستان، ایران، ترکی، افغانستان، عراق، چین، مغولستان اور ہندوستان وغیرہ کے لوگوں نے احتجاجات، جلسے، جلوسوں، خطوط اور دیگر مراسلاتی اور مواصلاتی ذرائع کے ساتھ اپنے غم وغصے کا اظہار کیا۔(111)

زائرین، حاجیوں اور اس وقت سعودی عرب میں موجود سیاسی وسماجی شخصیات نے جنت البقیع کے انہدام کے غمناک اور افسوسناک واقعے کو اپنی کتابوں اور ڈائریوں میں

[111]) تخریب و بازسازی بقیع، ص۵۵-۵۶؛ بقیع الغرقد، ص۵۲-۵۳.

لکھا(112)۔ یورپی ممالک کے بعض افراد نے بھی جنت البقیع کی ویرانی کے بعد اپنا آنکھوں دیکھا حال لکھا۔

جنت البقیع کے انہدام کے بعد کو مسلمانوں کا جو اُس وقت رد عمل سامنے آیا اس کے حوالے سے صرف چند واقعات کو تحریر کرتے ہیں اور اسی طرح انہدام جنت البقیع کی یاد میں ہر سال منعقد ہونے والے چند پروگراموں اور گزشتہ قریبی عرصہ میں اس حوالے سے دیکھے گئے اجتماعی ردّ عمل کا بھی ذکر کریں گے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ جنت البقیع کے انہدام کا جو زخم وہابیوں نے لگایا تھا وہ آج بھی حقیقی مسلمانوں اور باضمیر انسانوں کے دل میں تازہ ہے۔

انہدام کے بعد اہل عراق کا ردّ عمل

جنت البقیع کو وہابیوں کے ہاتھوں تباہ اور مسمار ہوتا دیکھنے والے ایک شیعہ شخص کی طرف سے حوزہ علمیہ نجف اشرف کے ایک عالم دین کو ایک خط موصول ہوا جس پہ 8 شوال 21 اپریل 1926ء کی تاریخ درج تھی اس خط کی تحریر یہ تھی:

["میں آپ کے سامنے صورت حال کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حجاز کے تمام

---

112) سفرنامه فرہاد میرزا، ص۱۷۰؛ سفرنامه مکه حسام السلطنه، ص۱۵۱-۱۵۲؛ چهل سال تاریخ ایران، ج۲، ص۶۲۴. تذکرة الطریق، ص۱۳۹.

علاقے بلا شرکتِ غیرے ابن سعود اور اس کی حکومت کے زیر تسلط آچکے ہیں ان علاقوں کے قریب ترین نقطہ سے لے کر دور ترین نقطہ تک شہروں اور دیہاتوں میں رہنے والے افراد میں کوئی ایک فرد بھی ابن سعود کے احکامات اور فیصلوں کی مخالفت کرنے کی جرأت نہیں رکھتا۔

کچھ عرصہ سے وہابیوں کا قاضی القضات (چیف جسٹس) شیخ عبداللہ بن بلیھد مدینہ منورہ میں آچکا ہے ایک دن جب اس کی مجلس مدینہ کے علماء سے بھری ہوئی تھی تو اس نے ان کے سامنے واضح الفاظ میں کہا جنت البقیع کے پورے قبرستان کو مسمار کرنے اور روئے زمین پر اس کے آخری نشان تک کو مٹانے کے لیے مذاہبِ اربعہ کے سب علماء کا متفق ہونا ضروری ہے، اور اسی ناپاک منصوبہ کے پیش نظر وہابیوں نے تمام روضوں کی زیارت کو ممنوع قرار دے دیا اور ان کے دروازوں کو بند کر دیا، بیس دن سے روضوں کی طرف جانے اور ان کی زیارت کرنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوئی، وہابی سپاہیوں نے نبی کریم (ص) کے روضہ مبارک کی ناکابندی کر رکھی ہے اور ہر زائر کو سیدہ نساء العالمین (س) کی زیارت کرنے اور نبی کریم (ص) کی ضریح کے قریب جانے سے روک رکھا ہے۔

وہابیوں کا قاضی القضات (چیف جسٹس) اس سلسلہ میں تمام علماءِ مدینہ کی متفقہ رائے حاصل کرنے میں ناکام رہا لیکن کچھ ہی دن کے بعد اس نے علماء کے ساتھ طاقت کا

استعمال کیا اور انھیں ڈرا دھمکا کر اپنے ساتھ ملا لیا اور بعض نے تو ابتداء سے ہی قاضی کی ہاں میں ہاں ملا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام علماء نے قاضی کی خواہش کے مطابق فتویٰ دے دیا۔

جس کے بعد اس نے جنت البقیع کے تمام مزاروں کو توڑنے اور مسمار کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ پھر پہلے وہابی فوج نے جنت البقیع کے تمام مقدس مزاروں کی عمارتوں میں موجود سامان، قالین، پردے، آویزاں اشیاء، شمع دان اور فانوس وغیرہ کو لُوٹا۔ اس لوٹ مار کے بعد مقدس روضوں کو گرانے اور مسمار کرنے کا ناپاک کام کیا گیا اور اس کام میں مدینہ کے تمام معماروں کو جبراً شریک کیا گیا۔

الغرض اب آئمہ طاہرین (علیھم السلام) کے واسطہ سے شفاعت کے امیدوار اور اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے خواہشمند تمام مومنین کو چاہیے کہ وہ اس دردناک خبر پر اٹھ کھڑے ہوں چاہے وہ عربی ہوں، یا فارسی ہوں، یا ہندوستانی ہوں، یا ترکی ہوں سب کے سب اپنی اپنی حکومتوں پر زور ڈالیں کہ وہ اس مصیبتِ کبریٰ کے خاتمے اور جو کچھ ہوا ہے اس کی تلافی کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں اور اس معاملہ میں دخل دیں۔

آج 8 شوال کا دن ہے کہ جس میں جنت البقیع کے مقدس مزاروں کو گرایا گیا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اب آپ پر لازم ہے کہ جلد از جلد عراق کے تمام علماء

کو اس المناک سانحہ سے مطلع کریں۔"]

جیسے ہی یہ خبر عراق کے شیعہ علماء کو ملی انہوں نے درس و تدریس چھوڑ کر سوگ کا اعلان کیا۔

روضہ مبارک امام موسی کاظم(ع) و امام محمد تقی(ع) کے صحن میں ایک اجتماع منعقد کیا گیا کہ جس میں لوگوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی اس اجتماع میں لوگوں کو سانحہ بقیع کے بارے میں موصول ہونے والے خطوط اور ٹیلی گرام پڑھ کر سنائے گئے۔اسی طرح کچھ ٹیلی گرام تیار کیے گئے کہ جن کو عالم اسلامی کے مختلف ممالک کے علماء اور بادشاہوں کو بھیجنے کا انتظام کیا گیا۔

کربلا اور نجف میں بھی اسی زور و شور اور غم و غصے کے ساتھ سوگ منایا گیا اور اس قسم کے پروگرام منعقد کیے گئے۔

تمام عراقی اخبارات نے ابن سعود کے مذموم اعمال کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے مقالے اور کالم شائع کیے ایک عراقی اخبار کا اداریہ ان الفاظ پر مشتمل تھا:

"معاملہ ختم ہو گیا ابن بلیھد نے فتوی صادر کر کے اپنے آقا ابن سعود کی بہت بڑی خدمت کی ہے لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا یہ کام ایک ایسا تیر ہے جو عالم اسلامی کے جگر

میں گر گیا ہے"۔

اسی طرح کاظمیہ میں اسماعیل آل یاسین کے قلم سے لکھا ہوا ایک اور مقالہ شائع ہوا جس کا عنوان یہ تھا: "**طاغوت اکبر اور حجاز میں مقامات مقدسہ**" اس مقالہ کا مضمون شدید الفاظ پر مشتمل تھا اس میں یہ بھی کہا گیا: "**اے مسلمانو! یہ کیسا خواب غفلت ہے اور یہ کیسی بے حسی ہے کہ جس نے تم لوگوں کو ان دردناک مسائل اور شرمناک واقعات سے بے پرواہ بنادیا ہے کہ جو طاغوت کے ہاتھوں مقدس شہروں میں انجام دیے جا رہے ہیں"۔**

4جون1926ء کو **العراق** اخبار نے شعرائے کرام سے اس سانحہ اور ظلم کی مذمت کرنے کے لیے شعر کہنے کے لیے کہا:

علامہ سیّد صدر الدین الصدر (قدس سرہ) نے اسی مناسبت سے کہا:

لعمری إنّ فاجعة البقیع ** یُشیبُ لها فؤاد الرضیع
وسوف تکون فاتحة الرزایا ** إذا لم یُصحَ من هذا الهجوع
أما من مسلمٍ لله یرعی ** حقوق نبیّه الهادی الشفیع[113]

میری جان کی قسم بقیع کا سانحہ ایسا ہے کہ جس کی مصیبت سے دودھ پیتے بچے کے سر کے

113) بحوث في الملل والنحل 339/1.

بال بھی سفید ہو جائیں۔

اور یہ سانحہ بڑی مصیبتوں کا آغاز ثابت ہو گا، اگر ہم اس سانحہ کے متعلق گہری نیند سے بیدار نہ ہوئے۔

کیا کوئی ایسا مسلمان ہے جو اللہ کی خاطر ہادی و شفیع نبی (ص) کے حقوق کا خیال رکھے۔

اسی سال 12 جولائی کو محرم الحرام کا آغاز ہوا تو اس میں مجالس عزاء کے خطابات، مرثیوں اور ماتمی نوحوں میں سب سے زیادہ جنت البقیع کا ذکر نظر آیا اور ابن سعود سے انتقام لینے اور امام زمانہ (عجل اللہ فرجہ) کے ظہور کی دعائیں کی گئیں۔

سب سے زیادہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ نجف اور کربلا میں 8 شوال کا دن آنے والے سالوں میں یوم سوگ بن گیا اور اب بھی آئمہ (علیہم السلام) کی شہادتوں کے موقع پر جس طرح ماتمی جلوس نکالے جاتے ہیں اسی طرح انہدام بقیع کے دن ماتمی جلوس برآمد ہوتے ہیں اور یہ رسم آج کے دن تک چلی آرہی ہے۔

ہماری تمنا ہے کہ جنت البقیع کے مزاروں کی دوبارہ تعمیر کی جائے اور اگر ہمیں ایسی فرصت مہیا ہوئی تو جنت البقیع کی قبروں کی تعمیر پہلے سے بھی زیادہ اچھی ہو گی۔

جزیرہ عربیہ کی عوام کا ردّ عمل

جزیرہ عربیہ (موجودہ سعودی عرب اور اس کے گردونواح) کے اندر مختلف مقامات پر مسلمان ابن سعود کے ہاتھوں دہشت گردی، قتل وغارت گری اور دل دھلا دینے والے مظالم کا نشانہ بن رہے تھے اور خاص طور احساء، قطیف، مدینہ منورہ اور حجاز کے دوسرے شیعہ علاقے سب سے زیادہ اس دہشت گردی سے متاثر ہو رہے تھے لیکن اس کے باوجود جنت البقیع کی مسماری پر سب سے زیادہ ردّ عمل اور اظہار غم اور سوگ شیعہ علاقوں میں دیکھا گیا۔ لوگوں کی عادت بن گئی کہ وہ یوم بقیع منانے کے لیے میں جمع ہوتے تاکہ آئندہ نسلوں میں اس دن کی یاد باقی رہے۔

بعض شخصیات کی طرف سے مصیبتِ بقیع پر لکھے گئے طولانی نوحے آج بھی ایک دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں بہت سے اہل قلم نے مصیبتِ بقیع اور اس سانحہ کی تفصیلات کو اپنی کتابوں اور یادداشتی ڈائریوں میں لکھا کہ جن میں سے بعض کی اشاعت اور طباعت نجف اشرف میں ہوئی۔

مدینہ منورہ کے شیعہ بقیع کی مسماری کی یاد تازہ رکھنے کی کوئی فرصت ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور وہاں کے سن رسیدہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ان کے آباء واجداد یوم بقیع کے دن چوری چھپے بقیع میں داخل ہوتے تھے اور آئمہ (علیہم السلام) کی قبروں پر پڑی گرد و

غبار کی صفائی کرتے تھے۔

ان تمام سالوں کے دوران سعودیہ کی حکومت نے آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی قبروں کی زیارت کرنے کی پاداش میں جزیرہ عربیہ کے شیعوں کی بہت بڑی تعداد کو گرفتار کیا اور انھیں جیلوں میں شدید ترین ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔

عالمی اخبارات میں مقامات مقدسہ کے انہدام کا ذکر

مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور دیگر شہروں میں وہابیوں کے ہاتھوں مقدس روضوں اور مقامات مقدسہ کے انہدام کا سلسلہ تقریبا ایک سال تک جاری رہا، ان المناک واقعات کو انیس سو بیس کی دہائی میں شائع ہونے والی بہت سی عالمی اخبارات، رسالوں اور دستاویزات نے شہ سرخیوں میں لکھا، ہم ان میں سے چند کا ذکر آنے والی سطور میں کرتے ہیں:

انیس سو بیس کی دہائی کے دوران مصر میں "مجلة الکفاح العربي" کی جانب سے شائع ہونے والے اخبار "صحیفة الكون" المصرية کے شمارہ نمبر 526 میں یہ سرخی چھپی: "آل سعود يدّمرون أضرحة الصحابة" یعنی آل سعود صحابہ کی قبروں کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس شمارے میں تصاویر کے ساتھ وہابیوں کے مقامات کے حق میں کیے جانے والے جرائم کو تحریر کیا گیا۔ اس اخبار نے عدن میں قائم امریکی قونصل خانے کی

17 اگست 1926 کی رپوٹ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ کہ ابن سعود نے قبر رسول (ص) پر فائرنگ کی۔

اس اخبار کے اس شمارے کے مطابق آل سعود کے ہاتھوں صحابہ کرام کی قبروں کی تباہی کا سلسلہ ایک سال تک جاری رہا اور جنت البقیع میں موجود آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) کے مزار اور ضریحوں کو 20 اپریل کو تباہ کیا گیا۔

مصر سے شائع ہونے والا رسالہ مجلة «**اللطائف المصورة**» المصریة بتاریخ 7 ستمبر 1925ء۔

مصر سے شائع ہونے والی اخبار جریدة «المصور» المصریة بتاریخ 4 دسمبر 1925ء

عراق میں شائع ہونے والا رسالہ جریدة "العراق" البغدادیة اپریل 1926ء۔اس شمارے میں جنت البقیع کے انہدام اور وہابیوں کے روضہ رسول (ص) کو تباہ کرنے کے عزائم کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔

"مرکز قضایا الخلیج للدراسات الاستراتیجیة" میں کام کرنے والے محقق محمد فؤاد نے "الدین و الدولة فی المملکة السعودیة" میں لکھا ہے:

وہابی فوج فاتح کی صورت میں مکہ اور مدینہ میں داخل ہوئی اور ان دونوں شہروں کو بدعت سے پاک کرنے کے نام پر تمام تاریخی آثار قدیمہ اور مقاماتِ مقدسہ کو تباہ کر دیا اور مسجد نبوی پر دھاوا بول دیا۔

عدن میں قائم امریکی قونصل خانے نے اپنی 17 اگست 1926ء کی رپورٹ میں لکھا کہ ابن سعود نے قبر رسول(ص) پر فائر نگ کروائی ہے۔

ہندوستان (برصغیر) کے مومنین کا ردّ عمل

جنت البقیع کے سانحہ کے بعد (تقسیم سے پہلے کے متحدہ) ہندوستان کے شہروں میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر نے مل کر ریلیاں نکالیں، جلسے جلوسوں میں ہر جگہ جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ کیا اور وہابیوں کی شدید مذمت کی۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ غم و غصہ کا اظہار اہل تشیع نے کیا اور مذمتی تقاریب کے علاوہ سفارتی کوششیں بھی کیں، عوام الناس اور معروف شخصیات نے اپنے خطوط کے ذریعے اس مسئلے کے حل کے لیے برطانیہ کی حکومت سے بھی مدد مانگی اور برطانوی حکومت کو آل سعود پر دباؤ ڈالنے کا کہا۔ میں اس حوالے سے چند کوششوں کا ذکر کر کے آگے بڑھوں گا:

خلافت کمیٹی کی کوششیں

پہلی جنگ عظیم کے بعد ہندوستان میں تحریک خلافت کے نام سے ایک بڑی تحریک کی بنیاد رکھی گئی جس میں ہندوستان کے تمام بڑے بڑے مسلمان لیڈر شامل تھے اس تحریک کے اغراض و مقاصد میں سے ایک مکہ، مدینہ سمیت حجاز کے تمام مقامات مقدسہ کی حفاظت تھی، آل سعود کے حجاز پر قبضے اور وہاں پر مقامات مقدسہ کی بے حرمتی اور انہدام کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے مولانا محمد علی جوہر اور دیگر مسلمان لیڈروں نے سعودی بادشاہ عبد العزیز کو متعدد خطوط بھیجے جن میں مقامات مقدسہ کو تباہ و مسمار کرنے کا سلسلہ بند کرنے اور منہدم کیے گئے مقدس مقامات کو دوبارہ تعمیر کرنے کا مطالبہ کیا گیا، جس کے جواب میں سعودی بادشاہ نے بہت سے وعدے کیے لیکن سب کے سب جھوٹے ثابت ہوئے بلکہ حالات کا جائزہ لینے کے لیے ہندوستانی وفد ابھی سرزمین حجاز پہنچا ہی تھا کہ اسے پہلی خبر یہ ملی کہ آل سعود نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے جنت البقیع اور مدینہ میں موجود تمام مقامات مقدسہ کو منہدم کر دیا ہے۔ ([114])

[114]) اس بارے تفصیل جاننے کے لیے مولانا محمد علی جوہر کے خلافت کمیٹی کی کارکردگی کے حوالے سے لکھے گئے مقالات پر مشتمل کتاب ''نگارشات محمد علی'' اور مفتی عبد القیوم کی کتاب ''تاریخ نجد و حجاز'' کو پڑھا جا سکتا ہے۔

اہل لکھنؤ کا وہابیوں کے خلاف غم و غصہ

وہابیوں کے ہاتھوں حجاز میں مقامات مقدسہ کی توہین اور جنت البقیع سمیت تمام اسلامی و تاریخی مقامات کی تباہی و انہدام کی خبر اہل لکھنؤ کے لیے کربلائے ثانی کی خبر ثابت ہوئی پورے لکھنؤ اور خاص طور پر شیعہ محلوں میں فضا سوگوار ہو گئی، جگہ جگہ ماتم اور مجالس عزاء برپا ہوتی دکھائی دیں، اسلامی مقدسات کے ساتھ آل سعود کی اس توہین آمیز جسارت اور جنت البقیع کے انہدام کے خلاف جلوس نکالے گئے جس میں اہل سنت اور اہل تشیع نے مل کر شرکت کی اور اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

اس کے بعد ہر سال جنت البقیع کے انہدام کی یاد میں تقاریب کا انعقاد کیا جانے لگا جن کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ لکھنؤ میں 8 شوال کو اب بھی ہر سال جنت البقیع کے انہدام کی یاد میں مجالس عزاء منعقد ہوتی ہیں اور جلوس نکالے جاتے ہیں۔

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی کاوشیں

آل انڈیا شیعہ کانفرنس نے جنت البقیع کے مسئلہ کو دنیا کے سامنے اجاگر کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا اور اس کے لیے متعدد ہندوستانی شہروں میں جلسے کیے اس سلسلہ میں قابل ذکر 1926ء کو جنت البقیع کے حوالے لکھنؤ میں منعقد ہونے والی عظیم الشان

کانفرنس بھی ہے جس میں ہر مذہب و قوم کے ماننے والوں نے اظہار یکجہتی کے لیے شرکت کی۔

آل انڈیا شیعہ کانفرنس نے ہندوستان میں موجود برٹش حکمرانوں اور برطانیہ کی حکومت کے ارکان کو سانحہ جنت البقیع کے حوالے سے متعدد خطوط بھی لکھے جن میں سے ایک خط یہ ہے:

دستاویز نمبر(e3838-38-91) 6 جولائی 1930ء کے مطابق یہ خط آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے سیکرٹری سید مصطفیٰ رضی نے برطانیہ کے بادشاہ کے نائب کے خاص سیکرٹری کو 1 اپریل 1930ء کو لکھا جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

میں آپ کے سامنے اس تنظیم کی نیابت میں ایک احتجاجی دستاویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جسے حجاز کے اسلامی مقاماتِ مقدسہ کے لیے میری صدارت میں تشکیل دیا گیا ہے بادشاہ کے نائب عزت مآب مہربانی فرما کر ہماری خاطر اس موضوع کو اہمیت دیں اور ہمارے لیے وہاں پر دوبارہ روضے بنانے کی اجازت لے کر دیں ہم لاکھوں روپے اس سلسلہ میں دینے پہ قادر ہیں اور یہ بھی ممکن ہے ضریحوں کی تمام عمارتیں انگریز انجینیئروں کی کمیٹی کی زیر نگرانی تعمیر کی جائیں اور ہمارے ساتھ نیکی کرنے کے اعتراف میں ہم جناب لاڈ ایروین کا بہت بڑا مجسمہ مکہ معظمہ میں بنوائیں گے جو ہمیشہ باقی رہے گا ہم

آپ سے اس موضوع کو ان کے سامنے پیش کرنے کی امید کرتے ہیں۔

سید مصطفی رضی جنرل سیکرٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس

سندھ میں احتجاجی اجتماعات

1930ء میں انجمن امامیہ نے بھی سندھ کے مختلف شہروں اور خاص طور پر حیدر آباد میں احتجاجی اجتماعات منعقد کیے۔

اس کے بعد شیعہ برادری نے تلہار میں ایک احتجاجی اجتماع منعقد کیا کہ جس میں مذکورہ کئی فیصلوں پر اتفاق کیا گیا...... اور ہندوستان میں بادشاہ کے نمائندے کو لکھے گئے خط میں یہ مطالبہ کیا گیا: **بادشاہ کا نمائندہ اپنی بہترین کاوشوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اقدامات کرے اور حجاز کے بادشاہ ابن سعود کو جنت البقیع کے مقامات مقدسہ کی ضریحوں کو دوبارہ تعمیر کرنے پر آمادہ کرے کہ جن کو اس نے مسمار کر دیا تھا۔**

اسی طرح 14 جولائی کو ایڈوکیٹ آغا حسن علی کی سربراہی میں شیعہ برادری نے سکھر میں بہت بڑا احتجاجی اجتماع منعقد کیا اس اجتماع کی طرف سے بادشاہ کے نائب کو لکھے گئے خط میں کہا گیا تھا: **یہ اجتماع بادشاہ کے نائب سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ**

کے نزدیک اپنی بہترین کاوشوں کو بروئے کار لاتے ہوئے حجاز کے بادشاہ ابن سعود کو جنت البقیع کے مقامات کی ضریحوں کو دوبارہ تعمیر کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرے کہ جو اس نے مسمار کردی ہیں۔

کراچی میں بقیع کے لیے آواز

اس سانحہ کے بعد کراچی میں مسلمانوں اور خاص طور پر شیعہ مسلمانوں کے احتجاجی اجتماعات منعقد ہوئے جن میں جنت البقیع اور دیگر مقامات مقدسہ کے انہدام کی شدید مذمت کی گئی اور انھیں جلد سے جلد دوبارہ تعمیر کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ کراچی میں اسلامی دنیا کی کانفرنس میں بھی جنت البقیع موضوع بحث بنا اور شیخ محمد حسین کاشف الغ طاء اور آیت اللہ بروجردی کے نمائندے محمد تقی طالقانی نے سعودی عرب کے سفیروں کے ساتھ ملاقات کی اور جنت البقیع کی تعمیر کا مطالبہ کیا(115)۔

ایران کا ردّ عمل

ایرانی حکومت نے اس سانحہ کے بعد اپنے شہریوں کو سعودی عرب سفر کرنے سے روک دیا اور بقیع کی بے حرمتی کی وجہ سے عمومی سوگ کا اعلان کیا اور آیت اللہ

---

[115]) دائرة المعارف بزرگ اسلامی، ج۱۲، ص۳۹۳، (بقیع).

مدرس نے ایرانی پارلیمنٹ میں وہابیوں کے اقدامات کا سخت ترین جواب دینے کی تجاویز پیش کیں اور ایرانی پارلیمنٹ نے اس مسئلہ کی تحقیق کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی۔

سعودی عرب کی حکومت نے مسلمانوں کے غم و غصے کو ٹھنڈا کرنے اور مذہبی مقامات کے انہدام اور تعمیر نو کے بارے میں بات کرنے کے لیے مسلمان حکومتوں کے وفود کو مکہ مکرمہ بلایا۔ ایران سے بھی غفار خان جلال السلطنہ اور حبیب اللہ خان ہویدا کی سربراہی میں ایک وفد مورخہ 24 شہریور 1304 شمسی ہجری کو جدہ پہنچا۔ لیکن سعودی عرب کی مکارانہ پالیسی اور اسلامی ممالک کے سربراہان کی عدم دلچسپی اور استعماری قوتوں سے ان کے خوف کی وجہ سے یہ معاملہ خاموشی کی نذر ہو گیا[(116)]۔ حبیب اللہ خان ہویدا نے حجاز میں عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن سعود کے ساتھ ملاقات کی اور اس کے بقول عبدالعزیز نے مقدس مقامات کی مسماری کی ذمہ داری "عرب کے جاہل بدوؤں" کے گردن پر ڈال دی اور اپنے آپ کو اس عمل سے لاتعلق قرار دیا اور انھیں دوبارہ تعمیر کرنے کا وعدہ کیا[(117)]۔ (جو آج تک پورا نہیں ہوا)

یہ اس وقت کی بات ہے جب جدہ وہاں کے سید شریف کے خاندان کے زیر تسلط تھا

[116]) تخریب و بازسازی بقیع، ص۴۱-۶۰.

[117]) محقق، اسناد و تاریخ دیپلماسی، اسناد روابط ایران و عربستان سعودی (۱۳۰۴-۱۳۵۷ھ.ش)، چاپ و انتشارات وزارت امور خارجه، ص۴۶-۵۴.

اور ابھی تک اس میں سعودی فوجیں داخل نہیں ہوئی تھیں، پس جدہ کی حکومت نے وفد کو مکہ مکرمہ کی طرف قائم دفاعی حدود سے گزرنے کی اجازت دی۔ قبروں پر کی گئی ظالمانہ جارحیت کے نقصان کا تخمینہ لگانے کے تمام لازمی وسائل ابن سعود نے اپنے زیر تصرف لے رکھے تھے یہ وفد مدینہ منورہ میں امیر محمد سے ملا لیکن اس دورے سے کوئی خاطر خواہ نتائج بر آمد نہ ہوئے۔

ایرانی پارلیمنٹ وہ پلیٹ فارم تھا جو مسئلہ بقیع کی یاد منانے اور اسے اجاگر کرنے میں سب سے زیادہ فعال اور سر گرم عمل تھا کیونکہ اس میں علماء دین اور مذہبی امور میں دلچسپی رکھنے والے پارلیمانی ارکان خاصی تعداد میں موجود تھے۔ مجلس شوریٰ نے مسئلہ بقیع پر بحث کرنے کے لیے کئی اجلاس منعقد کیے اور اپنے باقی مقررہ تمام اجتماعات کو احتجاجی علامت کے طور پر ملتوی کر دیا۔

ایران میں پارلیمنٹ کے ممبران نے آل سعود کے خلاف شدید احتجاج کیا اور ایک کمیٹی تشکیل دی اور اس واقعے کی تحقیق کیلیے سنہ ۱۳۰۴ شمسی قمری میں ایک وفد کو حجاز روانہ کیا۔[(118)]

اس سانحہ کے بعد ایران کے اخبارات میں آل سعود کو اسلامی مقدسات کو تباہ

---

[118] دائرة المعارف بزرگ اسلامی، ج۱۲، ص۳۹۳، «بقیع.«

کرنے کی سزا دینے کے لیے جنگ سمیت مختلف تجاویز زیر بحث رہیں[119]۔

سعودی عرب کی جانب سے منہدم شدہ مذہبی مقامات کی تعمیر نہ کرنے کے سبب ایران نے کئی سال تک سعودی عرب کی حکومت کو تسلیم نہ کیا اور اس کے بعد یہ مسئلہ دونوں ممالک کے درمیان اختلافات کا باعث بنا[120]۔

ایرانی پارلیمنٹ نے کئی مخصوص اجلاس منعقد کیے تاکہ حجاز میں وہابیوں کی سرگرمیوں اور آئمہ (علیہم السلام) کی قبروں کی مسماری کے خلاف کوئی مناسب اقدام کر سکے لیکن ناسازگار عالمی حالات کی وجہ سے ایران کی کمزور اور غیر مختار حکومت کوئی ٹھوس قدم اٹھانے میں ناکام رہی۔

منظمة التجمع الشیعی العالمی کے صدر کا بیان

امریکہ میں قائم ایک شیعہ تنظیم منظمة التجمع الشیعی العالمی الولایات المتحدة الامریکیة کے صدر مصطفی صافی نے انہدام جنت البقیع کے حوالے سے اپنے بیان میں کہا:

---

[119]) گزیده مقالات و روزنامه های مهم، ص۱۹۵.

[120]) اسناد روابط ایران و عربستان سعودی (۱۳۰۴-۱۳۵۷ه.ش)، ص۱۰۶، ش۱۸، ۱۲نیسان ۱۹۲۵م. جنگ ایدئولوژیک ایران و عربستان تا چه اندازه جدی است؟ ابراهیم احمدیان

جنت البقیع کی تاریخ اور وہاں مدفون معصومین (ع)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ! یہ وہ بات ہے جس کی اللہ اپنے ان بندوں کو خوشخبری دیتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور اعمال صالح بجالاتے ہیں، کہہ دیجئے: میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا سوائے اپنی عترت کی محبت کے اور جو کوئی نیکی کمائے ہم اس کے لیے اس نیکی میں اچھا اضافہ کرتے ہیں، اللہ یقینا بڑا بخشنے والا، قدردان ہے۔

سلام ہو اہل بیت (علیہم السلام) پر کہ جن کی مودت اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دی اور اسے اجر رسالت قرار دیا۔ کچھ ہی دنوں کے بعد 8 شوال کا دن المناک یادوں کے ساتھ آ رہا ہے کہ یہ وہ دن ہے جس دن حکومت حجاز کی مدد سے وہابیوں نے جنت البقیع کو 1344 ہجری میں مسمار کر دیا تھا۔

لیکن اس تاریخ سے لے کر آج تک اسلامی دنیا میں اس سانحہ پہ کوئی ایسی مضبوط تحریک اور پرزور احتجاج دکھائی نہیں دیا جو حجاز کے حکمرانوں اور تکفیری وہابیوں کو اپنے اس عدوانی موقف سے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دے جو انھوں نے اہل بیت (علیہم السلام)، امہات المومنین اور صحابہ رسول کے خلاف اختیار کیا ہے، جنت البقیع کے مسمار شدہ قبرستان میں آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) میں سے چار کے جسد مبارک مدفون ہونے کے علاوہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی زوجات اور صحابہ کرام کی ایک بہت بڑی تعداد دفن ہے۔

لٰہذا شرعی ذمہ داری اور انسانی ذمہ داری سمجھ کر ہم نے گزشتہ سال سے پُر امن لانگ مارچز، ریلیوں، احتجاجی مظاہروں اور دھرنوں کا سلسلہ شروع کیا ہے جن کا مقصد اس دردناک واقعہ کی یاد کو زندہ رکھنا، اس کی مذمت کرنا اور جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر کرنے کا پرزور مطالبہ کرنا ہے تاکہ جنت البقیع مسمار ہونے سے پہلے والی حالت لوٹ آئے۔

یہ اخلاقی، قانونی اور دینی مطالبہ ہے سعودی حکومت کو چاہیے کہ وہ سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کرے کیونکہ ہم جنت البقیع کی تعمیر کے مطالبہ اور وہاں پر وہابی جلادوں کی جارحیت آمیز سرگرمیوں کو روکنے کے لیے درج ذیل نقاط کے تحت ہر جانب رخ کریں گے:

(1) تمام ملکوں میں پرامن مظاہرے اور احتجاجی ریلیاں نکالیں گے۔

(2) تمام دنیا میں موجود سعودی سفارتخانوں کے ذریعے سعودی حکومت کو احتجاجی پیغامات بھیجیں گے۔

(3) جنت البقیع کے مسئلہ کے بارے میں اقوام متحدہ، عالمی عدالتوں اور امریکہ میں قائم جرائم کی روک تھام کے مرکزی ادارے اور عدالت میں کیس کریں گے۔

(4) بڑے پیمانے پر تصویریں اور پوسٹر بنوا کر تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعے نشر کریں گے۔

(5) آنے والی گرمیوں میں اس سانحہ کی عیسوی تاریخ والے دن بقیع کی یاد منانے کے لیے اقوام متحدہ کے ہیڈ کواٹر کے سامنے ایک ہفتہ تک دھرنا دیں گے اور پورا ہفتہ وہیں خیموں میں رہیں گے تمام مومنین سے اپیل ہے کہ وہ ہمارے ساتھ اس مظاہرہ میں شرکت کریں اور ہمارے ساتھ اس کی تیاری کریں۔

(6) ہر جگہ 8 شوال کو بقیع کانفرنس منعقد کی جائے گی جو سات دن تک جاری رہے گی اور اس ہفتہ کو ہفتہ بقیع کا نام دیا جائے گا۔

مرکز الدراسات التخصصیة فی الإمام المهدی کا بیان

نجف اشرف میں قائم امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) کے بارے میں تحقیقاتی و تعلیمی کام کرنے والے ادارے مرکز الدراسات التخصصية في الإمام المهدي عجل الله تعالى فرجه الشريف **Center for Specialized Studies in Imam Mahdi** نے جنت البقیع کے وہابیوں کے ہاتھوں مسمار ہونے کے حوالے سے اپنے ایک بیان میں کہا:

جنت البقیع کی تاریخ اور وہاں مدفون معصومین (ع)

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

تمام پڑھنے والے بھائیوں اور نور العترت فورم کے تمام اراکین اور اداری و فنی سٹاف پر رحیم و غالب خدا کی طرف سے سلامتی، رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

امام مہدی علیہ السلام کے بارے تحقیقاتی و تعلیمی سنٹر (مركز الدراسات التخصصية في الإمام المهدي) آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی قبروں کے انہدام کے دن کی مناسبت سے امام زمانہ (عجل اللہ فرجہ)، تمام مراجع عظام اور امت اسلامیہ کو پرسہ پیش کرتا ہے کہ جس کی یاد کل 8 شوال 1427 ہجری کو منائی جائے گی۔ اس دن گمراہ وہابی فرقہ نے آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی قبروں اور میدان احد میں حضرت حمزہ سید الشہداء کی قبر کو مسمار کر دیا تھا، ان کے علاوہ اور بھی بہت سی قبروں کو مسمار کیا گیا تھا کہ جن میں سے کچھ یہ ہیں: حضرت فاطمۃ الزہراء (سلام اللہ علیہا) کی قبر، امیر المومنین (علیہ السلام) کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد (علیہا السلام) کی قبر، حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے بیٹے جناب ابراہیم (علیہ السلام) کی قبر، حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) کے بیٹے جناب اسماعیل کی قبر اور شہداء کی قبریں۔

یہ ظلم و بربریت صرف یہاں تک محدود نہیں ہے بلکہ جب وہابی 1343 ہجری میں طائف میں داخل ہوئے تو انہوں نے حضرت ابن عباس کے مزار کو مسمار کیا اور جب

مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے دادا حضرت عبد المطلب اور آپ (ص) کے چچا حضرت ابو طالب اور ام المومنین حضرت خدیجہ (علیہا السلام) کے مزاروں کو بھی مسمار کر دیا اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور حضرت فاطمہ زہراء (علیہا السلام) کے مقام ولادت کو بھی شہید کر دیا اور جب یہ وہابی جدہ میں داخل ہوئے تو حضرت حواء کے مزار کو بھی گرا کر زمین کے ساتھ ملا دیا۔ اس کے علاوہ آل سعود نے مکہ، طائف اور جدہ کے مضافات میں موجود تمام مزاروں اور مقدس مقامات کو مسمار کر دیا۔ جب وہابیوں نے مدینہ کا محاصرہ کیا تو انہوں نے مسجد حضرت حمزہ (علیہ السلام) اور ان کے مزار کو مسمار کیا اور یہ بات بھی سب جانتے ہیں کہ وہابیوں نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے چچا حضرت عباس کے مزار اور اس کی دیواروں کو مسمار کرتے ہوئے قبروں پر بنائی گئی ضریحوں اور مزاروں کو بھی توڑ ڈالا اور قبروں پر علامت کے لیے چند پتھروں کے علاوہ کچھ بھی نہ رہنے دیا۔

یہ بات واضح رہے کہ روضہ رسول (ص) کا مقام بھی ان وہابیوں اور سعودیوں کے نزدیک دوسرے روضوں اور مزاروں سے کچھ زیادہ مختلف نہ تھا لیکن چونکہ تمام امت مسلمہ بلا تفریق سنی و شیعہ روضہ رسول (ص) سے شدید عقیدت اور محبت رکھتی ہے اور اس کی تعظیم کرتی ہے اور وہ جانتے تھے کہ اگر روضہ رسول (ص) کو بھی منہدم کیا تو پوری مسلم امہ ان کے خلاف اٹھ کھڑی ہو گی اور اسی چیز نے انھیں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے

روضہ کو مسمار کرنے سے باز رکھا اور جب آل سعود اور وہابیوں کے اپنے لوگوں نے روضہ رسول کو نہ گرانے پہ اعتراض کیا تو وہابیوں کے مفتیوں نے سعودی حکومت کے کہنے پہ اعتراض کرنے والوں کو مطمئن کرنے کے لیے جواز تراشا کہ چونکہ رسول کی قبر پہ موجود گنبد مسجد کا گنبد ہے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے مرقد کا گنبد نہیں ہے اس لیے اسے منہدم نہیں کیا گیا۔

وہابی آج بھی زائرین کو نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی قبر اور اہل بیت (علیہم السلام) کی قبروں کے قریب جانے اور انھیں مس کرنے اور بوسہ دینے سے منع کرتے ہیں اور انہوں نے وہاں پر پہرہ دار کھڑے کر رکھے ہیں کہ جن کے ہاتھوں میں لاٹھیاں ہوتی ہیں اور جو زائر بھی نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ضریح مبارک یا اہل بیت (علیہم السلام) میں سے کسی کی قبر اقدس کے پاس جانے یا اسے مس کرنے کی کوشش کرتا ہے اس پر یہ پہرہ دار لاٹھیاں اور کوڑے برساتے ہیں۔

کربلا میں دینی طلاب کی سالانہ ریلی

کربلا میں مقیم دینی طلاب کی طرف سے آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی قبروں کو شہید کیے جانے اور جنت البقیع کو تباہ کو کرنے کے خلاف ہر سال 8 شوال کو ایک احتجاجی ریلی نکالی جاتی ہے یہ تعزیتی اور احتجاجی ریلی علامہ احمد ابن فہد حلی (رحمۃ اللہ علیہ) کے مزار سے شروع

ہوتی ہے۔ ریلی کے شرکاء امام حسین (علیہ السلام) اور حضرت عباس (علیہ السلام) کے روضہ مبارک میں حاضری دیتے ہیں اور اکثر باآواز بلند یہ اشعار پڑھتے ہیں:

أقبل الكفر على جرح فضيع* هدموا اليوم قبوراً في البقيع

وأعادوا كرة الحقد الدفين* فجروا ظلمًا قبور الأنجبين

یعنی: کفر نے دوبارہ وہی دردناک زخم لگانے شروع کر دیئے ہیں آج کے دن انہوں نے بقیع میں قبروں کو منہدم کیا تھا اور انہوں نے اپنے سینوں میں دبے ہوئے کینہ و بغض کو پھر ظاہر کیا ہے کہ اب انہوں نے ظلم کرتے ہوئے شرفاء کی قبروں کو دھماکوں سے اڑایا ہے۔

سعودی سرحد پر مظاہرہ

بروز جمعہ 8 شوال 1431ھ کی صبح عراق کے مختلف شہروں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد کربلا میں جمع ہوئے اور احتجاجی ریلی کی صورت میں عراق اور سعودی عرب کے سرحد کی طرف روانہ ہوگئے اور راستہ میں پرزور نعروں کے ذریعے اس بات کا مطالبہ کرتے رہے کہ مدینہ منورہ میں آئمہ (علیہم السلام) کے مزاروں سمیت تمام مقدس مقامات کی دوبارہ تعمیر کرائی جائے۔

سرحد پر پہنچنے کے بعد ریلی کے شرکاء نے جنت البقیع کے انہدام کے خلاف نعرے

بازی کی۔اس موقع پر مقررین نے ریلی سے خطاب کرتے ہوئے جن امور پہ گفتگو کی اس کا خلاصہ یہ ہے:

جنت البقیع کو شہید کرنے کا جرم وہابیوں کی انتہا پسندانہ سوچ کو واضح کرتا ہے جنت البقیع کی مسماری دینی اقدار کے منافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی کہہ دیجئے میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا سوائے اپنی عترت کی محبت کے۔

لہذا جنت البقیع کی تباہی تہذیب و تمدن اور آثار نبوت کی حفاظت کے اخلاقی واجب کے بھی منافی ہے۔

وہابیوں کے ہاتھوں جنت البقیع کی تباہی اور بربادی امت مسلمہ کی تاریخی اقدار اور تعامل کے بھی منافی ہے کیونکہ مسلمانوں نے ان تمام شہروں میں انبیاء اور صالحین کی قبروں کو مسمار نہیں کیا تھا کہ جن کو انہوں نے صحابہ،تابعین اور ان کے بعد کے دور میں فتح کیا۔

8 شوال کا دن جنت البقیع کی یاد منانے کے لیے عالمی دن ہے اور یہ دن ہم سے تقاضہ کرتا ہے کہ ہم شجاعت کے ساتھ اسلام کی اعلی اقدار کا دفاع کریں، یہ دن دہشت گردی اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا عالمی دن ہے چنانچہ ہم اسی منطق کے تحت جنت البقیع کی بحالی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

ریلی کے اختتام پر ایک قرارداد بھی پیش کی گئی جو ان نکات پر مشتمل تھی:

(1) ہم سعودی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے حرموں سے وہابیوں کو بے دخل کرے اور شیعہ اور اہل سنت کے عقائد کا احترام کرے کہ جو مسلمانوں کی اکثریت پر مشتمل ہیں اور انتہا پسندی کی سوچ کے حامل وہابی ٹولا کے حرمین شریفین پر کنٹرول کو ختم کرے۔

(2) ہم سعودی حکومت سے اس بات کا بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فی الفور جنت البقیع کی تعمیر کروائے اور وہابیوں سے بالکل نہ ڈرے کیونکہ تمام مسلمان اس کام میں ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے اور اگر سعودی حکومت جنت البقیع کو تعمیر کروانے کی خواہش ظاہر کرے گی تو وہابی بھی خاموش رہیں گے کیونکہ وہ تو درباری ملا اور شاہی واعظ ہیں اور جو بھی ان کو اجرت پر رکھے گا اس کے لیے رکاوٹ نہیں بنیں گے۔

(3) اگر سعودی حکومت انتہاء پسند وہابیوں کو حرمین شریفین سے بے دخل کرنے سے عاجز ہے تو ہم حرمین کی دیکھ بھال اور اس کے ادارہ کو اسلامی کانفرنس کے سپرد کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں کیونکہ اسلامی کانفرنس تمام مسلم ممالک کی نمائندگی کرتی ہے۔

(4) ہم حکومتِ عراق سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ حرمین شریفین سے تکفیری وہابیوں کو بے دخل کرنے اور فوراً جنت البقیع کو تعمیر کروانے کے لیے رسمی اور اعلانی طور

پر سعودی حکومت، اسلامی کانفرنس اور اقوام متحدہ سے بات کرے۔

(5) ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ وہابی افکار کو جرم قرار دیا جائے کیونکہ یہ افکار شدت پسندی اور دوسروں سے نفرت کو جنم دیتی ہیں کہ جو پوری انسانیت کے لیے زہر قاتل ہے کیونکہ وہابیت ہی تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے اور قاتلوں اور مجرموں کی سرپرستی بھی کرتی ہے۔

(6) حجاز میں اسلامی مقدسات کی توہین کے خلاف عالمی عدالتوں میں کیس دائر کیے جائیں کیونکہ اقوام متحدہ نے ہر مذہب کے دینی مقدسات کی حفاظت کی ضمانت دی ہے اور ہر مذہب کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دینی مقدسات کی توہین کے خلاف مقدمہ دائر کرے۔

(7) حجاز میں موجود اسلامی آثار کو یونیسکو اور دیگر عالمی اداروں میں رجسٹر کروایا جائے اور وہابیوں کو رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے باقی ماندہ آثار کو ختم کرنے سے روکا جائے اور جنت البقیع سمیت تمام منہدم کردہ مزاروں اور مقدس مقامات کو دوبارہ تعمیر کیا جائے۔

(8) ہم تمام مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور اہل بیت رسول سے اپنی محبت کے اظہار اور جنت البقیع سمیت تمام منہدم کردہ آثارِ

نبوت، مزاروں اور مقدس مقامات کو دوبارہ تعمیر کروانے کے لیے سارا سال امن مارچ، مجالس عزاء، کنونشنز اور کانفرنسز کا انعقاد کریں۔

پاکستان میں جنت البقیع کی تعمیر کے لیے مظاہرے

اسلام آباد، کراچی، راولپنڈی، لاہور، پشاور اور آزاد کشمیر جیسے بڑے شہروں میں لاکھوں پاکستانی شیعہ 8 شوال کو ''یوم انہدام جنت البقیع'' مناتے ہیں اس دن مجالس عزاء اور سیمینارز کا انعقاد کیا جاتا ہے اور متعدد شہروں میں وہابیوں کے ہاتھوں مدینہ منورہ میں جنت البقیع کی تباہی کے خلاف پرامن مظاہرے کیے جاتے ہیں ان مظاہروں اور ریلیوں کے شرکاء نے بینرز اور پلے کارڈ اٹھائے ہوتے ہیں کہ جن پر سعودی حکومت سے جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر کے مطالبات درج ہوتے ہیں کہ جسے 1344 ہجری کو وہابیوں نے منہدم کیا تھا۔

امریکی شیعوں کا جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر کے لیے سالانہ اجتماع

امریکی شیعہ ہر سال جنت البقیع کی مسماری کی المناک یاد احتجاجی اجتماعات کے ذریعے مناتے ہیں اس سلسلہ میں وہ امریکہ میں سعودی سفارت خانے کے سامنے احتجاجی دھرنا دیتے ہیں اور جنت البقیع کی مسماری کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں اور جنت البقیع کی

دوبارہ تعمیر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ اجتماع واشنگٹن میں سعودی سفارتخانہ کے سامنے کیا جاتا ہے اس دھرنے اور پرامن اجتماع کا اہتمام "مؤسسة البقيع" نامی تنظیم کی جانب سے کیا جاتا ہے اس اجتماع کا مقصد حکومت امریکہ کو سانحہ بقیع کی مذمت پر آمادہ کرنا اور اس کی دوبارہ تعمیر کے لیے اپنے اثر ورسوخ کے استعمال کے لیے تیار کرنا ہے۔

امریکہ میں سعودی سفارت خانے کے سامنے دھرنا

واشنگٹن میں موجود سعودی سفارتخانہ کے سامنے بروز جمعہ 14/11/2008 کو 11 بجے دھرنا دیا گیا جس کے شرکاء نے درج ذیل امور کا مطالبہ کیا:

(1) جنت البقیع کے منہدم کردہ مزارات کو دوبارہ تعمیر کرایا جائے کہ جس میں امہات المومنین، صحابہ کرام اور آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) میں سے چار کے اجساد مبارک بھی دفن ہیں۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کو آزادی کے ساتھ جنت البقیع کی زیارت کرنے کی اجازت دی جائے اور زیارت کے لیے وہابیوں کے لاگو کیے گئے قوانین کو ختم کیا جائے کہ جن کے تحت معینہ اوقات میں صرف دور سے زیارت کی جا سکتی ہے جبکہ عورتوں کو تو اس زیارت سے بھی محروم رکھا گیا ہے۔

اس بات کو بھی یاد رکھا جائے کہ بقیع الغرقد نامی قبرستان کو آل سعود کی حکومت

نے وہابی دہشت گردی کا نشانہ بنایا تھا اور اس میں موجود مزاروں اور قبروں پہ بنائے گئے مزاروں اور گنبدوں کو توڑ دیا تھا اور اس کی بدترین بے حرمتی کی تھی جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یہ قبرستان تمام مسلمانوں کے نزدیک مقدس شمار ہوتا ہے اور تمام مسلمان پورا سال اور خصوصًا حج کے موسم میں اس کی زیارت کرتے ہیں لیکن وہ آل سعود کی طرف سے تعینات کیے گئے عناصر کے ہاتھوں زیارت کے دوران بڑی مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں یہ عناصر مسلمانوں کو پریشان کرتے ہیں اور ان پر شرک کی تہمت لگاتے ہیں اور زیارت کی کتابیں ان سے چھین لیتے ہیں اور پھر جارحیت اور ظلم کرتے ہوئے ان کو جیلوں میں بند کر کے ظلم کرتے ہیں اور شیعوں کو تو خاص طور پر اس ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور ان سے توہین آمیز سلوک کیا جاتا ہے۔

(2) حکومت سعودیہ سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ سعودی شیعوں کے لیے معیشت اور انسانی حالات کو بہتر بنائے اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو بند کرے اور سعودی حکومت سے یہ مطالبہ بھی کیا جاتا ہے کہ وہ شیعوں کے ساتھ اول درجہ کے شہریوں جیسا سلوک کرے۔ یہ مطالبہ سعودی حکومت کی طرف سے مسلسل مختلف شعبوں میں فرقہ وارانہ اور نسلی امتیازات برتنے کی وجہ سے کیا گیا کہ جس کی عام سی مثال یہ ہے کہ معمولی نوکریوں میں بھی فرقہ وارانہ امتیاز برتا جاتا ہے۔

اسی طرح یہ مطالبہ بھی کیا جاتا ہے کہ ان بے قصور قیدیوں کو بھی رہا کیا جائے کہ جو سعودی عرب کی مختلف جیلوں میں پابند سلاسل ہیں اور ان کے رشتہ داروں کو ان کی کوئی خبر تک نہیں ہے جبکہ ان میں سے بعض کو تو گرفتار ہوئے کسی عدالتی کاروائی کے بغیر 12 سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔

(3) کفریہ اور دہشت گردانہ فتووں کو روکا جائے کہ جو وہابی فرقہ کے تقریباً ہر سعودی مفتی کی طرف سے جاری ہوتے ہیں جبکہ وہابیت سعودی حکومت کا رسمی دین شمار ہوتا ہے ان فتووں کی وجہ سے مسلمانوں کے کئی مقدس مقامات اور ان کے حقوق بے حرمتی کا نشانہ بنائے گئے ہیں اور دنیا کے مختلف اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں دہشت گردوں کے ہاتھوں بے قصور لوگوں کا خون بہایا گیا ہے اور خاص طور پر عراق میں تو ان فتووں کے ذریعے دہشت گردوں کو مسلسل قوت ملتی رہتی ہے جبکہ اس بات کا بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اکثر دہشت گردی، قتل، اشتعال انگیزی اور نسلی امتیاز کے فتوے سعودی عرب کی طرف سے آتے ہیں کہ جن کی تائید اس کے سربراہوں کی طرف سے کی گئی ہوتی ہے۔

"جنت البقیع الائنس" کا واشنگٹن میں دھرنا

امریکہ میں مقیم سعودی شہریوں اور سعودی حکومت کے مخالف مسلمانوں کے اتحاد "ائتلاف البقیع" نے اعلان کیا ہے کہ وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اہل بیت (علیہم السلام) اور صحابہ کرام کے مزاروں اور مدینہ منورہ میں قبرستانِ بقیع کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ کرنے کے لیے واشنگٹن میں سعودی سفارتخانہ کے سامنے 28 ستمبر 2009 بروز سوموار احتجاجی مظاہرہ کریں گے انہوں نے اعلان کیا کہ دھرنے کے شرکاء سے خطاب کے لیے شیخ محبوب مہدی عبیدی، شیخ سخاوت حسین، شیخ جلیل عیسی اور امریکی مسلمان رائیٹر سٹیفن سلمان شوارٹر کو مدعو کیا گیا ہے۔

ان کے بیان میں کہا گیا کہ آل سعود کے وہابی لشکر کے مکہ اور مدینہ پر تسلط کے بعد جنت البقیع کو تخریب کاری کا نشانہ بنایا گیا جبکہ وہ مسلسل اس کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ کرتے رہے ہیں اور وہابی متعصب مزاروں اور ضریحوں کی زیارت کرنے میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ ایسا کرنا شرک ہے اور بتوں کی عبادت کرنے کے مترادف ہے۔

اس اعلان کے بعد مقررہ تاریخ کو ایک کامیاب دھرنا دیا گیا جس میں لوگوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

بصرہ میں جنوبی قبائل کا اجتماع

عراق کے جنوبی علاقوں میں رہنے والے قبائل نے بصرہ میں سعودی حکومت کی جانب سے جنت البقیع کو تباہ کرنے کی مذمت کے لیے ایک بہت بڑے اجتماع کا انعقاد کیا اور دنیا کے مختلف حصوں میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لیے بہت اہمیت رکھنے والے مقامات مقدسہ کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ کیا۔

اس اجتماع میں جنوبی قبیلوں کی نمائندگی کرتے ہوئے شیخ یعرب محمداوی نے کہا: ان زیادتیوں پر خاموش بیٹھنا ممکن نہیں ہے کہ جنہیں تکفیری گروہ امت مسلمہ کے خلاف انجام دے رہے ہیں کہ وہ قبروں کو مسمار کرتے ہیں اور شیعوں کو کافر قرار دیتے ہیں، لہذا ضروری ہے کہ ان کے مقابل کھڑا ہوا جائے اور ان کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ کیا جائے۔

محمداوی نے اشارہ کیا کہ قرآن کریم قبروں کی تعمیر کی ضرورت اور ان کی دیکھ بھال پر زور دیتا ہے جیسا کہ سورہ کہف میں اس کا ذکر کیا گیا ہے اور قبروں کی مسماری کا کام تو دین حنیف کی بنیادی پابندی سے بہت دور ہے اور اسلام اور مسلمانوں سے رابطہ ختم کرنے کے مترادف ہے۔

هيأة الصوت العالمی للسلام کی مشی گن میں بقیع کانفرنس

هيأة الصوت العالمی للسلام Global Voice Of Peace Committee کے نام سے امریکہ میں رجسٹرڈ تنظیم ہر سال امریکی ریاست مشی گن میں جنت البقیع میں صحابہ کرام اور آئمہ (علیہم السلام) کی قبروں کے شہید کیے جانے کی یاد منانے کے لیے ایک کانفرنس منعقد کرتی ہے تاکہ جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر کروائی جا سکے۔

اس کانفرنس میں مختلف اسلامی مکاتب فکر کے ماننے والوں کی بڑی تعداد شرکت کرتی ہے اور اس میں تاریخی مقامات اور اسلامی شخصیات کے مزاروں کی حفاظت اور وہابیت کی دہشت گردانہ افکار کے حوالے سے گفتگو ہوتی ہے۔

آٹھ شوال کو عوامیہ میں مجالس عزاء

سعودی عرب کے شہر عوامیہ میں ہر سال یوم انہدام جنت البقیع منایا جاتا ہے اور گھروں اور مساجد میں مجالس عزاء کا انعقاد کیا جاتا ہے۔اس موقع پر ایک اعلامیہ بھی جاری کیا جاتا ہے جو تقریبا ہر مرتبہ ایک طرح کے الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے ہم آپ کی خدمت میں چند سال پہلے کا اعلامیہ پیش کرتے ہیں:

آٹھ شوال سن 1344 ہجری کو فسادی اور شر پسند عناصر نے آئمہ (علیہم السلام) کی ضریحوں پر ظلم و ستم کرتے ہوئے ان کو مٹی میں ملا دیا۔ اور اب جب کہ آئمہ (علیہم السلام) کی قبروں کو مسمار ہوئے ایک صدی ہونے والی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ شرعی طور پر تمام میسر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے بقیع کی دوبارہ تعمیر کروانے کی کوشش کریں گے، اور اسی مناسبت سے مسجد امام حسین (علیہ السلام) بھی آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی قبروں کی مسماری کی یاد منایا کرے گی جو کہ اس سال آٹھ شوال کو منائی جائے گی اور اسی طرح ہر سال منائی جاتی رہے گی یہاں تک کی ان پاکیزہ ضریحوں کی تعمیر ہو جائے اور وہ خالص اسلامِ محمدی و علوی و فاطمی و حسنی و حسینی و عترت طاہرہ کے مضبوط اور بلند و بالا منار بن جائیں۔

ڈیئربورن میں منعقد ہونے والا جنت البقیع کنونشن

گزشتہ چند سال پہلے امریکہ کے شہر ڈیئربورن میں جنت البقیع اور آئمہ بقیع (علیہم السلام) کے مزاروں کے انہدام کی دردناک سالانہ یاد ایک کنونشن کے ذریعے منائی گئی جس کی ترتیب کچھ یوں تھی:

کنونشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، اس کے بعد کربلا اسلامک سنٹر کے انچارج شیخ ہشام حسینی نے خطاب کیا پھر شیخ عبد اللطیف بری کی نیابت میں شیخ محمد مال اللہ

نے خطاب کیا، انہوں نے اپنے بیان میں بقیع کی دوبارہ تعمیر کے لیے تمام میسر طریقوں پر عمل کرنے پر زور دیا اور آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی قبروں کی دوبارہ تعمیر کے لیے ہر قسم کے تعاون کے عزم کا اظہار کیا۔

اس کے بعد واشنگٹن میں عراقی میڈیا سنٹر کے سربراہ ڈاکٹر نزار حیدر نے خطاب کیا کہ جس میں انہوں نے آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی مظلومیت کو اجاگر کرنے میں ذرائع ابلاغ کے کردار کی اہمیت پر زور دیا، ان کا کہنا تھا کہ وہابی گروہ کا جنت البقیع کو منہدم کرنا قرآن جلانے اور اس کی بے حرمتی کرنے کے مترادف ہے کیونکہ اہل بیت (علیہم السلام) قرآن ناطق ہیں جنت البقیع کو منہدم کرنے والے آج کس منہ سے اس پادری کے خلاف آوازیں بلند کر رہے ہے جس نے قرآن جلانے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر نزار نے مزید کہا کہ جنت البقیع اور وہاں مدفون معصومین (علیہم السلام) کی ضریحوں کو منہدم ہونے سے پہلے والی حالت میں لانے کے لیے مل کر کام کرنے اور ہر ممکن وسائل بروے کار لانے کی ضرورت ہے۔ کربلا، جنت البقیع اور دیگر مقامات مقدسہ پر وہابیوں کے حملے اور وہاں قتل وغارت گری اور لوٹ مار کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر نزار نے کہا: وہابیوں نے کربلا مقدسہ اور جنت البقیع پر حملہ کے دوران وہاں قبروں پر نصب سونے اور چاندی کی ضریحوں، وہاں موجود نوادرات اور دوسرے قیمتی تحائف کو بھی لوٹ مار کا مال شمار کیا اور انتہائی سفاکی اور وحشیانہ طریقے کے ساتھ ان مقدس ترین مقامات کو منہدم کر کے

وہاں سے ساری قیمتی اور تاریخی اشیاء کو لوٹ لیا ہم ان تمام چیزوں کی بھی واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں کیونکہ یہ سب اشیاء تمام مسلمانوں کا تاریخی ورثہ ہیں۔

پھر شاعر اہلبیت منتظر عبادی نے اہل بیت اطہار (علیہم السلام) کی شان میں منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

اس کے بعد شیخ محمد جواد سلامی نے اپنے خطاب میں تمام مسلمان بھائیوں کے درمیان اتحاد کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا آئمہ بقیع (علیہم السلام) صرف شیعوں کے امام نہیں ہیں بلکہ وہ تمام مسلمانوں کے امام ہیں، ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے اہل سنت بھائیوں اور وہابی شدت پسندوں کے درمیان فرق رکھیں، نجف اشرف میں موجود دینی مراجع عظام کی مدد، برکت اور پشت پناہی سامراء کی دوبارہ تعمیر ہمارے لیے امن کا پیغام ہے اور اسی طرح بقیع کی دوبارہ تعمیر کا کام بھی کیا جائے گا۔

کنونشن کے اختتام پر حسینی نوحہ خواں ملت صاحب سماوی نے جنت البقیع کے انہدام کے بارے میں نوحہ پڑھا۔

یونیورسٹیوں کے 200 اساتذہ کا سعودی حکومت کو خط

اکتوبر سن 2008ء میں یوم انہدام بقیع کی مناسبت سے ایرانی یونیورسٹیوں کے

200 اساتذہ نے سعودی بادشاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کو ایک خط لکھا جس میں وہابیوں کے ہاتھوں منہدم کیے جانے والے مقدس قبرستان جنت البقیع سمیت تمام مقامات مقدسہ کو دوبارہ تعمیر کرنے، تمام اسلامی فرقوں کے عقائد اور آراء کا احترام کرنے اور اس حوالے سے عالمی قوانین کی پاسداری کرنے کا مطالبہ کیا۔

ایرانی خبر رساں ایجنسی وكالة الانباء القرآنية العالمية (IQNA) کے مطابق خط میں حرمین اور خاص طور پر روضہ رسولؐ اور جنت البقیع میں تعینات مذہبی پولیس کا زائرین کے ساتھ برتاؤ کو انتہائی غیر مناسب قرار دیا گیا اور اس پر اظہار افسوس کیا۔

سٹی ہال ڈئربورن کے سامنے مظاہرہ

امریکی شہر ڈئربورن میں جنت البقیع کے انہدام کی 83ویں برسی کی مناسبت سے "لجنة اعتصام سامراء" نامی تنظیم کی طرف سے سٹی ہال کے سامنے مظاہرہ کیا گیا، بروز سوموار 21 اپریل 2008ء کو منعقد ہونے والے اس مظاہرے میں عراقی نژاد امریکیوں اور دیگر مومنین کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ کیا۔

مظاہرین نے وہابیوں اور سعودی شاہی فوج کے ہاتھوں 8 شوال 1344 ہجری کو جنت البقیع اور آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) کے روضوں کو تباہ کرنے کی مذمت کی اور دہشت گردی کی روک تھام کے لیے عالمی برادری سے وہابی افکار پر پابندی لگانے اور انھیں عالمی عدالتوں میں جرم قرار دیئے جانے کی اپیل کی۔

ناصریہ میں جنت البقیع ریلی

عراق کے شہر ناصریہ میں 8 شوال 1430ھ - 2009/09/29 کو مغربین کے بعد آئمہ بقیع (علیہم السلام) کے مزاروں اور جنت البقیع کے انہدام کی برسی کے حوالے سے مسجد امام محمد الجواد (ع) سے ایک ریلی نکالی گئی جو جمعہ روڈ اور الحبوبی روڈ سے ہوتی مسجد زہراء (س) پہنچی اور وہاں مجلس عزاء کے بعد اختتام پذیر ہوئی۔

ریلی کے شرکاء نے بینرز اور پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے کہ جن پر 8 شوال 1344 ہجری کو وہابی فوج کی جانب سے بقیع میں مدفون آئمہ (علیہم السلام) کے مزاروں کے انہدام کی مذمت کی گئی تھی۔ ریلی میں عراقی حکومت اور پارلیمنٹ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ آئمہ بقیع (علیہم السلام) کے مزاروں کی دوبارہ تعمیر کے لیے ٹھوس اور شجاعانہ موقف اختیار کرے۔

انتفاضۃ الکرامۃ نیٹ ورک کا بیان

بقیع الغرقد کی مبارک سرزمین مسلمانوں کے نزدیک مقدس نشان کے طور پر باقی رہی وہ اس کو اہتمام کے ساتھ گھیرے رہتے تھے اور وہ مناسک حج کی ادائیگی کے دوران اور دیگر مناسبات میں اس کی زیارت کیا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ وہابی گروہ آگیا اور اس نے ان رموزِ اسلامیہ کے ساتھ جنگ کی اور ان کے سرپرست نے ان مقدس نشانوں کو مسمار کرنے کا حکم دیا اور ان کی قدسیت کو مٹانے کی کوشش کی اور انہوں نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور ان کی آل اطہار (علیہم السلام) پر اس حد تک ظلم کیا کہ ان کے بڑے مفتی نے قبر رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو بت کے ساتھ تشبیہ دی اور اسے ان صفات کے ساتھ متصف کیا جو اس کی واضح توہین ہیں اور یہ بات مخفی نہ رہے کہ یہ کوشش رسالت محمدی (ص) کے خلاف صلیبی اور صیہونی نفرت کی پیداوار تھی اور اس قابل نفرت جرم کی 86ویں برسی کے موقع پر کہ جس کو ناصبی شر پسند عناصر نے انجام دیا تھا شبکہ کرامۃ الاخباریہ لکھاریوں، مفکروں اور دانشوروں کو اس کی یاد منانے کی دعوت دیتا ہے اور انھیں دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنی قلموں کو حرکت دیں تاکہ اپنی پیغام رساں قلموں کے ذریعے آل محمد (ص) کے دفاع کے مذہبی فریضہ کو ادا کریں اور آل محمد (ص) کی مظلومیت کو اجاگر کریں۔

اسی طرح شبکہ امام بارگاہوں، ثقافتی تنظیموں، مساجد اور صاحب ایمان جماعتوں کو اس دردناک واقعہ کی یاد منانے کی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ اس کی مذمت اور اس سے اظہار نفرت کریں اور اہل بیت (علیہم السلام) کے مزاروں کی تعمیر کے مطالبہ کا اصرار کریں اور اس پر ثابت قدم رہیں۔

خدائے ذوالجلال سے دعا ہے کہ وہ اس غم کو اس امت سے دور کرے اور مولا صاحب العصر والزمان (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ظہور میں تعجیل فرمائے ہماری روحیں ان کی خاک پا پر قربان۔

آیت اللہ العظمی بشیر حسین نجفی کا بیان

قال اللہ سبحانہ: إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (صدق اللہ العلی العظیم)

اس میں شک نہیں کہ خداوند عالم نے دنیا کی ہدایت کے لیے معصوم اور ان کے خصوصی تابع فرمان شخصیتوں کی خلقت فرمائی تاکہ وہ تمام دنیا کے لیے شمع ہدایت، نور رہبری اور وسیلہ بن کر خداوند عالم کی جانب سے اتمامِ حجت کا باعث بنیں تاکہ خداوند عالم کے ارشاد (إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا) کی تکمیل ہو سکے تاکہ ہر مکلف اپنے کردار کا خود ذمہ دار ہو اور کسی کو قیامت کے دن اس کے محاسبہ کے

وقت یہ جرأت نہ ہو کہ خداوند عالم سے یہ کہے کہ خدایا تونے میری ہدایت نہیں کی تھی۔

یہ ہدایت بخش شخصیات ہر حالت میں ہادی اور رہبر کا وظیفہ انجام دیتی ہیں ان کا اٹھنا بیٹھنا بلکہ ان کی ہر حرکت اور ان کا سکون تشنگانِ ہدایت کے لیے آبِ حیات ہوتا ہے جب وہ اس فانی دنیا سے عالمِ بقاء کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں تو ان کی یاد، ان کا کردار، ان کی روحانی مثالیں دنیا میں چراغِ ہدایت بنی رہتی ہیں اسی وجہ سے شریعت مقدسہ میں ہر وقت یا اوقات معینہ میں ان ہستیوں کے مزارات کی زیارت کرنے اور ان کو ہدیہ سلام پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اہل بیت (علیہم السلام) اور علماء نے وہ زیارتیں مرتب فرمائی ہیں کہ جن سے ان کے کردار اور ان کے فرامین کی یاد تازہ ہوتی ہے اور خداوند عالم کی اطاعتِ مطلقہ سے میسر ہونے والی ان کی عظمت کا اعتراف کرنے کا موقع میسر آتا ہے اور ہر انسان ان زیارات کے کلمات سے اپنا محاسبہ کرتا ہے اور ان حضرات سے استفادہ کرنے کے طریقے تلاش کرتا ہے۔

اسی طرح یہ پاک ہستیاں دنیا سے رخصت ہونے کے باوجود لوگوں کی ہدایت کا فریضہ انجام دیتی رہتی ہیں۔ شیطانی طاقتیں، شیطان کے پیروکار، دین اسلام کے دشمن کچھ تو ظاہر ہیں جن کو شریعت میں کافر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور دوسرے منافق ہیں جو بظاہر توحید، نبوت، قیامت اور دیگر اصول اسلام کی حمایت کا اظہار کرتے ہیں لیکن

درپردہ اسلام کی دشمنی اور اسلامی اقدار کی بربادی پر تلے ہوئے ہیں یہ کافروں سے برتر ہیں اس لیے ان کی عقوبت قیامت کے دن کافروں سے زیادہ ہو گی۔ (إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا) ابتداءِ اسلام سے آج تک منافقین رموزِ اسلام کے خلاف بر سر پیکار رہے ہیں اور پاک ہستیوں کو ہدایت کرنے سے روکتے رہے ہیں اور انھوں نے ان کو شہید کرنے جیسے ظلم کا ارتکاب کیا جب یہ ظالم اس طرف متوجہ ہوئے کہ ان معصومینؑ کی قبریں بھی لوگوں کی ہدایت کا سبب بنی ہوئیں ہیں اور ان کی عظمت لوگوں کے دلوں میں روز بروز اجاگر ہو رہی ہے تو مختلف من گھڑت اور بے سر و پا دلیلوں کی آڑ میں اسلام کے نام پر مسلمانوں کو ان کی زیارت سے منع کرنے کی کوشش کی گئی اور کر رہے ہیں اور اسی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ قبروں کو مسمار کرنے جیسے جرم کا ارتکاب بھی کیا۔ متوکل عباسی نے امام مظلوم کربلا کی قبر اطہر کو مسمار کیا دشمنان اہل بیتؑ نے چار اماموں اور حضرت زہراء(س) کے مزار کو زمین سے ملا دیا کچھ عرصہ پہلے امام علی نقی (علیہ السلام) اور امام حسن عسکری (علیہ السلام) کے روضہ مبارک کو دھماکہ سے تباہ کیا۔ پوری دنیا پر واضح رہے کہ ان منافقین کی حرکتیں مؤمنین کو کبھی اسلام سے دور نہیں کر سکتیں اور ان مقدس ہستیوں کی عظمت کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتیں اور نہ ہی شیعانِ حیدر کرار کے ایمان کو کمزور کر سکتیں ہیں تاریخ گواہ ہے کہ ہم پر جتنی مصیبتیں آئیں ہم اتنے ہی مضبوط اور مستحکم ہوئے ظالم دنیا سے چلے گئے بنو امیہ و بنو عباس صفحہ ہستی سے مٹ گئے

اور تاریخ نے ان کو حرف غلط کی طرح فراموش کر دیا اور شیعان علی ابن ابی طالبؑ آج بھی دنیا میں موجود ہیں اور آگے بڑھ رہے ہیں۔

ہم دعا گو ہیں کہ وہ دن قریب ہو جس دن ہم اپنے مولا اور آقا امام زمانہؑ کی قیادت میں ان سب ظالموں سے ان جرائم کا بدلہ لیں۔

بابل اور کوت کا محکمہ برائے امور خواتین

عراق کے صوبے بابل اور کوت میں امورِ خواتین کے ادارہ (دائرة شؤون المرأة مكتب بابل والكوت) نے جنت البقیع کے انہدام کی یاد میں مذمتی اجلاس بلایا، جس کے اعلامیہ میں کہا گیا: انہدام بقیع ایک سنگین جرم ہے جس کا ارتکاب کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جا سکتا کہ جن کا مقصد صرف اسلام اور اہل بیت (علیہم السلام) کے ساتھ جنگ ہے۔ اجلاس کے منتظمین کا کہنا تھا کہ اجلاس کو جنت البقیع کے ساتھ خاص کرنے کا مقصد دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے دلوں میں ان کی قدر و منزلت اور قدسیت کو روشن کرنا ہے۔ اس اجلاس کا اختتام دنیا سے باطل کے خاتمہ اور حق کی نصرت کی دعا پر ہوا جب کہ اس سے پہلے واقعہ کی یاد کی مناسبت سے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی۔

ہیئتِ آل البیت (ع) بیان

(بیان ھیئة آل البیت - الجزیرة العربیة بمناسبة ھدم البقیع الفرقد)

مصدر: مرکز الحرمین بتاریخ 7/10/2008

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بقیع الغرقد میں پر آسمان سے باتیں کرتے بلند گنبدوں والے مزار ہوا کرتے تھے کہ جو اس میں دفن ہستیوں کے بلند مرتبہ کی گواہی دیتے تھے اور ان مزاروں کی تعمیر مسلمانوں کی آل نبی (ص) کے ساتھ محبت کی سچی عکاسی تھی کہ جو مسلمانوں کے نزدیک آل نبی (ص) کی آخری آرام گاہوں کی کرامت وقدر ومنزلت اور قدسیت کا پتا دیتی تھی۔ یہ گنبد ایسی علامتیں تھیں کہ جن کے ذریعے آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) کی ضریحوں کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی ہوتی تھی کہ جن میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے نواسے امام حسن مجتبیٰ (علیہ السلام)، امام علی بن حسین زین العابدین (علیہ السلام)، انبیاء (علیہم السلام) کے علوم کو پھیلانے والے امام محمد باقر (علیہ السلام) اور امام جعفر صادق (علیہ السلام) اور برگزیدہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کی ضریحاں شامل ہیں۔ اور اہل بیت نبی (علیہم السلام) کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے یہ ضریحاں معرفت و ہدایت کے راستوں کی پہچان کی ابتداء

تھیں اور اہل بیت (علیھم السلام) سبیلِ خدا ہیں کہ جن کے ذریعے اللہ کی اطاعت و عبادت کی گئی، جنت البقیع میں موجود یہ مزار مسلمانوں کے دلوں کا قبلہ تھے کہ جن کی طرف وہ دنیا کے ہر کونے سے دوڑے چلے آتے تھے اور پورا سال اس سے جدا نہ ہوتے تھے اور انھیں آل نبی (علیھم السلام) کی زیارت کا شوق اور جذبہ اس کی طرف کھینچ لاتا تھا اور مسلمان حج اور اس کے تمام اعمال انجام دینے کے بعد نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اہل بیت نبی (علیھم السلام) کی زیارت کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے تاکہ خاندانِ نبوت کی خالص محبت کے ذریعے زادِ راہ مہیا کریں اور اس کے لیے وہ حرارتِ ایمان میں ڈوبے رہتے تھے اور رحمت کے فرشتے ان پر سایہ فگن رہتے تھے لیکن جب وہابی حکومت مدینۃ الرسول (ص) میں داخل ہوئی اور مدینہ پر اس کا پوری طرح قبضہ ہو گیا تو اس کی وہ نفرت پھوٹ پڑی کہ جسے اس نے اپنے خونی خاندان اور پاکیزہ ہستیوں کے جگر خوروں سے وراثت میں پایا تھا وہابی حکومت کی طرف سے یہ کوشش کی گئی کہ دینِ حنیف کے آثار اور سیرت رسول اکرم (ص) کو دفن کرنے کی ابتداء جو ابوسفیان اور آل ابوسفیان نے کی تھی، اسے مکمل کیا جائے اور آج تک وہابی یہی کوشش کر رہے ہیں تاکہ دینِ حنیف کے خدوخال خراب کر کے اس کے تمام آثار مٹا دیئے جائیں۔ اس کام کے لیے وہابیوں نے وحشیانہ اقدامات کیے اور آئمہ اہل بیت (علیھم السلام) "کہ جو دینِ خدا کی طرف بلانے والے ہیں" کی قبروں کو مسمار کیا اور ان کی ضریحوں اور گنبدوں کو برباد کرتے ہوئے ان

کے آثار تک مٹا دیئے اور ان کے بلند مرتبہ اور فخر و بزرگی کا عکاس ہر روضہ گرا دیا اور 8 شوال سن 1344 ہجری کو دھوکے باز شر پسند ہاتھوں نے خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اہل بیت (علیہم السلام) پر قبیح جسارت کرتے ہوئے جنت البقیع کو مٹی کے ڈھیروں سے بھرے میدان میں تبدیل کر دیا کہ جسے دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے اور ان پاک قبروں کو مٹی میں ملانا ان کی اس نفرت کا نتیجہ تھا جو انہوں نے اپنے بزرگوں سے ورثہ میں پائی تھی۔ اب حالت یہ ہے کہ ظاہری طور پر آئمہ (علیہم السلام) کی قبروں اور دوسری قبروں کے درمیان پہچان نہیں ہوتی، وہابی جلادوں اور واعظوں کی کثرت زائرین کرام کو آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی زیارت سے روکنے کے لیے نازیبا الفاظ، گالیوں اور تشدد سے کام لیتی ہے۔

آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی قبروں کی حالت زار نے ہمارے دلوں کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور یہ صورت حال ہم سے تقاضہ کرتی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک جہاں کہیں بھی ہو جنت البقیع کو پہلے سے زیادہ اچھا تعمیر کروانے کی ہر ممکن کوشش کرے، آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی قبروں، ضریحوں اور مزاروں کو تعمیر ہونے تک تمام مسلمانوں اور محبانِ اہل بیت (علیہم السلام) "چاہے وہ علماء ہوں یا سیاستدان، قبیلوں کے سردار ہوں یا تنظیموں کے سربراہ" کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام ذرائع اور اپنی انتہائی کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر کی پے درپے کوشش کریں۔

جنت البقیع کی تاریخ اور وہاں مدفون معصومین (ع)

یہ کچھ تجاویز ہیں جو اللہ اور مومنین کی مدد سے جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر کے لیے اہم کردار ادا کر سکتی ہیں:

(1) سعودی حکومت کے سربراہوں سے اس موضوع پر بات کی جائے اور جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر کے لیے ان پر زور ڈالا جائے۔

(2) پوری دنیا میں شیعہ و سنی بزرگ علماء کو جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر کروانے کے لیے تحریک چلانے کی دعوت دی جائے۔

(3) ایسے اجلاس منعقد کیے جائیں جن میں بقیع کی دوبارہ تعمیر میں اہم کردار ادا کرنے والے مؤثر منصوبوں اور طریقوں کی تلاش کی جائے۔

(4) سعودی سفارتخانوں کے سامنے احتجاج کیے جائیں اور جنت البقیع کی مسماری کے جرم کی مذمت میں ریلیاں نکالی جائیں۔

(5) جنت البقیع اور آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی تاریخ کی عکاسی والی دستاویزی فلمیں بنائی جائیں۔

(6) آئمہ بقیع (علیہم السلام) اور جنت البقیع کی تاریخ کے متعلق کی گئی ہر کوشش، گفتگو، تقریر اور ہر دستاویزی فلم کی ٹی وی چینلوں، انٹرنیٹ، اخبارات، سوشل میڈیا اور

دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے زیادہ سے زیادہ نشر واشاعت کی جائے۔

(7) یونیورسٹیوں، سکولوں، سرکاری محکموں، امام بارگاہوں اور مسجدوں میں یوم انہدام جنت البقیع کی یاد میں محافل اور سیمینار منعقد کیے جائیں۔

(8) جنت البقیع اور آئمہ بقیع (علیہم السلام) کے حوالے سے زیادہ سے زیادہ پوسٹر ز اور بینر ز لگائے جائیں۔

(9) جنت البقیع کے انہدام کی یاد میں ماتمی جلوس نکالے جائیں۔

ڈاکٹر صادق جبران 19/11/2004

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم) کے زمانہ سے مدینہ منورہ کے لوگوں کا مرکزی قبرستان جنت البقیع ہی ہے اور آج کل مسجد نبوی کی عمارت کے قریب ترین تاریخی مقامات میں سے ایک ہے جو کہ مسجد نبوی کی چار دیواری کے جنوب مشرق کے سامنے واقع ہے اور اس میں ارد گرد کی زمین مل گئی ہے اور اس کے ارد گرد بلند چار دیواری تعمیر کی گئی ہے اور اس کا موجودہ رقبہ تقریباً ایک سو اسی ہزار مربع میٹر ہے اور بقیع کے اندر آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) میں سے مسلمانوں کے چار امام دفن ہیں۔

(1) امام حسن بن علی ابن ابی طالب (علیہ السلام)

(2) امام علی زین العابدین بن حسین (علیہ السلام)

(3) امام محمد باقر بن علی (علیہ السلام)

(4) امام جعفر صادق بن محمد (علیہ السلام)

تاریخی روایات میں مذکور ہے کہ دس ہزار صحابی اس قبرستان میں دفن ہیں کہ جن میں سے حضرت خدیجہ (علیھا السلام) اور حضرت میمونہ (علیھا السلام) کے علاوہ باقی امہات المومنین، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے بیٹے حضرت ابراہیم (علیہ السلام)، اور آپؐ کے چچا حضرت عباس اور پھوپھی حضرت صفیہ بھی شامل ہیں۔

جبکہ اہل مدینہ کے ہزاروں جسم اس میں دفن ہیں اور فوت ہونے والے زائرین کرام کے ساتھ وہ لوگ بھی اس میں دفن ہیں جو گرد و نواح سے آتے تھے اور مدینہ میں فوت ہو جاتے تھے یا جن کے جنازوں کو گزشتہ زمانوں میں یہاں منتقل کیا جاتا رہا ہے۔
جنت البقیع کی فضیلت میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جنت البقیع میں موجود قبروں کی زیارت کرنا اور یہاں مدفون افراد کے لیے دعا کرنا روایات میں مذکور ہے ان روایات میں ہے کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رات کے آخری پہر جنت البقیع کی طرف جاتے تھے اور کہتے تھے "اے مومنین کے گھر تم پر سلام ہو اور تمہارے پاس وہ چیز (یعنی موت) آئی کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور کل باقی

لوگوں کو بھی موت آئے گی اور ہم بھی ان شاءاللہ آپ کے ساتھ ملحق ہوں گے۔

ایک گروہ دوسروں کو دینی آزادی اور مذہبی مراسم کی ادائیگی کا حق دینے کی بجائے جنت البقیع کو اپنے خلاف رکاوٹ سمجھتا آیا ہے حالانکہ آزادی دینے سے مختلف مذاہب کے درمیان محبت بڑھے گی۔ پس ضروری ہے کہ تمام ممالک درپیش بڑے مسائل کے مقابل قیام کریں کیونکہ ہر صاحب عقل کے لیے واضح ہو گیا ہے کہ دینی تشدد اور بدعتی و تکفیری کاروائیاں ہی ہیں کہ جنہوں نے ہمارے ملک اور حتی کہ تکفیری کھیل کھیلنے والوں کو بھی خانہ جنگی اور فساد کی طرف دھکیل دیا ہے یہ تو ایسی آگ ہے جو اپنے ارد گرد والوں کو بھی جلاتی ہے اور جو اسے روشن کرتا ہے اسے بھی جلاتی ہے۔ جنت البقیع کی یاد ہمیں دعوت دیتی ہے کہ ہم انسانی حقوق اور انسانی اقدار کی بلندی اور اہمیت کے لیے کام شروع کریں اور دوسروں کے مذہبی اعتقادات اور جذبات واحساسات کے احترام کی ضرورت پر زور دیں اور ہم اپنے آج اور کل کے لیے ایسی حد معین کریں جس سے زندگی کے آخری دن تک سلامتی کے ساتھ جی سکیں اور جنت البقیع ہی ہمارا آخری ٹھکانہ ہو، انسانی اور دینی اقدار انسانی حقوق کی ادائیگی میں پوشیدہ ہیں۔

یورپ میں (لجنۃ اعتصام البقیع-أوربا) کی بنیاد

فروری 2008ء کو (لجنۃ اعتصام البقیع - أوربا) کے نام سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی تاسیس کے وقت یہ بیان جاری کیا گیا:

آزاد اور غیور لوگوں کو سامراء کے لیے عالمی احتجاجات سے بڑی کامیابی ملی ان احتجاجات کے دباؤ کی وجہ سے حکومتِ عراق نے روضہ مبارک کو تعمیر کرنے کے لیے براہ راست مداخلت کی جس سے وہاں پر تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔اس کامیابی کے بعد اس محمدی آواز کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے کہ جسے سامراء بچاؤ کمیٹی میں ہمارے بھائیوں نے امریکہ میں بلند کیا ہے خاص طور پر بقیع کے عالمی احتجاج کے لیے حاضر ہوا جائے۔ہم امت اسلامیہ اور دنیا میں بسنے والے تمام آزاد لوگوں کو خوشخبری دیتے ہیں کہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے ہم نے یورپ میں بقیع بچاؤ کمیٹی کی بنیاد رکھی ہے جس کے تحت مختلف پروگراموں کا انعقاد کیا جائے گا تاکہ اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کی تنظیموں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ قبرستانِ بقیع کو دوبارہ تعمیر کروانے کے لیے سعودی عرب کی حکومت پر دباؤ ڈالیں۔ ہمارے آنے والے پروگراموں کا محور جنیوا میں اقوام متحدہ کے مرکزی دفاتر، برسلز میں یورپی یونین ،یونسکو،اسلامی کانفرنس اور یورپ میں کام کرنے والی انسانی حقوق کی تنظیمیں ہوں گی۔

اور اسی مناسبت سے ہم دنیا کے تمام آزاد لوگوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہوں تاکہ ہم جنت البقیع میں ضریحوں کی دوبارہ تعمیر کے بلند ہدف تک پہنچ سکیں اور ہم یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ ہماری یہ سرگرمیاں کسی کے خلاف نہیں ہوں گی چاہے وہ کوئی ملک ہو یا حکومت یا کوئی دین ہو یا مذہب ہماری سرگرمیاں پُرامن ہوں گی کہ جن میں انتہاء پسندی کا کوئی عمل دخل نہ ہوگا۔

سن 2008ء میں یوم بقیع کے حوالے سے سیمینارز

ہر سال 8 شوال کو کرہ ارض کے مختلف حصوں میں رہنے والے مومنین بے انتہا جوش جذبے اور عقیدت کے ساتھ صحابہ کرام اور آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) کے مزاروں، ضریحوں اور گنبدوں کے انہدام کی یاد مناتے ہیں، یہ ایسا وقت ہے کہ جس میں حزن و ملال کے سبب مومنین کے دل خون کے آنسو رو رہے ہیں، امت کے نوجوانوں نے خدمت رسالت کے لیے تمام ممالک میں اہل بیت (علیہم السلام) کے پیروکاروں پر ظلم و ستم کے خلاف احتجاج کا علم بلند کیا ہے اور دنیا میں ہر آزاد ضمیر رکھنے والے سے مطالبہ کیا ہے کہ شیعوں کو ان کے مکمل حقوق دلائیں کہ جن میں سب سے پہلے ان کے لیے جنت البقیع کی تعمیر کی اجازت ہے اور گزشتہ سال اسی مناسبت سے تمام دنیا میں ہونے والے احتجاجات، کانفرنسز، سیمینارز اور احتجاجی خطوط نے نئے سرے سے شیعوں کے حقوق اور

جنت البقیع کی تحریک کو قوت فراہم کی۔ ہم آنے والی چند سطروں میں جنت البقیع کے مسئلہ کو اجاگر کرنے کے لیے ہونے والی کچھ سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہیں:

برطانیہ: برطانیہ میں اسی مناسبت سے محفل علی نامی انجمن نے اپنے مرکز میں سیمینار کا انعقاد کیا کہ جس میں علماء اور بزرگ شیعہ شخصیات نے شرکت کی اور شہر میں اس مناسبت کے حوالے سے منعقد کیا جانے والا یہ پہلا سیمینار تھا۔

امریکہ: تمام امریکی ریاستوں میں موجود ہمارے نوجوانوں نے احتجاجی مرسلات، سیمینارز اور میڈیا کے ذریعے جنت البقیع کے مسئلہ کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا، اسی ضمن میں لوس انجلس میں ایک بڑا سیمینار منعقد ہوا جس میں نامور سماجی و مذہبی شخصیات نے شرکت کی سیمینار سے حجۃ الاسلام سید مرتضی قزوینی اور جناب شیخ موسی ابو خمیس نے خطاب کیا دونوں حضرات نے جنت البقیع کی تاریخی و دینی اہمیت کو واضح کیا اور شیعان اہل بیت (علیہم السلام) کے خلاف کی جانے والی ظالمانہ کاروائیوں کی مذمت کی۔

ایران: قم اور تہران میں موجود سعودی طالب علموں نے قم میں ایک بڑے سیمینار کا انعقاد کیا جس سے مختلف شخصیات نے خطاب کیا شیخ جعفر الہادی نے اپنے خطاب میں تمام مذاہب اسلامیہ کے نزدیک وہابی شدت پسندی کے بطلان پر ادلہ پیش کیں۔ ان کے

بعد شیخ محمد فوزی السیف نے خطاب کیا کہ جس میں انہوں نے اپنے ملک کی افسوسناک سیاسی صورتحال اور اہل بیت (علیہم السلام) کے پیروکاروں پر ظلم و جبر کی صورت حال کے بارے میں گفتگو کی۔ سیمینار کے آخر میں شاعر شیخ ابراہیم دیرانی نے جنت البقیع کے انہدام کی مناسبت سے اشعار پڑھے۔

سوریا و لبنان: سیدہ زینب (علیہا السلام) کے علاقے میں کئی پروگرام منعقد ہوئے جن میں مومنین کی بڑی تعداد نے شرکت کی، اسی سلسلہ میں ایک بڑا اجتماع حسینیہ سید واحدی میں ہوا جس میں سعودی حکومت کی طرف سے بے بنیاد عقائد کو دلیل بنا کر جنت البقیع کو منہدم کرنے کی مذمت کی گئی، اس پروگرام کا اختتام مجلس عزاء پر ہوا جس سے استاد سید مہدی سوتج نے خطاب کیا۔

اسی مناسبت سے شیخ باقر حکمت کے گھر ایک مجلس عزاء منعقد ہوئی جس میں مسئلہ بقیع کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا اور مومنین سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ جنت البقیع کی تعمیر کروانے کے لیے ہر ممکن کردار ادا کریں۔

جبکہ مسجد سیدہ زینب (علیہا السلام) میں شیخ حسن الھادی نے نماز جمعہ کے بعد خطاب کیا کہ جس میں انہوں نے وہابیوں کے ہاتھوں جنت البقیع کو دو مرتبہ منہدم کرنے کے بارے میں گفتگو کی۔

اس مناسبت کے سلسلہ میں کیے جانے والے سیمیناروں اور کانفرنسوں کی ایک کڑی امام بارگاہ زہراء (علیہا السلام) میں قائم کیا جانے والا پُر ہجوم سیمینار تھا جس میں شیخ حسن صفار نے خطاب کیا کہ جس کو مومنین کی طرف سے بہت سراہا گیا جبکہ اس سیمینار میں علماء اور سیدہ زینب (علیہا السلام) کے علاقے میں پائے جانے والے مختلف مکاتبِ فکر کے وفود نے شرکت کی اور شیخ حسن نے مسلمانوں کی ہتکِ حرمت کے لیے روا رکھے گئے سلوک کے غیر شرعی ہونے کے بارے میں گفتگو کی اور انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ انسانی فطرت و اقدار اور دینی تعلیمات انسان کو اپنی محبوب اور عزیز ہستیوں اور ان کی گزشتہ تاریخ کو یاد رکھنے اور اس کا اہتمام کرنے کی ترغیب دلاتی ہیں کہ جن کی طرف انسان کی نسبت ہوتی ہے اور وہ انہی کی رہنمائی کے مطابق زندگی میں آگے بڑھتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اِن آخری ادوار میں مسلمانوں کے درمیان ایک جماعت ظاہر ہوئی کہ جو اس فطرت اور دینی طبیعت کی مخالفت کرتی ہے اور روحانی، معنوی اور جذباتی پہلوؤوں سے غافل ہو کر دین کے ساتھ برا سلوک کرنے لگی یہاں تک کہ اس کا برا سلوک اسلام کی عظیم شخصیت رسول اعظم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ذات گرامی تک جا پہنچا۔

واشنگٹن میں سعودی سفارتخانے کے سامنے احتجاج

2008ء جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر اور قیدیوں کی رہائی کے مطالبہ کے لیے امریکہ میں مظاہرہ اور واشنگٹن میں سعودی سفارتخانے کے سامنے احتجاج کی دعوت:

آل ورلڈ شیعہ آرگنائزیشن اور کئی عراقی واسلامی تنظیموں نے مل کر جمعرات کے دن امریکی ریاست مشیگن میں بقیع کے بارے میں چوتھے سالانہ اجتماع کا اہتمام کیا کہ جس میں مدینہ منورہ میں جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ کیا گیا کہ جس میں امھات المومنین، بزرگ صحابہ کرام اور آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) کے جسم مبارک دفن ہیں۔

سعودی حکومت سے اپیل کی گئی کہ وہابیوں کے علماء کی طرف سے صادر ہونے والے تکفیری فتوں کو بند کرائے اور (المنسیون) نامی شیعہ قیدیوں اور 1996 سے سعودی جیلوں میں جو قیدی بغیر کسی عدالتی کاروائی کے بند کیے گئے ہیں انہیں آزاد کرے ۔صوت السلام ریڈیو کے مطابق اس اجتماع کی فعالیت اور سرگرمیوں کے نتیجہ میں کئی مظاہرے کیے گئے کہ جن میں خطیبوں نے وہابیوں کے ہاتھوں جنت البقیع کی تہدیم کے بارے میں گفتگو کی۔ احتجاج کرنے والوں نے کہا کہ وہ اسی طرح شرعی طور پر پرامن مظاہرے کرتے رہیں گے یہاں تک کہ جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر ہو جائے اور وہابی تکفیری فکر پر پابندی لگ جائے اور سعودی عرب میں شیعوں کی حالت بہتر ہونے کے

ساتھ ساتھ ان کے بے گناہ قیدیوں کو آزاد کر دیا جائے۔ خطباء میں سے نمایاں حضرات شیخ البصری، شیخ قیس الکوفی اور سید مصطفی صافی تھے کہ جنہوں نے ایسے احتجاجات کے استمرار وانعقاد کی ضرورت پر زور دیا اور پوری دنیا میں ایسے مظاہرات کو جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا۔ آل ورلڈ شیعہ آرگنائزیشن اور سامراء بچاؤ کمیٹی نے آنے والے مہینے میں 14 نومبر کو واشنگٹن میں سعودی سفارتخانے کے سامنے احتجاج کی دعوت دی۔

پاکستانی تنظیم کی اقوام متحدہ کو جنت البقیع کے تعمیری عمل کی دعوت

سن 2007ء میں تنظیم المختار کے مرکزی سربراہ سید وجیہ الحسن کاظمی نے اقوام متحدہ سے اپیل کی کہ وہ جنت البقیع اور جنت المعلیٰ کو دوبارہ تعمیر کروانے کے لیے ایک وفد سعودی عرب بھیجے اور ان مقامات مقدسہ کے انہدام کے بارے میں تحقیق کرے اور تحریری طور پر اس تحقیق کے نتائج سے دنیا کو آگاہ کرے۔ انہوں نے یہ تجویز اپنی ایک یادداشت کے ضمن میں اسلام آباد میں موجود اقوام متحدہ کے دفتر کو بھیجی جبکہ اس سے پہلے اسلام آباد کے پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا اور احتجاج میں شریک لوگوں نے جنت البقیع اور جنت المعلیٰ کی مقدس ضریحوں کو برباد کروانے کی مذمت میں نعرے لگائے اور انہوں نے تمام بین الاقوامی تنظیموں کو کہ جن میں اقوام متحدہ بھی شامل ہے دعوت دی کہ وہ جنت البقیع اور جنت المعلیٰ کی تعمیر کے کے لیے

اپنا کردار ادا کریں۔

صوبہ واسط کی اسمبلی میں آئمہ بقیع کے مزاروں کی تہدیم کی مذمت

(27/9/2009 بروز اتوار)

آج کا دن مدینہ منورہ میں آئمہ بقیع (علیھم السلام) کے روضوں کے منہدم کرنے کی المناک یادوں میں ڈوبا دن ہے کیونکہ اس دن 8 شوال سن 1344 ہجری میں وہابیوں نے جان بوجھ کر اہل بیت (علیھم السلام) کے مزاروں اور ضریحوں کو منہدم کر دیا تھا اور اسی مناسبت سے صوبہ واسط کی اسمبلی اس بڑی مصیبت پر امام زمانہ (عجل اللہ فرجہ الشریف)، مراجع عظام اور اہل بیت (علیھم السلام) کے ماننے والوں کو تعزیت پیش کرتی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ جنت البقیع زمانہ رسول (ص) سے اہل مدینہ کا مرکزی قبرستان شمار ہوتا ہے کہ جس میں دس ہزار صحابی، امہات المومنین اور جناب فاطمہ بنت اسد دفن ہیں۔

صوبہ واسط کی اسمبلی اس دردناک سانحہ کی مذمت کرتی ہے اور تمام مومنین سے اس کی پُرزور طریقہ سے یاد منانے کی اپیل کرتی ہے تاکہ اس گمراہ فرقہ کی حقیقت دنیا پر واضح ہو سکے اور ہم اللہ سے عہد کرتے ہیں کہ تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے آئمہ (علیھم السلام) کے مزاروں کی دوبارہ تعمیر کروانے کی کوشش کریں گے۔ دشمنانِ دین

نے اگرچہ یہ مزار منہدم کر دیئے ہیں لیکن تمام مومنین کے دلوں میں آج بھی پوری شان شوکت کے ساتھ زندہ وجاوید ہیں اللہ دنیا میں ہمیں آئمہ (علیہم السلام) کی زیارت اور آخرت میں ان کی شفاعت نصیب فرمائے۔ بے شک اللہ ہی بہترین سرپرست اور بہترین مدد گار ہے۔

بصرہ میں آئمہ اہل بیت(ع) کے مزاروں کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ

(4/10/2009)

بروز ہفتہ بصرہ کی دینی، قبائلی اور شہری تنظیموں نے جنت البقیع میں آئمہ اہل بیت (علیہم السلام) کے مزاروں کی دوبارہ تعمیر کے مطالبہ کے لیے ایک سیمینار کا انعقاد کیا کہ جس میں شرکاء نے وہابی فکر کو شریعت اسلامی سے منحرف اور اس کا مخالف قرار دیا اور اس سلسلہ میں المنتظر الثقافیة کے سربراہ شیخ حطاب عبادی نے کہا کہ وہابی فکر واضح طور پر اسلام مخالف تعلیمات پر مشتمل ہے، بصرہ میں رابطہ اسلامی کے سربراہ نے واضح کیا کہ وہابی فکر نے مزاروں کے انہدام کے جواز کے لیے جو دلیلیں پیش کی ہیں ان کا اسلام کے ساتھ دُور دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

جنت البقیع کی تعمیر کیلئے واشنگٹن میں سعودی سفارتخانہ کے سامنے مظاہرہ

امریکہ میں مقیم سعودی شہریوں اور دیگر مسلمانوں کے اتحاد نے اعلان کیا کہ وہابی گروہ کی سعودی عرب میں ثقافتی تخریب کے خلاف واشنگٹن میں سعودی سفارتخانہ کے سامنے 28 ستمبر 2009ء کو احتجاج کیا جائے گا سعودی حکومت کی مخالف شمار کی جانے والی تنظیم ائتلاف البقیع کی جانب سے واشنگٹن میں سعودی سفارتخانہ کے سامنے سوموار کو 10 بجے سے 2 بجے تک احتجاج کیا جائے گا اور اہل بیت (علیہم السلام) اور صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کے مراقد اور جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اس مظاہرے سے شیخ محبوب مہدی عبیدی، شیخ سخاوت حسین، شیخ جلیل عیسیٰ اور امریکی لکھاری سٹفن سلیمان شوراٹر جیسے شیعہ مسلمان علماء دین خطاب کریں گے۔ اس بیان میں کہا گیا کہ سن 1925 اور 1926 میں آل سعود کے وہابی اتحادیوں کے مکہ اور مدینہ پر تسلط کے بعد جنت البقیع کو تخریب کاری کا نشانہ بنایا گیا ہم اس کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں۔

کربلا کے مقدس روضوں کی جانب سے یوم جنت البقیع

آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی مقدس روضوں کے انہدام کی سالانہ یاد منانے کے لیے بروز جمعرات 8 شوال بمطابق 9/10/2008 کو روضہ مبارک امام حسین (ع) اور

روضہ مبارک حضرت عباس(ع) کے خدام کی جانب سے ماتمی جلوس برآمد کیا گیا جلوس کے شرکاء روضہ امام حسین(ع) میں جمع ہوئے کہ جہاں سے اس جلوس کی ابتدا ہوئی اور اس کے بعد جلوس کے شرکاء مابین الحرمین سے ہوتے ہوئے روضہ مبارک حضرت عباس(ع) میں پہنچے کہ جہاں جلوس اختتام پذیر ہوا۔ جلوس کے شرکاء نے پورے راستہ میں انہدام جنت البقیع کی یاد میں نوحہ خوانی کی، اس جرم کے خلاف نعرے بازی کی اور مذمتی بینر زبلند کیے رکھے۔ عزاداروں نے سامراء میں روضہ مبارک امام علی نقی(ع) اور امام حسن عسکری(ع) کی تکفیری دہشت گردوں کے ہاتھوں تباہی کو بھی یاد کیا۔

کربلا کے مقدس روضوں کی طرف سے امام جعفر صادق (علیہ السلام) کے یوم شہادت ماتمی جلوس اور جنت البقیع کی تعمیر کا مطالبہ

بروز اتوار 26/10/2008 کو روضہ مبارک امام حسین(ع) اور روضہ مبارک حضرت عباس(ع) کے خدام نے روضہ امام حسین(ع) کے اداری سربراہ شیخ عبد المہدی کربلائی کی سربراہی میں ایک ماتمی جلوس برآمد کیا کہ جو مابین الحرمین سے ہوتا ہوا روضہ مبارک حضرت عباس(ع) میں پہنچا اور مجلس عزاء پر اختتام پذیر ہوا کہ جس میں مقررین نے عراقی حکومت سے اس سلسلہ میں سعودی حکومت سے مذاکرات کرنے کا مطالبہ کیا تاکہ امام حسن بن علی (علیہ السلام)، امام علی بن الحسین (علیہ السلام)، امام محمد باقر (علیہ السلام) اور

امام جعفر صادق (علیہ السلام) کے روضہ مبارک سمیت جنت البقیع میں مدفون صحابہ کرام کے مزارات اور برگزیدہ مومنین کی مزاروں کی دوبارہ تعمیر کی جا سکے۔

اہل نجف کی طرف سے سالانہ یوم انہدام جنت البقیع

اہل نجف ہر سال 8 شوال کو آئمہ بقیع (علیہم السلام) کے مزاروں اور جنت البقیع میں موجود دیگر مزارات کے انہدام کے خلاف احتجاجی ریلیاں نکالتے ہیں، وہابیوں کے ہاتھوں جنت البقیع کے انہدام کی مذمت کرتے ہیں اور سعودی حکومت سے ان کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ کرتے ہیں ۔ اس موقع پر نجف اشرف میں مجالس ،تصویری نمائشوں اور سیمیناروں کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ اس واقعہ کی یاد ہمیشہ مسلمانوں میں باقی رہے۔

ماڈاغاسکر میں یوم انہدام جنت بقیع کا احیاء

بروز اتوار 17 شوال 1430 ہجری کو ماداغاسکر کے شہر ماجنگ میں امام بارگاہ ولی العصر میں وہابیوں کے ہاتھوں جنت البقیع کے مزاروں کے انہدام کی یاد میں مجلس عزاء منعقد ہوئی کہ جس میں سورہ یسین کی تلاوت کے بعد آئمہ بقیع (علیہم السلام) کی یاد میں مرثیہ خوانی کی گئی جس کے بعد مسجد ولی العصر کے امام جمعہ والجماعت سید انتقام حیدر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور جنت البقیع کی تاریخ و سانحہ انہدام کو بیان کیا اور انہوں نے اپنی

تقریر کا اختتام سیدہ زہراء (سلام اللہ علیہا) اور امام حسین (علیہ السلام) کے مصائب کے بیان پر کیا۔ مجلس کے آخر میں جنت البقیع میں مدفون آئمہ معصومین (علیہم السلام) کی زیارت پڑھی گئی۔

قطیف میں البقیع سیمینار

جنت البقیع میں مدفون آئمہ اطہار (علیہم السلام) کے مزاروں کی دوبارہ تعمیر کے مطالبہ کے لیے صوبہ القطیف کے شہر عوامیہ میں میدان کربلا میں بقیع الاول سیمینار منعقد کیا گیا یہ سیمینار 8 شوال کو آئمہ بقیع اور بعض صحابہ وتابعین کی ضریحوں کی مسماری کی یاد کے دن منعقد کیا گیا کہ جس دن ایک شدت پسند دینی جماعت نے جان بوجھ کر ان ضریحوں کو بدعت، شرک اور مخالف شریعت جیسے نام نہاد دعووں کے تحت منہدم کر دیا تھا۔

ادارہ رسول اکرمؐ الثقافیہ میں انہدام بقیع کی یاد

تکفیری دہشت گردی کے قابل نفرت جرائم اور جنت البقیع میں آئمہ اطہار (علیہم السلام) کے مزاروں کے انہدام کی یاد میں ادارہ رسول اکرمؐ الثقافیہ نے قم مقدسہ میں ادارہ کی بلڈنگ کے اندر جمعہ کے روز 8 شوال 1431 ہجری کو مغربین کے بعد ایک تعزیتی مجلس کا انعقاد کیا کہ جس میں وہابی گمراہ و منحرف اور ناصبی گروہ کے ہاتھوں منہدم

کیے جانے والے جنت البقیع کی تعمیر کا مطالبہ کیا گیا اور ان مرحوم خطباء کو خراج عقیدت پیش کیا گیا جنہوں نے لوگوں کو تبلیغ کی اور ان کو اہل بیت (علیہم السلام) کی ولایت سے تمسک کی دعوت دی۔

لکھنؤ سالانہ احتجاج 2017

انہدام جنت البقیع کے خلاف اور مزارات مقدسہ کی تعمیر نو کے لیے آصفی مسجد میں سعودی حکومت کے خلاف احتجاجی مظاہرہ ہوا، علماء کے ساتھ بڑی تعداد میں عوام نے شرکت کی

جمعہ کے بعد سعودی حکومت کے خلاف احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ نماز جمعہ کے بعد ہونے والے احتجاجی مظاہرہ میں سعودی حکومت سے احتجاج کرتے ہوئے مظاہرین نے مطالبہ کیا ہے کہ جنت البقیع میں موجود دختر رسول حضرت فاطمہ زہراؑ، ازواج رسولؐ، اصحاب رسول اور آئمہ طاہرین کی مزاروں کی تعمیر نو کی جائے۔ مظاہرین نے مطالبہ کیا کہ اگر سعودی حکومت مزارات مقدسہ کی تعمیر نہیں کر سکتی ہے تو دیگر مسلمانوں کو تعمیر نو کی اجازت دی جائے۔ مظاہرین نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ نہ جانے یہ کیسی مسلمان حکومت ہے جو اپنے ہی رسول کی بیٹیؑ کی قبر کو منہدم کر کے آج تک تعمیر نو کی اجازت نہیں دے رہی ہے۔

معروف ہندو مذہبی رہنما جناب سوامی سارنگ نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہاکہ سعودی حکومت کا حضرت محمد صاحبؐ کی بیٹی کی قبر کو منہدم کرنا گویاان کی دوسری شہادت ہے۔اگرآل سعود کو خوف نہ ہوتاتو یہ حضرت محمد صاحبؐ کی قبر کو بھی گرادیتے۔سوامی سارنگ نے سعودی حکومت کی مذمت کرتے ہوئے کہاکہ سعودی حکومت مسلمان ہوکر اسرائیل اور امریکہ کی عبادت کرتے ہیں۔انہوں نے کہاکہ میں ہندوہوکر بھی بی بی فاطمہ زہراؑ کی قبر کی تعمیر نو کا مطالبہ کرتاہوں۔

مولانا محمد میاں عابدی نے اپنی تقریر میں کہاکہ دہشت گردی اور ظلم کے چہرے بدلتے رہتے ہیں،ان کے نام تبدیل ہو جاتے ہیں مگران کا ہدف تبدیل نہیں ہوتاہے۔لباس کوئی بھی ہو لیکن اگروہ دہشت گردی اور ظلم کو فروغ دے رہے ہیں توان کا کوئی مذہب نہیں ہے کیونکہ اسلام ہو یاہندو مذہب،عیسائیت ہو یایہودیت کوئی بھی مذہب ظلم اور دہشت گردی کی اجازت نہیں دیتاہے۔مولانانے کہاکہ ترقی یافتہ مغربی طاقتیں ہی دہشت گردی کو جنم دینے والی ہیں اورآج وہی دہشت گردی کو ختم کرنے کے بہانے مسلمان ملکوں کو تباہ کررہی ہیں۔دہشت گردی کبھی ختم نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ دہشت گردی کی پشت پناہی وہی ملک کررہے ہیں جوآج دہشت گردی کے خلاف جنگ کا نعرہ بلند کررہے ہیں۔مولانانے کہاکہ سوشل میڈیاکے ذریعہ شیعہ و سنی اور ہندو مسلمانوں کو لڑانے کے لیے جوپروپیگنڈہ کیاجارہاہے اس سے بھی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ

دشمن کبھی ہندو بن کر مسلمانوں کے خلاف لکھ رہا ہے اور کبھی سنی بن کر شیعوں کے خلاف سوشل میڈیا پر لکھا جارہا ہے۔

مولانا سید کلب جواد نقوی نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ سعودی حکومت ایک منافق حکومت ہے۔ان کے پرچم پر لاالہ الااللہ لکھا ہے جس کا مطلب ہوتا ہے کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کو معبود نہیں مانتے ہیں مگر سعودی حکومت اسرائیل وامریکہ کی عبادت کرتے ہیں۔مولانا نے کہا کہ شام میں داعش کے لیے تبلیغ کا کام انجام دینے والے سعودی مفتی کا فتویٰ آیا ہے کہ شیعہ کے قتل پر شہید کا ثواب ملتا ہے۔اسی طرح سعودی مفتیوں نے شیعوں کے قتل کے فتوی دیے ہیں۔ہم اپنی ہندوستانی حکومت کو متنبہ کرتے ہیں کہ اسرائیل وسعودی عرب سے تعلقات کے دھوکہ میں نہ آئیں کیونکہ یہی ملک عالمی دہشت گردی کے بانی ہیں۔اگر ان ملکوں کے ساتھ تعلقات کو فروغ دیا جائے گا تو ڈر ہے کہ ہمارا ملک بھی دہشت گردی کا شکار نہ ہو۔مولانا نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ لوگ جو جنت البقیع کے انہدام کے خلاف ہونے والے احتجاجات کی مخالفت کرتے ہیں اگر وہ ہمارے آئمہ معصومین اور رسول کی بیٹیؑ کی مزاروں کی تعمیر نو کے لیے احتجاج نہیں کر سکتے ہیں تو کیا جن صحابہ کرام کا وہ دم بھرتے ہیں اُن کے لیے بھی سعودی عرب سے احتجاج نہیں کر سکتے۔کیونکہ جنت البقیع میں رسول کی ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کی قبریں بھی ہیں جنہیں سعودی حکومت نے مسمار کیا ہے۔مولانا نے کہا کہ مسلمانوں کا دینی

وایمانی فریضہ ہے کہ ماہ شوال کے پہلے ہفتہ کو یوم جنت البقیع کے طور پر منائیں اور سعودی حکومت کے ظلم وبربریت کے خلاف احتجاج کریں۔

احتجاجی مظاہرہ سے پہلے مولانا غلام رضا نے نمازیوں سے جنت البقیع کی تاریخ کے موضوع پر خطاب کیا۔ مولانا نے نماز جمعہ کے خطبہ سے قبل تقریر کرتے ہوئے ظلم کی تعریف اور ظلم کی اقسام بیان کیں۔ مظاہرہ کی افتتاحی تقریر مولانا قمرالحسن نے کی اور مظاہرین کو سعودی عرب کے ظلم سے آگاہ کیا۔ان کے بعد مولانا فیروز حسین نے بھی مظاہرین سے خطاب کیا۔

احتجاجی مظاہرہ آصفی مسجد سے جلوس کی شکل میں نکل کر بڑے امام باڑہ کے داخلی دروازہ تک گیا جہاں علماء کرام نے مظاہرین سے خطاب کیا۔ مظاہرین ہاتھوں میں سعودی حکومت اور اسرائیل و امریکہ کے خلاف نعرے لکھی ہوئے بینرز لیے ہوئے تھے۔ مظاہرہ میں آل سعودی کے ظلم و تشدد کے خلاف نعرے لگائے گئے۔

جنت البقیع کے بارے میں لکھی گئیں کتابیں

1. «جنت البقیع» (اردو) مؤلف سید ابن الحسن بن مهدی حسین نجفی، کہ جو ۱۳٤۷ ھ کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے، ان کی یہ کتاب لاہور میں چھپ چکی ہے۔[121]

2. «نوحہ انھدام بقیع» (اردو) مؤلف بشیر حسین مدرس ہندی[122].

3. «تاریخ جنت البقیع» (اردو)، مؤلف آیت اللہ حسن رضا غدیری کہ جو پاکستان میں 1952ء کو پیدا ہوئے اور اس وقت برطانیہ میں مقیم ہیں۔

4. «نور علی الدرب» (اردو ترجمہ: چراغ راہ ہدایت)، یہ کتاب آیت اللہ العظمی شیخ بشیر حسین نجفی کے چچا علامہ خادم حسین جعفری نے تحریر کی ہے۔ اس کتاب میں وہابیوں کی تاریخ، عقائد اور مقامات مقدسہ کے انہدام کا ذکر کیا گیا ہے۔

5. «کتاب المدینة وزیارة قبر النبی والأئمة علیهم السلام»

---

[121] موسوعة مؤلفي الإمامية ١ / ٤٥٩.
[122] الذريعة إلى تصانيف الشيعة ٢٤ / ٣٥٣.

مؤلف شیخ صدوق محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی، متوفی سن ۳۸۱ھ [123]۔

6. «الروضة» یا «روضة الفردوس (124)» فی أسماء من دفن بالبقیع(125) مؤلف ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن امین اقشہری، ولادت ٦٦٥ھ، وفات ۷۳۱ھ۔

7. «الروضة المستطابة فی من دفن فی البقیع من الصحابة»، (مخطوط)

اس کتاب کا مؤلف گیارہویں صدی ہجری سے تعلق رکھتا ہے [126]۔

8. کتاب «ثامن شوال» مؤلف سید عبد الرزاق موسوی آل مقرم، ولادت ۱۳۱۲ھ وفات ۱۳۹۱ھ [127]۔

---

123) : دیکھیں: رجال النجاشي / ٣٩٠ ؛ الذريعة إلى تصانيف الشيعة ٢٠ / ٢٥١ ؛ معجم ما كتب في الحج والزيارة والمعالم المشرفة في الحجاز ، الدكتور عبد الجبار الرفاعي / ٢٨٤ ، رقم ٢٣٣٥.

124) بحواله: معجم المؤلفين ٨ / ٢٣٥.

125) سبل الهدى والرشاد ٣ / ٢٧٩ ؛ الأعلام ٥ / ٣٢٥ ؛ معجم المؤلفين ٨ / ٢٣٥ ؛ معجم ما كتب في الحج والزيارة والمعالم المشرفة في الحجاز / ١٨٠ ، رقم ١٥٤٩ ، وفيه : «الروضة الفردوسية والحضيرة القدسية في أسماء من دفن بالبقيع».

126) معجم ما كتب في الحج والزيارة والمعالم المشرفة في الحجاز / ١٨٠ ، رقم ١٥٥٠ ، اس میں لکھا ہوا ہے کہ اس کتاب کا نسخہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں موجود ہے اور کا نمبر یہ ہے: رقم ٦٢٣٥ / ٤ ، ٢٢ ورقة (٤٤ ص) ، كتاب العرب ، سنة ٣١ : ج ٥ ، ٦ (١١ ، ١٢ / ١٤١٦ هـ) ، ص ٣٥٢.

127) الذريعة إلى تصانيف الشيعة ١٧ / ٢٧١.

9. «الدر النصیع فی زیارۃ النبی و أئمۃ البقیع» (مخطوط) مؤلف محمد صالح بن احمد آل بعان، وفات ۱۳۳۳ھ[128]۔

10. «النظم البدیع فی مناقب أهل البقیع»[129]، مؤلف احمد بن اسماعیل بن زین العابدین مدنی، شهاب الدین برزنجی، متوفی سن ۱۳۳۷ھ۔

11. «رسالة فی هدم المشاهد»[130] مؤلف سید ابوتراب خوانساری، متوفی سن ۱۳۴۶ھ۔

12. «صواعق محرقه» (فارسی) اور «فجائع الدهور فی انهدام القبور» (فارسی)[131] مؤلف ابوالحسن بن محمد دولت آبادی مرندی نجفی، متوفی سن ۱۳۴۹ یا

---

128) معجم ما کتب في الحج والزيارة والمعالم المشرفة في الحجاز / ١٤٤ ، رقم ١٢٢٧ ، كتاب الموسم ، المجلد الثالث ، العدد : ٩ . ١٠ ، سنة ١٤١١ هـ ، ص ٤٤١.

129) الأعلام ١ / ٩٩.

130) معجم ما کتب في الحج والزيارة والمعالم المشرفة في الحجاز / ١٧٧ ، رقم ١٥٢٤ ؛ بحواله : الذريعة إلى تصانيف الشيعة ٢٥ / ٢٠١ ؛ معجم ما كتب عن الرسول وأهل البيت ٩ / ٥٠٢.

131) موسوعة مؤلفي الإمامية ٢ / ١٠٩ ؛ وانظر : الذريعة إلى تصانيف الشيعة ١٥ / ٩٤ ؛ معجم ما كتب في الحج والزيارة والمعالم المشرفة في الحجاز / ٢١٤ ، رقم ١٨٠٩.

۱۳۵۲ھ۔ان دونوں کتابوں میں وہابیوں کے حکومت تک پہنچنے کے احوال اور ان کے ہاتھوں مقبوضہ اور غیر مقبوضہ علاقوں میں مقامات مقدسہ کی تباہی کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

13. «رسالة فی رد الفتوی بهدم قبور أئمة البقیع»[132] مؤلف شیخ محمد جواد بلاغی، ولادت ۱۲۸۵ھ، وفات ۱۳۵۲ھ

14. «دعوة الحق إلی أئمة الخلق»[133] مؤلف سید میرزا ہادی خراسانی حائری، ولادت ۱۲۹۷ھ وفات ۱۳۶۸ھ۔

15. «فضائل البقیع» (مخطوط)[134] مؤلف شیخ حسن صالحہ حائری بن شیخ علی نقی بن شیخ حسن بن محمد صالح برغانی حائری، متوفی ۱۴۰۱ھ۔

16. «البقیع الغرقد» مؤلف سید محمد حسینی شیرازی، ولادت ۱۳۴۷ھ وفات ۱۴۲۲ھ

---

[132]) أعیان الشیعة ٤ / ٢٥٦ ؛ معجم ما کتب في الحج والزیارة / ١٧١ ، معجم المؤلفین العراقیین ٣ / ١٢٤ ؛ معجم ما کتب عن الرسول وأهل البیت ٩ / ٤٩٣.

[133]) فهرس التراث ٢ / ٣٨٧.

[134]) اس کا ذکر عبد الحسین شہیدی نے دائرة المعارف تشیع ٣ / ٣٨٥ میں کیا ہے۔

17. «قبور أئمة البقیع قبل تھدیمھا» مؤلف سید عبد الحسین بن سید حبیب حیدری موسوی۔

18. «فاجعة البقیع» مؤلف شیخ جلال معاش۔

19. «البقیع» مؤلف یوسف ہاجری۔

20. «بقیع الغرقد» مؤلف حاتم عمر طہ اور ڈاکٹر محمد انور بکری۔

21. «عنوان النجابة فی معرفة من مات بالمدینة المنورة من الصحابة» مؤلف مصطفی بن محمد بن عبداللہ رافعی[135]۔

22. «المقصد الرفیع من زیارة البقیع» مؤلف احمد محمد فارس۔ یہ کتاب سوریا کے شہر حلب میں چھپی ہے۔

23. «تاریخ حرم أئمہ بقیع» (فارسی) مؤلف شیخ محمد صادق نجمی۔

---

[135]) معجم ما كتب في الحج والزيارة والمعالم المشرفة في الحجاز / ٢٣١ ، رقم ١٩٠٤.

24. «چرا به زیارت بقیع میرویم» (فارسی) مؤلف شیخ علی کاظمی[136]۔

25. «مجموعه شعر بقیع» (فارسی) مؤلف محمد علی مجاہدی[137]۔

26. «بقیع خاموش پرفریاد» (فارسی) اس کتاب کو مصنفین کے ایک گروپ نے مل کر لکھا ہے۔

27. «فضائل المدینة المنورة/المجلد الأول» مؤلف ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملاّخاطر، طبع اولی سن 1409ھ، ناشر: دار القبلة للثقافة الاسلامية/جده۔

28. «نزهة الناظرين فی تاريخ مسجد سيد الأولين والآخرين» مؤلف سید جعفر بن سید اسماعیل مدنی برزنجی۔

29. «المدينة المنورة معالم وحضارة» مؤلف محمد سید الوکیل۔

30. «الأحاديث الواردة فضائل المدينة جمعاً و دراسة» مؤلف ڈاکٹر صالح بن حامد بن سعید رفاعی۔

---

[136]) معجم ما كتب في الحج والزيارة والمعالم المشرفة في الحجاز / ٩٧ ، رقم ٧٥٩.

[137]) معجم ما كتب في الحج والزيارة والمعالم المشرفة في الحجاز / ٢٧٤ ، رقم ٢٢٤٦.

31. «موسوعة العتبات المقدسة المجلد الثالث قسم المدينة المنورة» مؤلف جعفر خلیلی۔

32. «التاريخ الأمين لمدينة سيد المرسلين» مؤلف شیخ عبد العزیز مدنی۔

32. «المهدم من آثار المدينة المنورة» مؤلف عمر عبد القادر مغربی۔

33. «أضواء على معالم المدينة المنورة» مؤلف حسین علی مصطفی۔

34. «معجم ما ألفه علماء الأمة الإسلامية للرد على خرافات الدعوة الوهابية» مؤلف عبد اللہ محمد علی، اس کتاب میں ان کتابوں کا ذکر ہے جو اہل سنت اور اہل تشیع کی طرف سے وہابیوں کے خلاف لکھی گئی ہیں اور تقریباً ان تمام کتابوں میں وہابیوں کے ہاتھوں جنت البقیع اور دیگر مقامات مقدسہ کے انہدام کا ذکر موجود ہے۔

فہرست

انتساب 6

پیش لفظ 7

عرضِ مؤلف 9

مدینہ منورہ.. 14

مدینہ میں تاریخی مقامات مقدسہ 16

جنت البقیع.. 17

مسجدِ قباء.. 20

مساجد اُحد.. 21

بیت الاحزان..23

رَبذہ..24

مسجد غدیر..24

مسجد جمعہ..26

مسجد شجرۃ..28

مسجدِ اجابہ..29

مسجد غمامہ..30

مسجد قبلتین..31

مسجد احزاب..31

مشربہ امّ ابراہیم..32

مسجد عینین..35

ایک عالمی سازش 36

عرب علاقوں میں وہابیوں کی قتل و غارت گری 39

کربلا اور نجف پر وہابیوں کا حملہ 40

مکہ مکرمہ کی پامالی 48

وہابیوں کے ہاتھوں مدینہ منورہ اور جنت البقیع کی تباہی 50

مقاماتِ مقدسہ کو تباہ کرنے کے لیے وہابیوں کا بہانہ 52

جنت البقیع 54

الفاظ و مقامات کی لغات میں بقیع کا ذکر 56

جنت البقیع کا تاریخی پس منظر 59

جنت البقیع میں دفن ہونے والے پہلے مسلمان 61

تاریخی کتابوں میں جنت البقیع کے مزارات کا ذکر 64

جنت البقیع کی دو مرتبہ تباہی 83

پہلی مرتبہ جنت البقیع کی تباہی.. 83

مقاماتِ مقدسہ کی تعمیر نو.. 95

دوسری مرتبہ جنت البقیع کی تباہی: 96

ڈرا دھمکا کر لیا گیا فتویٰ 110

جنت البقیع میں وہابیوں کے ہاتھوں تباہ ہونے والے مقامات.................. 112

وہابیوں کی بَربَریت اور اسلامی ورثے کی تباہی 115

وہابیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والی مساجد 119

جنت البقیع کے بارے میں نبی کریم (ص) کا فرمان 120

آسمانی مذاہب میں مقاماتِ مقدسہ کے احترام کا حکم........................ 127

وہابیوں نے جنت البقیع اور مقاماتِ مقدسہ کو کیوں تباہ کیا 130

اسلام کا خاتمہ:..130

اہل بیت رسول (ص) سے دشمنی:..................................131

ذکر اہل بیت (ع) پہ یلغار:..131

حسد:..133

وہابیوں کے جرائم سے لوگ لاعلم کیوں ہیں؟...........................136

جنت البقیع میں مدفون بعض ہستیوں کا تعارف.........................137

صحابیِٔ رسول جناب عثمان بن مظعون..................................137

جناب محمد ابن حنفیہ..140

حضور اکرم (ص) کی پھوپھیوں کے مزار.................................142

جناب صفیہ:...142

جناب عاتکہ:...143

حضرت محمد(ص) کے بیٹے جناب ابراہیم 144

جناب فاطمہ بنت اسد 145

جناب عباس بن عبدالمطلب.................................... 147

ازواج رسول(ص) 149

حضرت علی(ع) کی زوجہ جناب ام البنین........................... 150

حضرت عقیل بن ابو طالب...................................... 151

جناب محمد بن زید.. 152

جناب عبداللہ بن جعفر طیار..................................... 153

جناب اسماعیل بن امام جعفر صادق(ع)............................ 154

جناب مقداد بن عمرو.. 155

جناب جابر بن عبداللہ انصاری 157

شہداءِ حرہ 160

جنت البقیع میں دفن ہونے والے معصومین اور دیگر افراد 161

جنت البقیع میں مدفون معصومینؑ 162

حضرت امام حسن (علیہاالسلام) 165

حضرت امام زین العابدین (علیہ السلام) 172

امام محمد باقر (علیہ السلام) 190

امام جعفر صادق (علیہ السلام) 195

علامہ اقبال (رح) 202

آہ جنت البقیع / رضا سرسوی 206

اجڑا ہوا جنت البقیع / مولانا ظہیر الہ آبادی 215

بقیع / مولانا عامر رضوی دریا آبادی 217

جنت البقیع کے انہدام پر مسلمانوں کا ردّ عمل 223

انہدام کے بعد اہل عراق کا ردّ عمل 225

جزیرہ عربیہ کی عوام کا ردّ عمل.................................... 231

عالمی اخبارات میں مقامات مقدسہ کے انہدام کا ذکر 232

ہندوستان (برصغیر) کے مومنین کا ردّ عمل 234

خلافت کمیٹی کی کوششیں.................................... 235

اہل لکھنؤ کا وہابیوں کے خلاف غم وغصہ............................. 236

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی کاوشیں 236

سندھ میں احتجاجی اجتماعات.................................. 238

کراچی میں بقیع کے لیے آواز................................... 239

ایران کا ردّ عمل 239

منظمۃ التجمع الشیعي العالمی کے صدر کا بیان............................242

مرکز الدراسات التخصصیۃ فی الإمام المھدي کا بیان........................245

کربلا میں دینی طلاب کی سالانہ ریلی............................248

سعودی سرحد پر مظاہرہ..................................249

پاکستان میں جنت البقیع کی تعمیر کے لیے مظاہرے........................253

امریکی شیعوں کا جنت البقیع کی دوبارہ تعمیر کے لیے سالانہ اجتماع.............253

امریکہ میں سعودی سفارت خانے کے سامنے دھرنا.......................254

"جنت البقیع الائنس" کا واشنگٹن میں دھرنا.........................257

بصرہ میں جنوبی قبائل کا اجتماع..................................258

ھیأۃ الصوت العالمی للسلام کی مشی گن میں بقیع کانفرنس..................259

آٹھ شوال کو عوامیہ میں مجالس عزاء.................................259

ڈئربورن میں منعقد ہونے والا جنت البقیع کنونشن.......................260

یونیورسٹیوں کے 200 اساتذہ کا سعودی حکومت کو خط...................262

سٹی ہال ڈئربورن کے سامنے مظاہرہ 263

ناصریہ میں جنت البقیع ریلی.................................264

انتفاضۃ الکرامۃ نیٹ ورک کا بیان................................265

آیت اللہ العظمی بشیر حسین نجفی کا بیان 266

بابل اور کوت کا محکمہ برائے امور خواتین 269

ہیئتِ آل البیت (ع) بیان......................................270

ڈاکٹر صادق جبران 19/11/2004..............................274

یورپ میں (لجنۃ اعتصام البقیع–أوربا) کی بنیاد...........................277

سن 2008ء میں یوم بقیع کے حوالے سے سیمینارز 278

واشنگٹن میں سعودی سفار تخانے کے سامنے احتجاج......................282

پاکستانی تنظیم کی اقوام متحدہ کو جنت البقیع کے تعمیری عمل کی دعوت 283

صوبہ واسط کی اسمبلی میں آئمہ بقیع کے مزاروں کی تہدیم کی مذمت 284

بصرہ میں آئمہ اہل بیت (ع) کے مزاروں کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ 285

جنت البقیع کی تعمیر کیلیئے واشنگٹن میں سعودی سفار تخانہ کے سامنے مظاہرہ 286

کربلا کے مقدس روضوں کی جانب سے یوم جنت البقیع.....................286

اہل نجف کی طرف سے سالانہ یوم انہدام جنت البقیع 288

ماڈاغاسکر میں یوم انہدام جنت بقیع کا احیاء 288

قطیف میں البقیع سیمینار 289

ادارہ رسول اکرمؐ الثقافیہ میں انہدام بقیع کی یاد 289

لکھنؤ سالانہ احتجاج 2017 290

جنت البقیع کے بارے میں لکھی گئیں کتابیں..............................294

یاداشت

....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....

....

....

....

....

جنت البقیع کی تاریخ اور وہاں مدفون معصومین (ع)